BROWN BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222530

UNIVERSAL
LIBRARY

اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃً

تعویذ جادو طلسم عجز آتشکدہ عشق صنمخانۂ ناز بلبل ہندوستان مقرب
خاقان زمن اوستاد نظام دکن جناب نواب مرزا داغ صاحب داغ دہلوی

گلزارِ داغ

بکمال صحت و صفا و آئین خوشنما بحفظ جملہ حقوق طبع و تالیف و
انتخاب وغیرہ حسب فرمایش و باہتمام نور احمد مالک مطبع

محمدی بہادر لکھنؤ میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

عدو سے سامری فن دیکھے اعجاز رقم میرا
عصائے موسوی ہے حمد خالق مین قلم میرا

بزنگ بوے گل ہے ہر نفس یاد الٰہی مین
قیامت تک بھرے گی دم نسیم صبحدم میرا

سلامت منزل مقصود تک اللہ پہونچاوے
مجھے آنکھین دکھاتا ہے ہر اک نقش قدم میرا

یہ دود شمع دل اتون کو لیتا ہے تعلی کی
خجل کرتا ہے زلف حور کو بھی پیچ و خم میرا

کھین سودائیان عشق کو تفریح ہوتی ہے
بہت چھانا ہوا ہے باغ فردوس ارم میرا

الٰہی کعبۂ تسلیم مین یون باریابی ہو
بڑھے لبیک کہکر پیشتر سب سے قدم میرا

مجھے آباد کرتا ہے مجھے برباد کرتا ہے
خدایا دین و دنیا مین کرم تیرا ستم میرا

تری بندہ نوازی ہفت کشور بخش دیتی ہے
جو تو میرا جہان میرا عرب میرا عجم میرا

فنا فی اللہ ہو کر پاؤن عمر جاودان ایسی
مسیح و خضر کی ہستی سے بڑھکر ہو عدم میرا

سنا جیسے یہ دولت آدمی کو تونے بخشی ہے
نہین بھولا سماتا خاطر غمگین مین غم میرا

الٰہی نقش ہو کلمہ رسول اللہ کا دل پر
چلے کو مین نام محمد سے درم میرا

۲ جلونگا حشر تک لے داغ مین سوز محبت کا ۷
ندیگی ساتھ تا رو رجز اشمع حرم میرا

یہان بھی تو وہان بھی تو زمین تیری فلک تیرا
کہین ہمنے پتا پایا نہ ہرگز اجتک تیرا

صفات و ذات مین یکتا ہے تو اے احمد مطلق
نکوئی تیرا ثانی ہے نکوئی مشترک تیرا

جمال احمد و یوسف کو رونق تونے بخشی ہے
ملاحت تجھسے شیرین حسن سیرین بن نمک تیرا

ترے فیض و کرم سے نار و نور آپسمین ملکر ایک ہین
ثنا گر یک زبان ہر ایک ہے جن و ملک تیرا

کسیکو کیا خبر کیون خیر و شر پیدا کیئے تونے
کہ جو کچھ ہے خدائی مین وہ ہے لاریب و شک تیرا

نہ چلتا طور کیونکر کسطرح موسیٰ نہ غش کھاتے
کہان یہ تاب و طاقت جلوہ کیے حرمان سا تیرا

۳ دعا یہ ہے کہ وقت مرگ اوسکی مشکل آسان ہو ۱۰
زبان پر داغ کے نام آئے یارب یک بیک تیرا

اللہ شوق دے مجھے نعت شریف کا
شہرہ ہو خوب میرے کلام لطیف کا

سرسبز کشت دل ہے محمد کے عشق مین
کیا اس زمین مین کام ربیع و خریف کا

اللہ رے اوسکے علم لدنی کا معجزہ
امی سبق پڑہا کے کتاب شریف کا

حسرت جس آبرو کی سلیمان کو رہی
یثرب مین ہے وہ مرتبہ مور ضعیف کا

شیطان بھاگتا ہے محمد کے نام سے
کیا خوف اوس پلید و خبیث و کثیف کا

مداح مصطفےٰ سے کرے کوئی بحث کیا
یہ جان ہے خوشہ چین مری طبع ظریف کا

ادنےٰ شجاعت احمد مرسل کی دیکھنا
کیا حال جنگ بدر مین تھا ہر حریف کا

ہے ناتوان عشق محمد مین پہلوان
رستم سے ہو مقابلہ کب اوس نحیف کا

صبر جمیل تھا کہ ستم پر ستم سہا
بو جہل و بو لہب سے ذلیل و خفیف کا

۴ ۱۱

اے داغ شعر ڈہل گئے نعت شریف مین
ہے فکر قافیہ نہ تردد ردیف کا

صبر لے زاہد نافہم نہ میخوارون کا
بخشنے والا بھی دیکھا ہے گنہگارونکا

سر شوریدہ کی تسکین وہین ہوتی ہے
مجھپر احسان ہے اوس کوچے کی دیوارونکا

ڈر گئے نام شفا سنکے زہے خواہش مرگ
مُنھ ذرا سا نکل آیا ترے بیمارونکا

دوش پر اپنے جو صیاد نے زلفین چھوڑین
اور جی چھوٹ گیا آج گرفتارونکا

لائیگا کعبے سے تو مفت ثواب اے زاہد
حصہ پہلے سے ٹھہرجائے یہین یارونکا

اشک خون آنکھ سے چلتے ہوے اتنے ٹپکے
کہ جہان ہونمین وہان فرش ہے انگارونکا

زندہ در گور زمانے مین نہونگے ایسے
مرثیہ کہتے ہین شاعر ترے بیمارونکا

اہل اُلفت کے لئے چاہیے شہرت اے دل
نام بکتا ہے محبت کے خریدارونکا

خیر گذری کہ رہا تا بہ مژہ سیل سرشک
رہگیا پردہ ترے کوچے کی دیوارونکا

چوس لیتے ہین مرے زخم زبان بہکان
چھوڑدیتے ہین یہ منھ چوم کے سو فارونکا

۵ ۱۱

صبر ایوب کی لے داغ نکر ناخواہش
کہ محبت مین تو یہ کام ہے بیکارونکا

گر میرے بُت ہوش ربا کو نہین دیکھا
اوس دیکھنے والے نے خدا کو نہین دیکھا

رہبر سے غرض کیا ہے جو منزل نظر آئے
کعبے مین کبھی قبلہ نما کو نہین دیکھا

سمجھا ہے شب ہجر عدو کو وہ قیامت
ظالم نے ابھی روز جزا کو نہین دیکھا

جنت ہے مگر خانہ دشمن بھی الٰہی
آتے ہوے اس گھر مین قضا کو نہین دیکھا

جس شکل سے ہنستے ہین مرے حال پہ احباب
روتے ہوے یون اہل عزا کو نہین دیکھا

اتنا تو بتا دے مجھے اے ناصح مشفق
ایسی نظر شوخ مین تمکین نہین دیکھی
اغیار کے نالے تو بہت تمنے سُنے ہین
یہ اوسکو رہی خاک نشینون سے کدورت
افسوس کہ فرصت مین کبھی غور سے تمنے

دیکھا ہے کہ اوس ماہ لقا کو نہین دیکھا
اسطرح تغافل مین حیا کو نہین دیکھا
مظلوم کی تاثیر دعا کو نہین دیکھا
اپنے بھی تو نقش کف پا کو نہین دیکھا
افسانۂ ارباب وفا کو نہین دیکھا

۶ جب داغ کو ڈھونڈھا کسی تجانہ مین پایا
گھر مین کبھی اوس مرد خدا کو نہین دیکھا ۱۹

ہو گئے پر خون دل عشاق ہو کر زیر پا
مانع رفتار ہو کیا اوسکو پتھر زیر پا
دامن دل کیا بچے اوسکی خرام ناز سے
تیرے ہاتھون سے ہوا ہے اک زمانہ پائمال
آرزو کمبخت نے کی تھی خرام ناز کی
مثل ماہی تیر جاتا ہون راہ شوق مین
پائمالی سے نشان قبر کے آیا نہ چین
بزم دشمن مین لگی ایسی مرے تلوونسے آگ
مین وہ ہون آتش قدم جس سے پگھلتے ہین پہاڑ
عاشقونسے ہوتے ہین معشوق سرکش پائمال
قوت رفتار جب اوس فتنہ گر کو مل گئی
توڑ کر اے محتسب میخانے سے باہر نہ پھینک

کیا لگا رکھا ہے ظالم تو نے خنجر زیر پا
جسنے لاکھون روندڈالے کاسۂ سر زیر پا
چاک ہو جائے اگر دامان محشر زیر پا
پیس ڈالون تجکو اے چرخ ستمگر زیر پا
دیدیا اوسنے مجھے دل کو مسلکر زیر پا
چشم گریان کی بدولت ہے سمندر زیر پا
رکھ لیا ظالم نے میرا نام لکھکر زیر پا
فرش گل کو مینے سمجھا فرش اخگر زیر پا
موم ہو جاتا ہے جو آتا ہے پتھر زیر پا
رکھتی ہے قمری سر سرو صنوبر زیر پا
آگیا روز اجل میرا مقدر زیر پا
آنہ جاوین ریزۂ مینا و ساغر زیر پا

کیا تماشا ہے جب آیا ہے اوسے نرگس سے رشک
اوسنے مل ڈالے ہین میرے دیدۂ تر زیر پا

دونون دشمن ہین بشر کے آسمان ہو یا زمین
فتنہ گر بالائے سر ہے تو ستمگر زیر پا

خوف ہے اوسکو نہ دامنگیر ہو وقتِ ذبح
ہاتھ بسمل کا دبا لیتا ہے اکثر زیر پا

۷ وہ صراطِ عشق پر اے داغ ہو ثابت قدم ۱۲
مشق کی ہو جسنے رکھکر تیغ و خنجر زیر پا

آج راہی جہان سے داغ ہوا
خانۂ عشق بے چراغ ہوا

کیا نشان وفا بھی اے ظالم
دلِ گم گشتہ کا سُراغ ہوا

ایسی کیا بو سما گئی تمکو
جسے جو اسقدر دماغ ہوا

نہ مٹا نقش غیر جی سے ترے
یہ بھی میرے ہی دل کا داغ ہوا

دل پُرخون مگر ہے جامِ طلسم
کبھی خالی نہ پھر آیا غ ہوا

کیا اثر ہے کہ غنچۂ تصویر
اوسکے ہنسنے سے باغ باغ ہوا

صبح وہ داغ دیگئے مجکو
دن کو روشن مرا چراغ ہوا

عمر جاوید تو خضر کو ملے
عیش جاوید سے فراغ ہوا

ہر زہ گرد یمین ٹھوکرونسے مری
چاک دامان کوہ و راغ ہوا

آسمان گر گیا نظر سے مری
عرش پر جب ترا دماغ ہوا

حال فردوس سُن لیا زاہد
وہ بھی کیا بے نظیر باغ ہوا

۸ بعد اوستاد ذوق کے کیا کیا ۱۱
شہرت افزا کلام داغ ہوا

ثبات بحر جہان مین اپنا فقط مثال حباب دیکھا
نہ جوش دیکھا نہ شور دیکھا نہ موج دیکھی نہ خواب دیکھا

ہماری آنکھوں نے بھی تماشا عجب عجب انتخاب دیکھا
برائی دیکھی بھلائی دیکھی عذاب دیکھا ثواب دیکھا

نہ دل ہی ٹھہرا نہ آنکھ جھپکی نہ چین پایا نہ خواب آیا
خدا دکھائے نہ دشمنوں کو جو دوستی میں عذاب دیکھا

طرب میں جب سے ہے جان مجنوں اوسیکو گردش وہی ہے یکساں
کہ چرخ زن شبدو روز گردوں مدام جام شراب دیکھا

نظر میں ہے تیری کبریائی سما گئی تیری خودنمائی
اگرچہ دیکھی بہت خدائی مگر نہ تیرا جواب دیکھا

پڑے رہے تھے ہزارہوں برسے کلیم کیطور جب بھی عشق تھے
ہم اوسکی آنکھوں کے صدقے جسنے وہ جلوہ یوں بیحجاب دیکھا

جو راہ میں تیری آکے بیٹھے وہ فکر و یرو حرم سے چھوٹے
کہ تیرے کوچے کے سائلوں نے بہشت میں بھی عذاب دیکھا

یہ دل تو اے عشق گھر ہے تیرا کہ جسکو تونے بگاڑ ڈالا
مکاں سے ٹالا مکاں جو دیکھا تجھی کو خانہ خراب دیکھا

سرور عیش و نشاط کیسی بدل گئی رنگ ہی جھمکے
سنا نہ کانوں نے تھا جو ہمنے وہ آنکھوں سے انقلاب دیکھا

جو تجکو پایا تو کچھ نہ پایا یہ خاندان ہمنے خاک پایا
جو تجکو دیکھا تو کچھ نہ دیکھا تمام عالم خراب دیکھا

شراب غفلت سے داغ غش تھے دکھائے غفلت نے کیا تماشے
کہ سوتے سوتے جو چونک اٹھے مگر کوئی تمنے خواب دیکھا

آخر کو عشق کفر سے ایمان ہوگیا
مین بت پرستیون سے مسلمان ہوگیا

کیون طرفۂ نگاہ مری جان ہوگیا
اک تیر اور مین ترے قربان ہوگیا

کیا جانے چپ ہون کیون تری صورت کو دیکھکر
آئینہ مین نہین ہون کہ حیران ہوگیا

قاتل نہ روک ہاتھ کہ رکتی ہے میرجان
خنجر تو اور دم کا نگہبان ہوگیا

لے تو حلال ہے جو پیے ڈھب سے بادہ نوش
مین توبہ کرکے اور پشیمان ہوگیا

رندان بے ریا کی ہے صحبت کسے نصیب
زاہد بھی ہم مین بیٹھکے انسان ہوگیا

اس غنچے مین سمائی ہے وحشت برنگ بو
دل کتنی تنگیون پہ بیابان ہوگیا

گر دل بھٹا ہے مجھسے ترا سہل ہے علاج
یا یہ بھی چاک جیب مریجان ہوگیا

حسرت کسی طرف ہے تمنا کسی طرف
مجموعہ اپنے دل کا پریشان ہوگیا

حاصل ہوے مزے ترے خنجر کے غمزہ کو
سر پر ہمارے مفت کا احسان ہوگیا

کیا حال دل کہیں کہ دم عرض مدعا
تیرا عتاب حلق کا دربان ہوگیا

امید ہے کہ پھر عیادت وہ آئینگے
آزار میری جان کو ارمان ہوگیا

۱۰ لو اب بتوں سنو کہ وہ داغ صنم پرست
۹ مسجد مین جاکے آج مسلمان ہوگیا

اس بزم مین شریک تو جایا نجائیگا
مین جاؤنگا اگر مرا سایا نجائیگا

دل لیکے اوسکی بزم مین جایا نجائیگا
یہ مدعی بغل مین چھپایا نجائیگا

اے حشر اتنا ناز کہ ہم ہین شہید ناز
مردون کیطرح ہمکو اوٹھایا نجائیگا

دل کیا ملاؤگے کہ مین ہوگیا یقین
تمسے تو خاک مین بھی ملایا نجائیگا

جو دل دکھا رہا ہے مزہ ہر گھڑی مجھے
آنکھونسے سو برس بھی دکھایا نجائیگا

قسمت کے آگے سر نہ جھکیگا کسی طرح
یہ آسمان زمین سے ملایا نجائیگا

قسمت نہین ہون جسکو اوٹھایا کے تک
مجھسے گرے ہوے کو اوٹھایا نجائیگا

زلفین نہین ہین کہ شانے سے آراستہ کیا
بگڑا ہوا مزاج بنایا نجائیگا

۱۱ اے داغ مجھکو رزق کی خواہش ہے چرخ سے
۹ اتنا یہ غم کھائیگا کھایا نجائیگا

یون وہ پیغام سے تو آئیگا
غیر کے نام سے تو آئیگا

شب ہجران سے موت بہتر ہے
خواب آرام سے تو آئیگا

یون نہ آئیگا ہاتھ گر وہ صنم
ترک اسلام سے تو آئیگا

لے ہی تو آئینگے اوسے عدم
میرے ہی نام سے تو آئے گا

مُرغِ دل سے امید ہے یہہ اسیر
چھوٹ گیا دام سے تو آئے گا

ساقیا مجھسے بادہ کش کو سرور
ایک ہی جام سے تو آئے گا

چھپ رہینگے حیا سے وہ کبتک
غصہ الزام سے تو آئے گا

دل کا آنا ہے کام سے جانا
جائیگا کام سے تو آئے گا

۱۲

کبھی اپنا بھی روز خوش اے داغ
دور ایام سے تو آئے گا

۱۳

کرے انصاف دنیا میں اگر آفت کے مارونکا
بنے خود آسمان پھاہا تمہارے دلفگارونکا

ستم وہ چشم کافر سے ترے چلنا اشارونکا
غضب وہ دل پکڑ کر بیٹھ جانا بیقرارونکا

خدا جانے ہوئی ہین دفن کیا کیا حسرتین دلمین
پھپھولون سے مرے سینہ پہ عالم ہے مزارونکا

تمھین چاہا اگر چاہا خطا الفت پرستونکی
تمھین دیکھا اگر دیکھا گنہ امیدوارونکا

بتون سے عفو جرم عشق بھی چاہین تو کھتے ہین
خدا تو ہم نہین بخشین گنہ تقصیروارونکا

دکھاتا ہے فلک یہ خندۂ دندان نما اپنا
وگرنہ اس شب فرقتمین یہہ جلوہ ستارونکا

نگہ پٹکے ہی دیتی ہے تو دل پھینکے ہی دیتا ہے
تمھارے گھر ٹھکانا کونسا ہم بے سہارونکا

بڑے اہل یقین ہمسے جفا کو جو وفا سمجھین
بھلے ہین بدگمان ہی دل ہے اور بے اعتبارونکا

ترا اک جلوۂ دیدار اور وہ بھی قیامت پر
پر اوسپر صبر اتنا ہائے دل امیدوارونکا

قسم ہے تجکو زاہد کیا کرے گر آنکھ سے دیکھے
چھلکتا ساغر مے کا چھلکتا بادہ خوارونکا

سُنو افسانۂ فرہاد دیکھو قصۂ مجنون
غرض کیا تمکو پوچھو حال ہم جسر بیکارونکا

کبھی بیٹھے کبھی اُٹھے کبھی لوٹے کبھی تڑپے
تماشا دید کے قابل ہے تیرے بیقرارونکا

۱۳ نہ فرصت ہے نہ راحت ہے غزل اے داغ کیونکر ہو
۹ مگر کیا کیجئے مجبور جو ارشاد یاروں کا

ہائے مہمان کہاں یہ غم جانان ہوگا
خانۂ دل تو کوئی روز مین ویران ہوگا

ہوکے ظاہر تو کیا عشق نے اک حشر بپا
حسرت اوس دل پہ کہ جس دل مین پنہان ہوگا

منحصر دل ہی پہ رکھتا نہ محبت تیری
مین نہ سمجھا تھا یہ کمبخت پشیمان ہوگا

کوستا ہون جو نصیبون کو تو کہتا ہے وہ شوخ
پھر محبت نہ کریگا اگر انسان ہوگا

جسقدر آج ستاتا ہے ستالے ہمکو
روز محشر بھی تو کل اے شب ہجران ہوگا

دم مری آنکھون مین اٹکا ہے کہ دیکھون تو سہی
کیا مسیحا سے مرے درد کا درمان ہوگا

زندگی عشق مین مشکل ہے تو مرجائینگے
اب سے وہ کام کرینگے کہ جو آسان ہوگا

اب کہان لخت جگر سینے مین اے دیدۂ تر
اور ہوگا تو سرشک دامان ہوگا

۱۴ آپ کے سر کی قسم داغ کو پروا بھی نہین
۱۲ آپ کے ملنے کا ہوگا جسے ارمان ہوگا

کیا کہون اس سخت جانی کا عشق مین سہم ہوگیا
چاٹتے ہی خنجر خونخوار بیدم ہوگیا

روتے روتے چشم تر کو دل کا ماتم ہوگیا
روز کا مہمان اپنے گھر کا محرم ہوگیا

دیکھ تو کیا تشنگی سے میرا عالم ہوگیا
قطرۂ مے ساقیا کیا جان آدم ہوگیا

جان کے جاتے ہی اچھے ہوگئے سب داغ زخم
شعلہ نیہ ہوگیا ناسور مرہم ہوگیا

حسن مین انداز کے آتے ہی نخوت ہوگئی
زلف مین پڑتے ہی بل ابرو بھی پرخم ہوگیا

بے نسیم صبح کیا کیا عطر افشان مشک بیز
رات کسکا طرۂ طرار برہم ہوگیا

بن گئی فرقت مین جو کچھ اپنے جی پر بنگئی
ہوگیا جو کچھ ہمارے دل کا عالم ہوگیا

عشق کیا شے ہے وہ یہ شے ہے کہ جسمین شوق وصل
خون ہوکر آگیا غم بنگیا سم ہوگیا

بجھ گیا گلرو کے آگے شمع اور گل کا چراغ
بلبلون مین شمع پروانون مین ماتم ہوگیا

کیون تغافل ہمسے ہے چشم عداوت ہی سہی
کیا نگاہ ناز مین اب قہر بھی کم ہوگیا

۱۵ رات بھر کہتے رہے تم داغ اوسے دل کا حال
ایک شب مین اسقدر اخلاص باہم ہوگیا ۹

کی ترک نے تو مائل پندار ہوگیا
مین توبہ کرکے اور گنہگار ہوگیا

اوسکی طرف سے داغ پھریگا کہ صبحدم
اب ہوگیا یہ جسکا طرفدار ہوگیا

کس کسکی چاہ کیجے کہ کس کسکی آرزو
اک دل ہزار غم مین گرفتار ہوگیا

محشر مین کون ہوگا کرم کا ترے گواہ
گر غیر بھی ہمارا طرفدار ہوگیا

وہ فتنہ جسکا حشر برا ڈھنا ہے منحصر
ہر بار تیری چال سے بیدار ہوگیا

اک حرف آرزو پہ وہ مجھسے خفا ہوے
اتنی سی بات مکے گنہگار ہوگیا

اے دل مرے خیال مین تیرا ہے مدعا
تو اے رقیب کب سے مرا یار ہوگیا

جسکی بغل مین شب کو وہ ہوا وسکو دیکھیے
جسوقت آنکھ کھل گئی دیدار ہوگیا

۱۶ اے دل داغ کیا بتائین محبت مین کیا ہوا
بیٹھے بٹھائے جان کو آزار ہوگیا ۱۱

نالہ ہر اک بشر کے جگر سے نکل گیا
جی ہی نکل گیا وہ جدھر سے نکل گیا

عالم مین ایک تو نظر آیا نظر فریب
عالم تمام اپنی نظر سے نکل گیا

اللہ رے اوسکا حسن ترقی بلا کی ہے
ہر موے زلف موے کمر سے نکل گیا

تاثیر سرزمین سے بنا فتنۂ غبار
جو بلکے تیری راہ گذر سے نکل گیا

کچھ ہوگا مجھکو نالۂ شبگیر سے حصول
کچھ مدعا دعائے سحر سے نکل گیا

کاہیدگی نے پھینک دیا دور اسقدر
کوسون مین آپ اپنی نظر سے نکل گیا

نکلا جدھر وہ شوخ ہوا شور دیکھنا
دل کو جھپٹ کے کوئی اِدھر سے نکل گیا

بل بے گداز عشق کہ پیکان دلنشین
اِک اشک بنکے دیدۂ تر سے نکل گیا

جس دلپہ وہ نگاہ پڑی دل کے پار تھی
یہ نیمچہ ھزار سپر سے نکل گیا

اللہ رے جوش گریہ کہ اس جذب ضبط پر
دریا ہمارے دیدۂ تر سے نکل گیا

۱۷ — ۹

وہ داغ بیوفا تو نہ ہو آج دھوم ہے
کوئی غلام آپ کے گھر سے نکل گیا

سو حسرتین تو آئین گیا ایک دل گیا
ملنا تھا جو مجھے مری قسمت کا مل گیا

مین مرگیا جو وہ لب جانبخش ہل گیا
یارب قسم مسیح مین کیا زہر مل گیا

اُسنے لیا جو آئینہ مین بوسہ اپنا آپ
اللہ ری ناز کی لب گلفام چھل گیا

اللہ رے جامہ زیب تری جامہ زیبیان
پہنا جو تونے رنگ وہی رنگ کھل گیا

جنت اسی کا نام اگر ہے تو بس سلام
محفل مین تیری جو کوئی آیا خجل گیا

ہوتے ہی صبح کاش نہ مرتا شب وصال
افسوس ہے کہ یار بہت منفعل گیا

مین تفتہ جان ہون مگر تو سیماب ہے وہ شوخ
اے دل بڑا غضب ہے جو تو متصل گیا

مین نے تو اپنے واسطے کی تھی دعائے وصل
اُلٹا اثر ہوا وہ رقیبون سے مل گیا

۱۸ — ۱۱

ہستی مین ہین عدم کے مزے عاشقونکو داغ
قالب مین جان آتے ہی پہلو سے مل گیا

جو سر مین زلف کا سودا تھا سب نکال دیا
بلاہون مین بھی کہ آئی بلا کو ٹال دیا

یقین ہے ٹھوکرین کھا کھا کے کچھ سنبھل جائے
کہ اوسکی راہ مین ہمنے تو دل کو ڈال دیا

جھانمین آئے تھے کیا رنج ہی اُٹھانیکو
الٰہی تو نے ہمین کس بلا مین ڈال دیا

خدا کریم ہے یون تو مگر ہے اتنا رشک
کہ میرے عشق سے پہلے تجھے جمال دیا

تمھین کہو کہ کہان تھی یہ وضع یہ ترکیب
ہمارے عشق نے سانچے مین تمکو ڈہال دیا

بتونکے دین مین ہے لوٹنا ثواب ایسا
کہ جیسے راہ خدا مفلسون کو مال دیا

پیام وصل ہے کیون اب رقیب کے ہاتھون
نکالنا تھا مجھے آپ نے نکال دیا

بتائین لفظ تمنا کے تمکو معنے کیا
تمھارے کانمین اک حرف ہمنے ڈال دیا

سر عدالت محشر جواب کیا دوگے
جو دادخواہون نے تمپر کوئی سوال دیا

نہین عدو تو خیال عدو ہے خلوت مین
کسی بہانیسے اِسکو نہ تمنے ٹال دیا

ہمین خدا نے بہت رنج و غم دیا اے داغ
بتون کے دل مین نہ تھوڑا سا رحم ڈال دیا

ستم ہی کرنا جفا ہی کرنا نگاہ اُلفت کبھی نہ کرنا
تمھین قسم ہے ہمارے سر کی ہمارے حق مین کمی نہ کرنا

ہماری تربت پہ تم جو آنا تو چار آنسو بہا کے جانا
ذرا رہے پاس آبرو بھی تمھین ہماری ہنسی نہ کرنا

کہان کا آنا کہان کا جانا وہ جانتے ہی نہین پھر یہ مین
وہان ہے وعدے کی بھی یہ صورت کبھی تو کرنا کبھی نہ کرنا

لیے تو چلتے ہین حضرت دل تمھین بھی اس انجمن مین لیکن
ہمارے پہلو مین بیٹھکر تم ہمین سے پہلو تہی نہ کرنا

نہین ہے آسان قتل انکا یہ سخت جان ہین بُری بلا کے

قضا کو پہلے شریک کرنا یہ کام اپنی خوشی نہ کرنا

ہلاک انداز وصل کرنا کہ پردہ رہجائے کچھ ہمارا

غمِ جُدائی مین خاک کرکے کہین عدو کی خوشی نہ کرنا

مری تو ہے بات زہر اونکو وہ اونکے مطلب ہی کی نہ کہون ہو

کہ اونسے جو التجا سے کہنا غضب ہے انکو وہی نہ کرنا

ہولے گر شوق آئینہ سے تو رخ رہے راستی کی جانب

مثال عارض صفائی رکھنا برنگ کاکل کجی نہ کرنا

وہ اک ہمارا طریق اُلفت کہ دشمنون سے بھی ملکے چلنا

یہ ایک شیوہ ترا ستمگر کہ دوست سے دوستی نہ کرنا

ہم ایک رستہ گلی کا اوسکی دکھاکے دل کو ہوے پشیمان

یہ حضرتِ خضر کو جتا دو کسی کی تم رہبری نہ کرنا

بیان درد فراق کیسا کہ ہے وہان اپنی یہ حقیقت

جو بات کرنی تو نالہ کرنا نہین تو وہ بھی کبھی نہ کرنا

مدار ہے ناصحو تمھین پر تمام اب اوسکی منصفی کا

ذرا تو کھنا خدا لگی بھی فقط سخن پروری نہ کرنا

بُری ہے اے داغ راہ الفت خدا نہ لیجائے ایسے رستے ۲۰

جو اپنی تم خیر چاہتے ہو تو بھول کر دل لگی نہ کرنا ۹

نجانا جان کا ایسا کسی نے جلد کھو جانا

تمھارا دو قدم چلنا یہان پامال ہو جانا

کریں کیا بات تجھسے فتنہ گر اک کھیل ہے تجکو
اولجھ پڑنا بگڑنا رنج کرنا غصہ ہو جانا

ہمیں آگاہ تھے اس آپکے دلکی کدورت سے
بظاہر صاف باطن آپکو عالم نے گو جانا

بلا سے جانتا یہ رحم دل وہ خوش تو ہو جاتے
بُرا ہو دل کا کیا جانا کہ اونکو تند خو جانا

رہے ہو جسطرح دلمیں ہو نظر وہمیں بھی یونہی
کھانکی ایسی گھبراہٹ ہے ٹھیرو دم تو لو جانا

بظاہر ہے دوئی پر اصل میں وحدت ہی وحدت ہے
نجانا ایک تو نے ہائے غافل دو کو دو جانا

عدو نیش زن کی آپ سنتے ہیں وہ کہتا ہے
کہ جب آنا اوسے کانٹے ہمارے حق میں بو جانا

اوٹھائے غیر نے جو ناز بیجا اوسکو وہ جانے
مجھے بھی تمنے دو سمجھا مجھے بھی تمنے دو جانا

۲۱ بہت باغ جہاں میں سیر کی لے داغ کیا کہیے ۱۹
ندیکھا ہمنے جو دیکھا نہ جانا ہمنے جو جانا

ہوا ہے جیسے شعرہ اوس عدو کے دین و ایمان کا
کوئی دل چیر کر دیکھے عقیدہ ہر مسلمان کا

مزہ ہر ایک کو تازہ ملا ہے عشق جانان کا
نگہ کو دید کا لب کو فغان کا دل کو ارمان کا

نہیں معلوم اک مدت سے قاصد حال کچھ اونکا
مزاج اچھا تو ہے یارب شب خیر اوس آفت جان کا

مری تقدیر کی برگشتگی سب میں بُری ٹھہری
حسینوں کے لئے اک حسن ہے برگشتہ مژگان کا

اوگا ہے سبزہ کیسا حوض مے کے گرد اے ساقی
خضر آئے نہوں چشمہ سمجھکر آب حیوان کا

ہوا رونیسے دل خالی کہان اب تک بھی باقی ہے
خزینہ شوق ارمان کا دفینہ یاس و حرمان کا

اوڑایا جیسے تونے چٹکیو میں اوسکو اے قاتل
یہ زخم دل بھی ہنسکر مُنھ چڑاتا ہے نمکدان کا

خوشا مدا سقدر کی ہو گیا بدنام عالم میں
زمانہ جانتا ہے مجکو بھی عاشق ہے ربان کا

جنونمیں خامہ فرسائی سے توڑے ہیں قلم اتنے
ہمارا گھر نہیں ہے اک نمونہ ہے بیستان کا

یہ کیا ہے آج غیر و نسے مری تعریف ہوتی ہے
یہ کیا ہے خود بیان ہوتا ہے اپنے جور پنہان کا

کوئی یہ استراحت چھوڑ کر کیوں جائے اے قاتل
دل بیتاب گہوارہ بنا ہے تیرے پیکان کا

بناتا ہے وہ ظالم تو ہُوا تیرِ ستم ہے ہے
کھان اُڑ جائے لیکر قبر کو مردہ مسلمان کا

تمہارا گھر تمہارا گھر نہیں مہمان ہو گویا
کہیں ہے دخل دشمن کا کہیں قبضہ ہے دربان کا

فلک تو وہ بنا اہل زمین کی پردہ پوشی کو
مگر اس دشمن جاں نے کسید کا عیب کہہ ڈالا کان کا

سر شک تلخ کی تلخی گوارا ہے تو ہمکو ہے
زمین بیتی نہیں آنسو ہماری چشم گریان کا

بنا کر اپنا دیوانہ الگ بچ کر چلے جانا
تیرے دامن سے لینا ہے ہمیں بدلہ گریبان کا

کسی کی شرم آلودہ نگاہوں میں یہ شوخی ہے
اسے دیکھا اوسے دیکھا ادھر تاکا اُدھر جھانکا

غش آجاتا ہے اسکو آنکھ سے جب آنکھ ملتی ہے
نگہبان اور پیدا کیجئے اپنے نگہبان کا

۲۱

تری آتش بیانی داغ روشن ہے زمانے پر
پگھل جاتا ہے مثل شمع دل ہر اک سخندان کا

۲۱

بنا کس دن تن مجنوں میں یہ رشتہ رگ جان کا
جنوں تیرے ہی سر صدقے رہا ہار گریبان کا

بتوں کی دست قدرت میں نکیونکر دل ہو انسان کا
کہ ہر ناخن نگینہ بن گیا مہر سلیمان کا

بنا دے بخیہ گر پردہ قبائے چشم جانان کا
ٹھکانے سے لگا دے کوئی ٹکڑا اس گریبان کا

فلک نے خوب خلعت لی ہمارے دیدۂ تر سے
کہ ہر آنسو نے منھ دیکھا شب مہتاب ہجران کا

کیا ہے ایک دست آرزو نے وارد جانب
زلیخا کے جگر تک چاک ہے یوسف کے دامان کا

وہ چشم آبلہ بھی دید کے قابل ہے اے وحشت
نظر میں جسکے پھلے پھُولے گیا کانٹا بیابان کا

مریض جان بلب دیکھے ہیں ایسے نہیں دیکھے
خدا حافظ نہیں ہوتا تیرے بیمار ہجران کا

دل آشفتہ ذکر زلف سے کیا کیا اُلجھتا ہے
سُنا جاتا نہیں قصہ پریشاں سے پریشان کا

سر محفل مجھی سے تجکو ظالم پردہ کرنا تھا
پھرا و سپر پھر قیامت غیر کے من سے مُکھ ڈھانکا

اثر دیکھو زبان بخیہ گر کے ہو گئے ٹکڑے
لیا تھا نام بھولے سے مرے چاک گریبان کا

فرشتون کو بچانا یا الٰہی ایسے تیر و نسے
کہ رخ ہے آسمانی سمت اُس بے گشتہ مژگان کا

وہ ناکام تمنا ہون جو اپنا قتل مین چاہون
اثر ہو جائے آب تیغ مین بھی آب حیوان کا

بہت آنکھین بین فرش راہ چلنا دیکھکر ظالم
کف نازک مین کانٹا چبھ نجائے کوئے مژگان کا

رہی اونکے ہمارے دل ہی دلمین گفتگو جبتک
مزا آتا رہا کیا کیا شکایتہائے پنہان کا

عدم مین لے گیا مجھکو فرشتہ مین یہ سمجھا تھا
بُلانے کو مرے آیا ہے کوئی آدمی اُن کا

مکین سے ہر مکان کی زیب ہے گو قید خانہ ہو
نصیبا کھل گیا تھا حضرت یوسف سے زندان کا

گرہ کیسی لگی تھی کھل پڑے کس راہ مین فتنے
نظر آتا ہے خالی آج گوشہ تیرے دامان کا

ہوئی تھین دیدۂ مشتاق سے گستاخیان کیا کیا
بھلے کو رخ تھا میرا طرف اونکے نگہبان کا

کہے دیتا ہون جو گذری ہے پر لے داور محشر
نہ آئے تذکرہ مجھسے کسیکے عشق پنہان کا

کھلا ہے جوہر آئینہ کیا کیا صورت غنچہ
لیا ہے جیسے بوسہ تونے اپنے روئے جانان کا

ہمارے داغ عصیان داغ کیا کیا رنگ لائینگے
گمان گذرے گا دوزخ پر بھی جب کے گلستان کا

۴۲ ۱۶

جو ہو سکتا ہے اس سے وہ کسی سے ہو نہین سکتا
مگر دیکھو تو پھر کچھ آدمی سے ہو نہین سکتا

محبت مین کرے کیا کچھ کسی سے ہو نہین سکتا
مرا مرنا بھی تو میری خوشی سے ہو نہین سکتا

الگ کرنا رقیبون کا الٰہی تجکو آسان ہے
مجھے مشکل کہ میری بیکسی سے ہو نہین سکتا

کیا ہے وعدۂ فردا انھون نے دیکھیے کیا ہو
یہان صبر و تحمل آج ہی سے ہو نہین سکتا

یہ مشتاق شہادت کیسکے ڈھونڈے جائین کسے ڈھونڈین
کہ تیرا کام قاتل خوب تجھی سے ہو نہین سکتا

لگا کر تیغ قصہ پاک کیجیے داد خواہون کا
کسی کا فیصلہ گر منصفی سے ہو نہین سکتا

مراد غمزن بظاہر چارہ گر دوست ہے تیرا
کسیکا ہو رہے یہ ہر کسی سے ہو نہین سکتا

دم پرسش کہوگے کیا وہان جب بیان یہ صورت ہے
ادا اک حرف وعدہ ناز کی سے ہو نہین سکتا

نہ کہیے گو کہ حال دل مگر رنگ آشنا ہین ہم
یہ ظاہر آپکی کیا خامشی سے ہو نہین سکتا

کیا جو ہمنے ظالم کیا کریگا غیر منھ کیا ہے
کرے تو صبر ایسا آدمی سے ہو نہین سکتا

چمن مین ناز بلبل نے کیا جب اپنے نالے پر
چٹک کر غنچہ بولا کیا کسی سے ہو نہین سکتا

نہین گر تجھپہ قابو دل ہی پر کچھ زور ہو اپنا
کرون کیا یہ بھی تو ناطاقتی سے ہو نہین سکتا

نہ رونا ہے طریقے کا نہ ہنسنا ہے سلیقے کا
پریشانی مین کوئی کام جی سے ہو نہین سکتا

ہوا ہون اسقدر محجوب عرض مدعا کے کے
کہ اب تو عذر بھی شرمندگی سے ہو نہین سکتا

غضب ہین جان ہے کیا کیجیے بدلے رنج و وقت کا
بدی سے کر نہین سکتے خوشی سے ہو نہین سکتا

مزا جو اضطراب شوق سے عاشق کو حاصل ہے
وہ تسلیم و رضا و بندگی سے ہو نہین سکتا

۲۲

خدا جب دوست ہے اے داغ کیا دشمن سے اندیشہ
ہمارا کچھ کسی کی دشمنی سے ہو نہین سکتا

۲۳

کب سے شب فراق ہون مشتاق دید کا
خورشید ہو گیا ہے مجھے چاند عید کا

ساقی عرق پلا مجھے اگلے کشید کا
سمجھا مہ صیام کو مین چاند عید کا

خالی ہے شیشہ تو بجھے ڈیڈال محتسب
ملجا ہے کوئی جوڑ دل ناامید کا

واعظ کی بات کے تو ہزارون جواب تھے
پر کیا کرین کہ منھ ہے کلام مجید کا

کیا قتل حسرتین ہوئین دلمین کہ بیکسی
لے لیکے نام روتی ہے اک اک شہید کا

روز الست ہمسے بڑی چال رہ گئی
پھر ایسا دن ملے گا نہ گفت و شنید کا

جھوٹھا ہے قفل میکدہ اے مے کشو نوید
رہنے دو محتسب کو محافظ کلید کا

وہ بت کرے خدائی کی باتین خدا کی شان
جو حرف پڑھ سکے نہ کلام مجید کا

زاہد کمال پیر مغان تجھسے کیا کھون
مرشد وہان خطاب ہے ادنے مرید کا

اس دل کا کوئی نقش وفا مین نہین جواب
بیٹھا ہوا ہے سکہ ترے زر خرید کا

کھینچی اونھون نے لاش مری جب سمجھ لیا
حورونکو انتظار رہے میرے شہید کا

لایا ہے میرے قتل کا محضر پیام بر
یان انتظار تھا مجھے خط کی رسید کا

دل میرا آپکا نہین ملنے کا فرق ہے
یہ سنگ عقیق کا وہ نگینہ حدید کا

پھر سہو ہوگئین تری وعدہ خلافیان
پھر اعتبار ہے مجھے عہد جدید کا

کیا رنگ خون بھی کاٹ دیا تیغ یار نے
پانی ہوا ہے آج لہو ہر شہید کا

بلبل کی داستان سُنین گوش گل نے کب
انسان ہی کو لطف ہے گفت و شنید کا

اے شیخ فیض پیر خرابات دیکھنا
جو حال پیر کا ہے وہی ہے مرید کا

قاصد مرے سوال کا کوئی نہین جواب
کاغذ بدل گیا نہ خط کی رسید کا

ہم ایک کہکے سنتے ہین مُنھ سے ترے ہزار
لپکا پڑا ہوا ہے یہ گفت و شنید کا

حوران خلد بولتے ہین بڑھکے بولیان
نیلام ہو رہا ہے تمھارے شہید کا

رکھنا وہ روک روک کے لڑتی نگاہ کو
رہنا وہ تھام تھام کے دل محو دید کا

چلنا ہمارے ساتھ ذرا اے شب فراق
دوزخ مین قحط ہو نہ عذاب شدید کا

۲۴ اے داغ کیون نہ مجکو شفاعت کی ہو امید
۹ مین ہون محب حسینؑ کا دشمن یزید کا

حلقۂ زنجیر سے کم دور پیمانہ نہ تھا
قید خانہ تھا ہمین بے یار میخانہ نہ تھا

اسقدر خانہ خرابی اے دل خانہ خراب
خاک اوڑانیکے لیئے اپنا یہ کاشانہ تھا

کچھ تو ہے آرام اوس کوچے مین جو ہم جا رہے
ورنہ کیا رہنے کو اپنے اپنا کاشانہ نہ تھا

یہ کشش تھی حسن جانانی کہ اوسکے بزم مین
شمع کے نزدیک شب کو کوئی پروانہ نہ تھا

اوسپہ تو کرتا عمل تو دیکھتا کیفیتین
قطرۂ مے زاہد تسبیح کا دانہ نہ تھا

تمسے کیا شکوہ کہ دل بھی دشمنِ جان ہوگیا
یہ تو اپنا دوست ہی تھا کوئی بیگانہ نہ تھا

کیون نہ کرتے ہجر مین ہم دلسے باتین صبح تک
کان رکھکر کوئی سنتا یہ وہ افسانہ نہ تھا

تم اگر ہوتے تو لاتے شبکو اے ناصح اونھین
ہمنشین تمسا کوئی ہشیار و فرزانہ نہ تھا

۵ تم تو اوسکو بیچ مین سو سو طرح لائے مگر ۹
مفت دیتا دل تمھین داغ ایسا دیوانہ تھا

زندہ عیسیٰ کا نام کرتا تھا
اسطرف بھی خرام کرتا تھا

واے غفلت کہ اب کیا ہمنے
جو ہمین پہلے کام کرتا تھا

نہ میسر ہوئی کھین خلوت
کچھ ہمین بھی کلام کرتا تھا

جا چکی دل کی اب پریشانی
پیشتر انتظام کرتا تھا

کیون کمی کی نگاہ نے تیری
کام میرا تمام کرتا تھا

تھی نہ تابِ ستم تو حضرتِ دل
عاشقی کو سلام کرتا تھا

دشمنون کو امان نہ دیتی تھی
جو تمھین قتل عام کرتا تھا

کیون کیا غیر پر ستم تونے
یہ ہمین گر تمام کرتا تھا

۲۶ داغ مہمان سراے دنیا مین ۹
اور چندے قیام کرتا تھا

دلسے اضطراب و دردی بنکر ٹھیر رہنا
کسی صورت سے تم رہنا مرے دلمین مگر رہنا

اُٹھانا ظلم عادت ہے مری اُلفت نہیں تیری
کبھی تو اس بھلاوے میں نہ لے بیداد گر رہنا

بُرائی اور بھلائی جبکہ تیرے ہاتھ ہے اپنی
تو چھوڑا ہمنے راضی آج سے تقدیر پر رہنا

گذاری میں نے ساری رات یہ کھکھو وہ اب آئے
ذرا اے چشم تر تھمنا ذرا اے دل جگر رہنا

لگاؤ تو ذرا اے حضرت ناصح کہیں دل کو
مرا ذمہ محبت سے نہ ڈرنا بیخطر رہنا

ہماری سخت جانی میں نہ ٹھہری کیل ہی ٹھہرا
قسم ہے تمکو گردن پر چھری تم پھیر کر رہنا

تجھے وہ جانکر بیخود کھینچے غیر سے دلکی
خبردار اے دل اوسکی بزم میں تو بیخبر رہنا

گیا تھا کھکے اب آتا ہوں قاصد کو تو موت آئی
دل بیتاب وان جاکر کہیں تو بھی نہ مر رہنا

۲۷ ۹

ڈرو اللہ سے اے داغ دیکھو ہوش میں آؤ
بتوں کی یاد میں غافل خدا سے اسقدر رہنا

تیرے خرام سے برپا ہے شور و شر کیسا
اُٹھا یہ فتنہ قیامت سے پیشتر کیسا

تری تو برش تیغ نظر کا کیا کھٹکا
ہمیں تو دیکھ کہ رکھتے ہیں ہم جگر کیسا

سنبھل سنبھل کے بگڑتا ہے کچھ دل بیتاب
الٰہی آج یہ صدمہ ہے جان پر کیسا

شفق کھلی ہے زمین پر بھی اشک خونے مرے
یہ رنگ تونے دکھایا ہے چشم تر کیسا

یقین تھا کہ پس مرگ چین آئے گا
قرار اس دل بیتاب کو مگر کیسا

نکل سکی نہ مرے منہ سے آہ بھی پوری
اثر کی کسکو توقع ہے بان اثر کیسا

ہم اپنے دل کی حقیقت تمہیں سے پوچھتے ہیں
اب اسکا حال ہی کیا تھا یہ پیشتر کیسا

وہ پا شکستہ ہوں گم کردہ راہ خانہ خراب
کہ دشت بھی نہیں مجکو نصیب گھر کیسا

۲۸ ۹

کمال عشق ہے اے داغ محو ہو جانا
مجھے خبر ہی نہیں نفع کیا ضرر کیسا

غم کو مین عشق مین غمخوار دل و جان سمجھا
رنج کو راحت اور آزار کو درمان سمجھا

او بھی آگ سو اعشق کی بھڑکی تھ خاک
مین صبا کو جو تری جنبش دامان سمجھا

منع مجھکو ہی کیا رات کو مجھسے ہی کھا
مین گدا بنکے گیا در پہ وہ دربان سمجھا

چاہتا ہون کہ نکل جائے کھین سینے سے
دلکو مین ہجر مین تیرے کوئی ارمان سمجھا

کچھ تو تھی بات کہ ناصح کی نمانی کچھ بات
کچھ تو سمجھا جو نہ کچھ یہہ دلِ نادان سمجھا

سہل ہونا مری مشکل کا بہت مشکل ہے
کام دشوار وہ نکلا جسے آسان سمجھا

جان کر چاک کیے مینے وہ ہو یا نہ ہون
جیب کو جیب گریبان کو گریبان سمجھا

وصل کا وعدہ اشارے سے کھین ہوتا ہے
مین ترے سر کی قسم کچھ نہ مریجان سمجھا

۲۹ نہین جانے کا یہان سے کھین ہرگز اے داغ ۹
کوچۂ یار کو مین روضۂ رضوان سمجھا

ہے مجھکو خبر رات کو جو تیرے قرین تھا
مین گرچہ نہ تھا پاس مرا دل تو وہین تھا

زاہد مری تقدیر مین وہ دشمن دین تھا
مجبور ہون اللہ کو منظور یونہین تھا

اللہ ری تری بیخبری بل بے تغافل
اب بھی تو نہ آیا کہ دم باز پسین تھا

سب خاک ہوئین آج مرے دل کی امیدین
کل تک تو تری ذات سے کیا کیا نہ یقین تھا

اب دل مین ہوا تیری جگہ درد کا مسکن
یہہ وہی مکان ہے کبھی تو جسمین مکین تھا

روپوش ہوا سنتے ہی پیغام ہمارا
ڈھونڈے کوئی قاصد کو ابھی تک تو یہین تھا

یہہ سیر عجب صید گہ عشق مین دیکھی
ہشیار وہی تھا جو ترے زیر کمین تھا

زندہ نہ مسیحا سے ہوا کشتۂ اُلفت
مُردون کو جلانا تو کچھ اعجاز نہین تھا

۳۰ دلمین کھٹکے ادی اتنی جی کو رت انسان ہی تھا داغ بھی یو خاک نشین تھا ۹

نہ آیا نامہ بر اتنا کہ گیا تھا کہکے اب آیا
الٰہی کیا ستم ٹوٹا خدایا کیا غضب آیا

رہا محفل مین بھی محروم اب تیغ قاتل سے
یہہ ناکامی کہ مین دریا پہ جاکے تشنہ لب آیا

غضب ہے جنپہ دل آئے کہین انجان بنکر وہ
کہان آیا کدھر آیا یہہ کیون آیا یہہ کب آیا

شروع عشق مین گستاخ تھے اب ہین خوشامدگو
سلیقہ بات کرنیکا نہ جب آیا نہ اب آیا

نوشتہ میرا بیمعنی تو دل بے مدعا میرا
مگر اس عالم اسباب مین مین بے سبب آیا

بسر کیونکر کرینگے خلد مین ہم واعظ نادان
ہمارے جد امجد کو نہ واں رہنے کا ڈھب آیا

وہ ارمان حسرتین جسکی اگر نکلا تو کب نکلا
وہ جلوہ خواہشین جسکی نظر آیا تو کب آیا

ابھی اپنی جفا کو کھیل ہی سمجھا ہے تو ظالم
کہ جینے پر نہ آیا میرے مرنے پر عجب آیا

۳۱ — ۹

گیا جب داغ مقتل مین کہا خوش ہوکے قاتل نے
مرا آفت نصیب آیا مرا ایذا طلب آیا

جال زلف سیاہ نے مارا
تیر کافر نگاہ نے مارا

کھا گیا مغز ناصح نادان
مجھکو اس خیر خواہ نے مارا

ضبط کر درد عشق کو اے دل
اس تری آہ آہ نے مارا

زیر خنجر بھی ضبط عشق رہا
دم نہ اس بیگناہ نے مارا

پھر گیا روز حشر دل مجھسے
مجھکو ملکر گواہ نے مارا

خوش ہے کافر بھی اوسکی حرمت پر
ہائے اس اشتباہ نے مارا

مر گئے ہم تو وضع داری مین
دوستی کی نباہ نے مارا

چرخ سے عمر خضر مانگی تھی
جان سے کینہ خواہ نے مارا

۳۲ — ۱۱

دیکھ لے داغ اہل دنیا کو
ہوس عز و جاہ نے مارا

اے اہل بزم چشم مروت کو کیا ہوا
کیون دیکھتے نہین مری صورت کو کیا ہوا

تلوار بے نکان اوٹھاؤ نہ ہاتھ مین
خلقت کہے گی ناز و نزاکت کو کیا ہوا

یان فرط غم سے دلپہ بنی واں وہ تمکنت
پوچھا نہ جھوٹے مُنہ بھی طبیعت کو کیا ہوا

بسمل نہ رکھ ہلاک ہی کر ہمکو اے فلک
راحت اگر نہین تو جراحت کو کیا ہوا

بے جستجو ملے گا نہ اے دل سُراغ دوست
تو کچھ تو قصد کر تری ہمت کو کیا ہوا

یہ داد خواہ کیسے تماشے دکھائین گے
تم دیکھنا کہ روز قیامت کو کیا ہوا

منظور ذکر غیر سے تھا امتحان دل
دیکھین تو آپ اپنی طبیعت کو کیا ہوا

جانا ہے کوئے یار مین اے دل خلاف عقل
آتی ہوئی بلا و مصیبت کو کیا ہوا

موہوم کر دیے جو دہان و میان دوست
کیا جانے وہم صانع قدرت کو کیا ہوا

افسوس خاک مین نہ ملی کوئی آرزو
کیا جانے اب وہ دلکی کدورت کو کیا ہوا

۳۳ ۹
ٹھنڈا پڑا ہے داغ دل داغدار عشق
اس آفتاب حشر کی حدت کو کیا ہوا

جو عاشقی مین خاک ہوا کیمیا ہوا
کہتا تھا آج خاک مین کوئی ملا ہوا

گر میکدے مین عید منائی تو کیا ہوا
ایسا ہے شیخ تیرا دوگانہ قضا ہوا

اے عشق رخصت اے ہوس و آرزو سلام
اپنا مقام آج سے دار البقا ہوا

کوچے مین اوسکے ہمتو قیامت اُٹھائینگے
انصاف اپنا یا نہوا آج یا ہوا

لپٹا ہے آسمان کو بلا کی طرح سے آج
یہ نالۂ رسا تری زلف رسا ہوا

لیتا ہون بوسہ ہائے خط سبز کے مزے
ہے زہر اندنون مرے مُنہ کو لگا ہوا

کھدوا سمجھ کے جائین وہ کوئے رقیب مین
اک رشک آشنا کا ہے مردہ پڑا ہوا

ہم اب سے لین گے بوسۂ گل تیرے سامنے | کیا ایسا لعل ہے ترے لب مین لگا ہوا

۳۴ | اے داغ بے قصور ہوئے قتل عشق مین
۱۳ | کوئی بُرائی ہمنے نہین کی بھلا ہوا

دلمین تو کفر تیرے تجھیر غضب خدا کا | اے داغ سوئے کعبہ پھر مانگنا دعا کا
واں غصہ ہے کہ مُنھ سے شکوہ کیا جفا کا | یاں دل کہان ٹھکانے نام آگیا وفا کا
اب خاک مین ملا کر آنا ہے کون ہم تک | آئے نہ آئے کوئی جھوکا کبھی صبا کا
ہمپر ہے کیون یہ غصہ تیرے ہین بے اجل ہم | دشمن پہ ہو جو ہرگز قائل نہین قضا کا
گر ذوق سیر ہے کچھ تو دیکھ میرے دل کو | یہ بھی ہے اک نمونہ جام جہان نما کا
گاہے فلک پہ پھینکا گاہے زمین پہ پٹکا | مُشت غبار اپنا بازیچہ ہے صبا کا
یہ نادر اجابت پہونچے تو خاک پہونچے | تاثیر نے گھٹایا رتبہ مری دُعا کا
جس راہ سے وہ گذرے ڈالی بنائے محشر | فتنہ بنا نگہبان ہر چشم نقش پا کا
ہے سرنوشت میری کیا مشق بے سروپا | تا حشر بھی نہ پایا اک حرف مدعا کا
اس بے وفے نے تمہارا نام اور بھی نکالا | یہ بھی کوئی حیا ہے جو نام ہو حیا کا
ہاتھون کے بل چلے ہم کانٹون پہ سوئے صحرا | ہر خار اک عصا تھا اپنے شکستہ پا کا
دست ہوس بڑھا کر کیون مرتبہ گھٹایا | سمجھی نہ یہ زلیخا دامن ہے یا رسا کا

۳۵ | کم ہوگا داغ سا بھی مکار اب جہانمین
۱۱ | اوس بُت پہ شیفتہ ہو اور نام ہے خدا کا

سرخی لب نے کیا ہے خون اس نخچیر کا | تیز ہے پیکان سے بھی سوفار اوسکے تیر کا
عقدہ کھلتا ہی نہین اس عاشق دلگیر کا | بنگئی دلکی گرہ جو پیچ تھا تقدیر کا

حسرتین معشوق کی غم آسمان پیر کا
لیگیا دُنیا سے مین جو تھا مری تقدیر کا

اونکی خاموشی مین یو عالم ہے اک تصویر کا
اور جب کی بات پچھا بندھ گیا تقریر کا

تفرقہ پرداز تھی کیا آنکھ اوس صیاد کی
مجھ مین اور دلمین مرے پلّا ہے سو سو تیر کا

دیکھ تو قاتل کہ جوش گریہ بسمل نے کیا
ایک کرڈالا لہو پانی تری شمشیر کا

آنکھ کے ملتے ہی باہم چھا گئین حیرانیان
آئینے کی شکل یان عالم وہان تصویر کا

ہے تو یون زندان پہ مہمان کی تواضع ہے
حلقہ حلقہ پاؤن پڑتا ہے مری زنجیر کا

ہائے وہ دن ہو کہ تو دل تھام کر مجھسے کہے
آہ ظالم تیرا نالہ بھی ہے کس تاثیر کا

گھ شمار خار صحرا گھ وظیفہ نام قیس
سبحہ کا دانہ ہے ہر دانہ مری زنجیر کا

عشق اوس رعنا جوان کا داغ کرتا ہے تمام
نام ہے بدنام ناحق آسمان پیر کا

غضب کیا ترے وعدے پر اعتبار کیا
تمام رات قیامت کا انتظار کیا

کسی طرح جو نہ اوس بُت نے اعتبار کیا
مری وفا نے مجھے خوب شرمسار کیا

ہنسا ہنسا کے شب وصل اشکبار کیا
تسلیان مجھے دیدے کے بیقرار کیا

یہ کسنے جادہ ہمارے سر مزار کیا
کہ دنسے شور اُٹھائے بیقرار کیا

سُنا ہے تیغ کو قاتل نے آبدار کیا
اگر یہ سچ ہے تو بے شبہ ہمپہ وار کیا

نہ آئے راہ پہ وہ عجز بے شمار کیا
شب وصال بھی مینے تو انتظار کیا

تجھے تو وعدۂ دیدار ہمسے کرنا تھا
یہ کیا کیا کہ جہان کو امیدوار کیا

یہ دل کو تاب کہان ہے کہ ہو مآل اندیش
اونھون نے وعدہ کیا اسنے اعتبار کیا

کہان کا صبر کہ دم پر ہے بنگئی ظالم
یہ تنگ آئے تو حال دل آشکار کیا

تڑپ پھر اے دلِ نادان کہ غیر کہتے ہین
اخیر کچھ نہ بنی صبر اختیار کیا

ٹلی جو یار کی شوخی سے اسکی بے جینی
تمام رات دلِ مضطر کو پیار کیا

بھلا بھلا کے جتایا ہے اونکو راز نہان
چھپا چھپا کے محبت کو آشکار کیا

نہ اوسکے دل سے مٹایا کہ صاف ہوجاتا
صبا نے خاک پریشان مرا غبار کیا

ہم ایسے محو نظارہ نہ تھے جو ہوش آتا
مگر تمھارے تغافل نے ہوشیار کیا

ہمارے سینے مین رہگئی تھی کچھ آتش ہجر
شبِ وصال بھی اوسکو نہ ہمکنار کیا

رقیب و شیوہ اُلفت خدا کی قدرت ہے
وہ اور عشق بھلا تمنے اعتبار کیا

زبان خار سے نکلی صدائے بسم اللہ
جنون کو جب سر شوریدہ پر سوار کیا

تری نگہ کی تصور مین سمنے اے قاتل
لگا لگا کے گلے سے چھریکو پیار کیا

غضب تھی کثرت محفل کہ مین دہوکے مین
ہزار بار رقیبون کو ہمکنار کیا

ہوا ہے کوئی مگر ایسا چاہنے والا
کہ آسمان نے ترا شیوہ اختیار کیا

نہ پوچھ دل کی حقیقت مگر یہ کہتے ہین
وہ بیقرار رہے جسنے بیقرار کیا

جب اونکو طرز ستم آگئے تو ہوش آیا
بُرا ہو دل کا بُرے وقت ہوشیار کیا

فسانۂ شب غم اونکو اک کہانی تھی
کچھ اعتبار کیا کچھ نہ اعتبار کیا

اسیر یے دل آشفتہ رنگ لاکے رہی
تمام طرۂ طرّار تار تار کیا

کچھ آگے داور محشر سے ہے امید مجھے
پر کچھ اپنے مرے کہنے کا اعتبار کیا

کسی کے عشق نہان مین یہ بدگمانی تھی
کہ ڈرتے ڈرتے خدا پر بھی آشکار کیا

فلک سے طور قیامت کے بن نہ پڑتے تھے
اخیر اب تجھے آشوب روزگار کیا

وہ بات کر جو کبھی آسمان سے ہو نہ سکے
ستم کیا تو بڑا تو نے افتخار کیا

۳۷ بنے گا مہر قیامت بھی ایک خال سیاہ
۱۳ جو چہرہ داغ سیہ رونے آشکار کیا

باقی جہانمین قیس نہ فرہاد رہگیا — افسانہ عاشقون کا فقط یاد رہگیا
یہ سخت جان تو قتل سے ناشاد رہگیا — خنجر چلا تو باز وجلاد رہگیا
پابند یون نے عشق کی بیکس رکھا مجھے — مین سو اسیر یون مین بھی آزاد رہگیا
چشم صنم نے یون تو بگاڑے ہزار گھر — اک کعبہ چند روز کو آباد رہگیا
محشر مین جائے شکوہ کیا شکر یار کا — جو بھولنا تھا مجھکو وہی یاد رہگیا
اونکی تو بن پڑی کہ لگی جان ہفت ہاتھ — تیری گرہ مین کیا دل ناشاد رہگیا
پر نور ہو رہیگا یہ ظلمت کدہ اگر — دل مین تیون کا شوق خداداد رہگیا
یون آنکھ اونکی کرکے اشارہ پلٹ گئی — گویا کہ لب سے ہوکے کچھ ارشاد رہگیا
ناصح کا جی چلا تھا ہماری طرح مگر — اُلفت کی دیکھ دیکھ کے اوفتاد رہگیا
مین تیرے دل مین سب کے ٹھکانے بُرے بھلے — مین خانماں خراب ہی برباد رہگیا
وہ دن گئے کہ تھی مرے سینے مین کچھ خراش — اب دل کہان ہے دل کا نشان یاد رہگیا
صورتکو تیری دیکھ کے کھینچتی ہے جان خلق — دل اپنا تھام تھام کے بہزاد رہگیا

۳۸ اے داغ دل ہی دل مین گھلی ضبط عشق سے
۹ افسوس شوق نالۂ و فریاد رہگیا

جوڑ کے شہباز نظر پر گرا — ٹوٹ کے ہر خستہ جگر پر گرا
نالۂ و فریاد و فغان اسقدر — آہ یہ لشکر نہ اثر پر گرا
چرخ سے جب کی ہوس سروری — سنگ مصیبت مرے سر پر گرا

سایہ مرے بخت سیہ کا ضرور — اے شبِ غم تری سحر پہ گرا
زلفِ رسا کو دمِ تزئین سنبھال — بوجھ نہ بھ موے کمر پہ گرا
شوق نے آوارہ کیا تھا مجھے — خیر ہوئی مین ترے در پہ گرا
خوب اوٹھا جو تری رہ مین اوٹھا — خوب گرا جو ترے در پہ گرا
صاعقہ اوسکی نگہ شوخ کا — دل جو بچا یا تو جگر پہ گرا

بزم سے گلدستے سب اوٹھوا دیے
۳۹ داغ کا نزلہ گل تر پر گرا ۱۳

جھونک سے سائے کے بھی یہ ناتوان الاغر گرا — جس جگہ سایہ گرا میرا مجھے لیکر گرا
دل سنبھالا پر نہ سنبھلا پاؤن اُٹھا سر گرا — اونکے آگے آج مین اکثر اوٹھا اکثر گرا
انکی اکت پر ہمارے قتل کا دعوے ہے خوش — دیکھیے لیجئے خبر وہ ہاتھ سے خنجر گرا
تھا بڑا موقع مگر اچھا رہا پاس ادب — آج کٹکر پاؤن پر قاتل کے میرا سر گرا
وائے ناکامی کہ جسمین ہمنے باندہا خطِ شوق — وہی مرغِ نامہ بر کاٹوٹ کر شہپر گرا
انتظار یار مین پتھرائین آنکھین اسقدر — اشک بھی بنکر ہماری آنکھ سے پتھر گرا
شوخیان اوسن برق وش کی بزم مین دیکھے کوئی — صاعقے کا طور ہے اسپر گرا اوسپر گرا
چوٹ کھائی دل نے گر گر اوس صنم کے عشق مین — یا الٰہی خیر ہو یہ شیشۂ پتھر گرا
دل سادا ناخضر کو جو عشق مین رستہ بتائے — دیدۂ دانستہ تیری چاہ مین کیونکر گرا
نکلی بسم اللہ اوس کافر کے مُنھ سے بیدھڑک — آج اس انداز سے یہ عاشق مضطر گرا
کیا غضب توڑا نگاہِ خانماں برباد نے — خانۂ دل کیا گرا گویا خدا کا گھر گرا
کم نصیبی اسکو کہتے ہین کہ میرے وار پر — دست ساقی سے ادھر شیشہ اُدھر ساغر گرا

۴۰

پھلے کیون لے داغ اتنی پی گے فرمایئے
سر پکڑ کر اب جو ہے فریاد میرا سر گرا

۱۵

ملے اوس سوختہ قسمت سے کیا جلوہ شریکا
کہ خورشید قیامت عکس ہے میرے ستاریکا

یقین ایدل نکر تو اوسکے مژگانکے اشاریکا
بھروسا کیا ارے نادان تنکے کے سہاریکا

بنایا کوئی بحر عشق مین رستہ گزاریکا
نہ پہونچا اوس کنارے تک شناور اس کناریکا

اے بیباک کیا کہنا ہے تیرے اس اشاریکا
ٹھکانا نے ٹھکانیکا سہارا بے سہارے کا

تجھے کیون دون اوسی تیغ نظر کو دون نیلخت دل
کہ اے مژگان یہ کڑا ہے بڑے تلوار یاریکا

کیے اے خضر تمنے خوب نقد عمر کے گھرے
خیال آیا نہ اے حضرت مگر آخر خساریکا

الٰہی دیکھیے کافر نگاہین کیا دکھاتی ہین
بُرا پلکا پڑا ہے اوسکی آنکھون کو اشاریکا

جگر لوٹے ہی جاتا ہے تو دل تڑپے ہی جاتا ہے
یہ سینہ ہے الٰہی یا کوئی معدن ہے پاریکا

تری شمشیر برہم نے ہزارون سر اڑائے ہین
یہی تو گھاٹ ہے بحر محبت کے اوتاریکا

گرون مین دانۂ زنجیر کو تسبیح اے وحشت
نہین زنداں مین ممکن راہ دنیا استخاریکا

مرے اشکون مین ہے یا تیرے دندان صفاہن
گہر کی آب ہیرے کی تجلی نور تاریکا

ہمیشہ فیض ہے دریا دلونسے خاکسارونکا
کہ موج بحر لب کرتی ہے کیا کیا لب کناریکا

محبت عاشق بیتاب کو اکسیر کرتی ہے
مجھے مارا دل بیتاب نے کشتہ ہون پاریکا

کہے کیا سلک گوہر وکشی اوس سلک دندانسے
کہ ہر دندان روشن مین ہے عالم قطب تاریکا

۴۱

گزر جائیگی ہر صورت کرون کیون داغ اندیشہ
مرے مولا کو ہر دم فکر ہے میرے گزاریکا

۱۶

ڈوب کر سینے مین اس رنگ سے پیکان نکلا
دل سے بیساختہ نکلا کہ وہ ارمان نکلا

دشت وحشت کو ہر اک بے سروسامان نکلا
تن عریان کا مرے سایہ بھی عریان نکلا

کب وہان مجھسے زبون حال کا ارمان نکلا
داور حشر بھی اچھوں ہی کا خواہان نکلا

کیا مرے ہاتھ سے کھینچکر ترا دامان نکلا
تو بھی آغوش سے یوں تو نہ مریجان نکلا

دل سوزان نے دکھین آگ نہ چھوڑی شب ہجر
صبح خورشید کے بدلے مہ تابان نکلا

بن تڑپا جو دم ذبح تو وہ کہتے ہین
دم تو نکلا مرے کشتے کا پر آسان نکلا

لحد تنگ مین کس کس کی سمائی ہوگی
خاک نکلا جو پس از مرگ کچھ ارمان نکلا

قول پورا تھا پر اوس عہد شکن کچھ منہ سے
ٹکڑے ہوکر سخن وعدہ و پیمان نکلا

ہم بھی دیکھین تو کھانتک ہے تری ہمراہی
قدم اپنا بھی اب اے گردش دوران نکلا

شرمگین چشم مین اوس برق نظر کا جلوہ
ایک شعلہ سا تھا دامن مژگان نکلا

آدمی رہزن آدم ہے کہان راہنما
وائے تقدیر مری خضر بھی انسان نکلا

ناتوانون کی گلوگیر قضا ہو سب جھوٹ
جھنجے جب تار نکالا تو گریبان نکلا

سختی دل کا مزا تجھکو چکھاتا کافر
پر کروں کیا کہ خدا تیرا نگہبان نکلا

رونے والون کو بھی اب مجھپہ ہنسی آتی ہے
دیدۂ تر سے مرے اشک بھی خندان نکلا

خضر کیونکر نہ رہ عشق مین کتراکے چلین
طائر سدرہ بھی اوس راہ سے پرافشان نکلا

پاس خدام قیامت کے نہین جز انصاف
دینگے کیا گر کوئی بیداد کا خواہان نکلا

داغ دل چیر کے اوس بت کو دکھانا ہی نہ تھا
آرزو نکلے تو نکلے مگر ایمان نکلا

جو اُف کی دل جلون نے تیرے تو خاکدان پھونکا
زمین کیا آسمان پھونکا مکان کیا لامکان پھونکا

عصب ہے مثل موسیقار اک اک استخوان پھونکا
ہوے خود خاک تو کیا خاک اے سوز فغان پھونکا

تری اُلفت کی چنگاری نے ظالم اک جھلا پھونکا
اِدھر چمکی اُدھر سلگی یہاں پھونکا وہاں پھونکا

مجھے کینہ کر یقین ہو آگ ظالم کو جلائیگی
کسی دن آتش رنگ شفق نے آسمان پھونکا

بجھے کب عندلیب سوختہ دلکی لگی تجھسے
چراغ گل کو کیا پھونکا جو اے بادخزان پھونکا

پڑے دوزخ مین بھی گر عاشق تفتیدہ دل تیرا
جہنم بھی کہے تو نے مجھے اے تفتہ جان پھونکا

مے حال زبون پر حملے کس کس کو نہ رحم آیا
اجل نے بھی تو کچھ پڑھ پڑھ کے بھر حفظ جان پھونکا

کہان صیاد کیسا باغبان کیسہ گری بجلی
چمن مین آتش گل نے ہمارا آشیان پھونکا

تری دزد حنان نے مایہ صبر و خرد لوٹے
تری برق نگہ نے خرمن تاب و توان پھونکا

مزاج عاشق پر سوز کو جو آگ کرنا تھا
تو اس مٹی کے پتلے مین دم آتش فشان پھونکا

ہمارے دلکے ٹکڑے کو جلانا تھا
تری برق تجلی نے کسے پھونکا کہان پھونکا

پڑہا جو میرے وقت نزع تو نے منہ ہی منہ مین کچھ
پڑہی تکبیر یا کچھ پڑھکے افسون دلستان پھونکا

رہا تھا کونسا ارمان جیتے جی جلانے کو
ہو تو نے لاش کو میری بھی اے بدگمان پھونکا

بنی ہر گل کی چنگاری جلی بلبل کباب آسا
ہماری داغ سوداکی تپش نے دلستان پھونکا

کھون منھ سے گومین سوز نہان پر دم بدم پرشش
اشارے کرتی ہین دلکی طرف آنکھین یہان پھونکا

جلاتے ہین جو دلکو اے جرس وہ میرے نالے ہین
فغان گرم نے تیرے نہ رخت کاروان پھونکا

سنا جاتا نہین اے داغ تیرا سوز دل ہمسے
تری آتش بیانی نے تو اے آتش زبان پھونکا

(۱۱) (۴۳)

وہ زمانہ نظر نہین آتا
کچھ ٹھکانا نظر نہین آتا

جان جاتی دکھائی دیتی ہے
اونکا آنا نظر نہین آتا

عشق در پردہ پھونکتا ہے آگ
یہ جلانا نظر نہین آتا

اک زمانہ مری نظر مین رہا
اک زمانہ نظر نہین آتا

دلنے اوس بزم مین بٹھا تو دیا
اوٹھکے جانا نظر نہین آتا

رہیے مشتاق جلوۂ دیدار
سمجھنے مانا نظر نہین آتا

لیچلو مجھکو رہروان عدم
یان ٹھکانا نظر نہین آتا

دلپہ بیٹھا کھا نسے تیر نگاہ
یہ نشانا نظر نہین آتا

تم ملاؤگے خاک مین ہمکو
دل ملانا نظر نہین آتا

آپ ہی دیکھتے ہین ہمکو تو
دل کا آنا نظر نہین آتا

۴۴ ۱۱

دل پُر آرزو لٹا اے داغ
وہ خزانہ نظر نہین آتا

جلوہ اوسکا نظر نہین آتا
نہین آتا نظر نہین آتا

آنکھ کھلتے ہی خواب غفلت سے
ہائے کیا کیا نظر نہین آتا

غیر کے ساتھ دلمین بھی دیکھا
کبھی تنہا نظر نہین آتا

ہمتو کہنے کو حال دل کہدین
سُننے والا نظر نہین آتا

ڈھونڈھتی ہین جسے مری آنکھین
وہ تماشا نظر نہین آتا

تونے جسدن سے کی مسیحائی
کوئی اچھا نظر نہین آتا

کوئی دل تیرے عہدمین ظالم
بے تمنا نظر نہین آتا

کاش ارمان ہی رہے دلمین
وہ بھی پورا نظر نہین آتا

دل کا آئینہ دیکھنے کو بنا
پر جو چاہا نظر نہین آتا

کسکو رکھون نظر مین اپنی
کوئی اتنا نظر نہین آتا

مین لے دلِ داغ کو ربا طن ہین
ورنہ وہ کیا نظر نہین آتا

وہ کچھ سُنائین کہ صیاد دردمند ہوا
قفس مین بند ہے پر بھی مَن بلند ہوا

شبِ فراق جو دستِ دعا بلند ہوا
ندا ئین آئین کہ باب قبول بند ہوا

یہ دل تو وہ ہے کہ مِن آپ سے دردمند ہوا
یہ کیا پسند کیا تمکو کیا پسند ہوا

مجھے تو شیوہ آزادگی کمند ہوا
کہ دام قطع تعلق مین پائے بند ہوا

سپہر صرف مرے درپے گزند ہوا
غضب ہوا کہ زمانے کا کام بند ہوا

چمن چمن کو تو کانٹا سا ناپسند ہوا
قفس قفس بھی تو گھٹ گھٹ کے مجھسے بند ہوا

مزہ تو یہ ہے کہ آزاد ہو کے سیر کرے
خضر کو رشتۂ عمرِ ابد کمند ہوا

کسی کی نوک مژہ کی بھی یہ خلش تو بجھی
یقین ہے کوئی ارمان دل مین بند ہوا

تمھاری لطف و عنایت کا واہ کیا کہنا
کہ جسکا درد کیا وہ ہی دردمند ہوا

جواب روز جزا یہ ہے سُن لو حضرتِ دل
کہ بے نیاز کو ناز بتان پسند ہوا

وہ دل ہے جو ترے تلوون تلے ہوا پامال
وہ سر ہے جو ترے نیزے پہ سربلند ہوا

وفورِ عجز پہ سو سو غرور مجکو ہوے
بڑا ہی ناز ہوا جب نیازمند ہوا

ہزار شکر کہ دنیا نے قدردانی کی
ہزار شکر کہ مردہ مرا پسند ہوا

فلک نے کینہ کیا تو نے ظلم مینے وفا
وہی ازل مین ملا جسکو جو پسند ہوا

کھلا یہ عقدہ تجھے دیکھکر عدو پہ فدا
کہ جسنے ناز کیا وہ نیازمند ہوا

شیق کہتے ہین اِسکو کہ قید خانے مین
چھٹا نہ مجھسے جنون میرے ساتھ بند ہوا

آلی اس بُت مغرور سے یہ سُنوادے
نیازمند ہوا مین نیازمند ہوا

تم اور مجمع اغیار و ذکر ناز و نیاز
خبر نہین کوئی بیٹھا ہے دردمند ہوا

وفا نہین نہ سہی شیوۂ جفا ہی سہی
پسند آپ کی جو آپ کو پسند ہوا

ہوا جو درد کو آرام مین ہوا بیتاب
ملی جو عشق مین راحت مجھے گزند ہوا

مری زبان نہ تھکی رات کٹگئی ساری
کھلا جو شکوون کا دفتر تو پھر نہ بند ہوا

نشان ہے یہ مرے صیاد خشم آگین کا
در قفس نہ اسیرون کا جسکے بند ہوا

لگی وہ آتش اُلفت کہ تاب ہی نہ رہی
جگر شرارہ ہوا اور دل سپند ہوا

نشان مٹا تو مٹا بل بے پستیٔ قسمت
کہ نام بھی نہ ہمارا کبھی بلند ہوا

۴۶ علاج نشۂ اُلفت کا داغ ہو نہ سکا
۹ گھڑی گھڑی مین دوبالا ہوا دوچند ہوا

سینے مین اب کہان وہ جوش وہ بھی تھا اک ابال سا
بیٹھ گیا کچھ اوٹھتے ہی چھوڑ گیا خیال سا

عرض وفا پہ کہنا اوسکی ادا سے دلفریب
دل مین کچھ اعتبار سا آنکھ مین کچھ ملال سا

تارے ہی گنگے کاٹتے رات فراق کی مگر
نکلا ستارہ بھی کہین کوئی تو حال خال سا

اوسکی لچک پہ دم فدا اوسکی ادا پہ دل نثار
حملے وہ شاخ سی کرے وہ قد نہال سا

فتنۂ حشر کب اوٹھا اوسکی خرام ناز سے
وہ بھی پڑا ہے میری طرح راہ مین پائمال سا

باندھ دیا تھا ہمنے خود زلف مین اوسکی اپنا دل
رکھ نہ سکے وہ اوسکو بھی ٹال دیا وبال سا

جان لیا ہے ماہ عید اوسکو مہ صیام مین
ابر دیار بھی اگر دیکھ لیا ہلال سا

ہے دل گم شدہ مرا گیسوئے تابدار مین
ورنہ بتا دو وجہ کیا یہ جو پڑا ہے جال سا

۴۷ پوچھتے کیا ہو کون تھا ہو نہ ہو وہ ہی داغ ہو
۱۳ در پہ تمھارے تھا مگر کوئی شکستہ حال سا

نہ کبھی جیب خجالت سے یہاں سر نکلا
قیس دیوانہ تھا جانے سے جو باہر نکلا

دادخواہوں کا پھر ارمان مقرر نکلا
گر طرفدار ترا داور محشر نکلا

شانہ جب زلف معنبر سے اوجھکر نکلا
ہم یہ سمجھے کہ ہمارا دل مضطر نکلا

زلف برہم عرق آلودہ جبین دامن چاک
کس کی آغوش سے تو جان جھڑا کر نکلا

جذب دل کا ہو برا کھینچ بلایا اوسکو
جو نہ در تک کبھی آیا تھا وہ باہر نکلا

وادی عشق کی سیر ین کوئی ہمسے پوچھے
خضر کیا جانے کبھی گھر سے نہ باہر نکلا

عشق نے خوب کیا ظاہر و باطن یکسان
داغ جو سینے پہ دیکھا وہی دل پر نکلا

زلف ہے دام بلا گیسو ہیجان زنجیر
یہی پھندے ہین تو کھیئے کوئی کیونکر نکلا

گند ہوتی ہے تو چل چل کے مری گردن پر
یہ نیا آپکی تلوار کا جوہر نکلا

خاک سینے مین محبت نے اوڑائی کیا کیا
اشک بھی آنکھ سے نکلا تو مکدر نکلا

ہمتو بے نام و نشان آپکی اُلفت مین ہوے
آپکا نام نکلنا تھا ستمگر نکلا

نام اوسکا تو مرے دلمین نہان تھا ناصح
ہائے کمبخت ترے مُنھ سے یہ کیونکر نکلا

آفرین داغ تجھے خوب نبا ہی تونے
مرحبا کوچۂ دلدار سے مرکر نکلا

۴۸ ۲۳

کن بیکسون کا پردہ یہ چرخ کہن ہوا
جیتون کا پیرہن نہ مرونکا کفن ہوا

دلگیر ہو کے غنچہ بہار چمن ہوا
دل تنگ بھی ہو تو نہ اوسکا دہن ہوا

دل کو سنبھالیے کہ مین ناوک فگن ہوا
نالہ مرا رقیب کے مُنھ کا سخن ہوا

جوش جنون نے ساتھ دیا جوش حسن کا
ٹکڑے اُدھر نقاب ادھر پیرہن ہوا

زخم کہن نے آج رولایا بہت لہو
اوتری ہوئی بہار سے تازہ چمن ہوا

انکار وصل مُنہ سے نہ نکلا کسی طرح
اپنے دھن سے تنگ وہ غنچہ دہن ہوا

اے عشق سُن نہ لے کہیں فرہاد یہ صدا
تیشہ پکارتا ہے کہ مین کوہ کن ہوا

تن تن کے دیکھتے ہین مجھے غیر بار بار
مین انجمن مین آئینۂ انجمن ہوا

آئینہ دیکھ دیکھکے دو مجھکو گالیان
تمکو بھی تو یقین ہو کہ پیدا دہن ہوا

کوسون تک اُلٹے پاؤن چلا آہ مین غریب
جبتک مری نظر سے نہ پنہان وطن ہوا

اے عندلیب تجھسے تو یہ بھی نہو سکا
دل داغ کھاکے کچھ نہ ہوا تو چمن ہوا

آتی ہے بخیہ گر کو یہ قطع و برید کب
دست جنون سے ٹھیک مرا پیرہن ہوا

جب وہ کلام کرتے ہین مُنہ دیکھتی ہے خلق
اوٹھتی ہین اونگلیان کہ وہ پیدا دہن ہوا

جس لب کو حرف وعدہ نزاکت سے بار تھا
سُنتا ہون آج مین کہ وہ پیمان شکن ہوا

ہاتھونسے جو بچے تری باتون سے مر گئے
چٹکی مین تھا جو تیر وہ لب پر سخن ہوا

وہ اور ہین جو پیتے ہین موسم کو دیکھکر
آتی رہی بہار مین تو بہ شکن ہوا

ایمان کچھ وضو تو نہین ہے کہ ٹوٹ جائے
اے شیخ کیا ہوا جو مین تو بہ شکن ہوا

مجنون دل رمیدہ کی تاثیر دیکھ لے
وحشت سے تیری ناقۂ لیلی ہرن ہوا

مسجد قریب بتکدہ کیا بے چراغ تھی
شب کو امام شیخ کا اک برہمن ہوا

تہمت نرکھ خدا کے لئے مجھپہ زاہدا
کب مین نے توبہ کی تھی جو توبہ شکن ہوا

چھیڑا جو اے جنون اسے تونے تو جان لے
تیرے گلے کا ہار مرا پیرہن ہوا

کیا غمسے پھولتا نہین انسان جا بجا
جو استخوان گھلا وہ ہین جزو بدن ہوا

لکھا ہوا ہے پیر مغان کی کتاب مین
لاکھون مین داغ ایک ہی توبہ شکن ہوا

فتنوں سے بھی نہ وہ حور شمائل بچا یا
کس جگہ آنکھ لڑی جائے کہاں دل آیا

ہم نہ کہتے تھے نہ کر عشق پشیمان ہوگا
جو کیا تو نے وہ آگے ترے لے دل آیا

قمقمے قلقل مینائی لگائے کیا کیا
مجھکو مستی مین جو رونا سر محفل آیا

قتل کی سنکے خبر عید منائی تو نے
آج جس سے مجھے ملنا تھا گلے مل آیا

تا دمِ مرگ نہ وہ مرے دشمن کو نصیب
جو مزا مجھکو الٰہی دمِ بسمل آیا

مرقدِ قیس پر اب تک بھی تو خارِ صحرا
انگلیون سے یہ بتاتے ہین کہ محمل آیا

گنجِ قارون کے سوا بھی ہے عدم مین سب کچھ
جائے دنیا مین نہ اس ملک کا حاصل آیا

جسنے کچھ ہوش سنبھالا وہ جوان قتل ہوا
عہدِ پیری نہ ترے عہد مین قاتل آیا

۵۰ دین و دنیا سے گیا تو یہ سمجھ لے داغ
غضب آیا اگر اوس بت پہ ترا دل آیا ۱۵

طور کیون خاک ہوا نور ترا نار نہ تھا
ناز تھا حضرتِ موسے سے وہ دیدار نہ تھا

مین چھپے غم دلِ قابل اظہار نہ تھا
بات مین یار بگڑا کہ کبھی یار نہ تھا

آسمان پاؤن پڑا ہے کہ قیامت ظالم
یون تو چلتا ہوا ہر فتنۂ رفتار نہ تھا

دل ہوا خاک تو اکسیر کسی نے جانا
تھا یہ جب مال تو کوئی بھی خریدار نہ تھا

ذکر مجنون سے مجھے آگ لگی جاتی ہے
گرچہ ظاہر ہے تمھارا وہ طلبگار نہ تھا

یا نہ آتے تھے حسینون کو یہ انداز جفا
یا کوئی اگلے زمانے مین خطاوار نہ تھا

شب کو کیونکر خلشِ دل نہ دکھاتی لذت
تیرا ارمان تھا پیکان نہ تھا خار نہ تھا

غمِ جاوید کی لذت مرے دل سے پوچھو
مل گیا وہ مجھے مین جسکو سزاوار نہ تھا

بات کیا چاہیئے جب مفت کی تہمت ٹھہری
اس گنہ پر مجھے مارا کہ گنہگار نہ تھا

کیوں مرے بعد اُٹھایا ستمِ عشق رقیب
کیا مرے داغ سے ظالم یہ گران بار تھا

سحر تھی چشمِ فسوں ساز کہ ملتی ہی نظر
مین نے پہلو مین جو دیکھا تو دلِ زار نہ تھا

ایک ہونے سے رقیبون کے ہوا کیا کیا کچھ
غم نہ تھا رشک نہ تھا داغ نہ تھا خار نہ تھا

ایک ہی جلوہ دکھا کر مجھے دھوکے مین نہ ڈال
دل کسے یار ہی تھا مین یہ کہون یار نہ تھا

جال اوس زلفِ پریشاں نے بچھایا ایدل
لے سنبھل پھر یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ تھا

۵۱ دل کا سودا اور اس اغماز سے اور ایسی جگہ
۹ داغ وہ انجمن ناز تھی بازار نہ تھا

تیرا وسکا چلتے چلتے جب پریشان ہو گیا
تھک کے بیٹھا میرے دلمین اور پنہان ہو گیا

آپکی برہم مزاجی کا ٹھکانا ہی نہین
یہ تو مجھ کمبخت کا حال پریشان ہو گیا

لے لیا ہاتھون مین مجکو دیکھکر بے اختیار
آج اونکا یا سبان میرا نگہبان ہو گیا

کسکا طرہ کسکا گیسو کسکی کاکل کسکی زلف
سب بلائین ہو گئین جب وہ پریشان ہو گیا

سوزنِ عیسے مریم خار صحرا ہو گئی
زخم دامن دار کس وحشی کا دامان ہو گیا

سُنیئے صدچاک سے لپٹا ہی رہتا ہے مدام
تو بھی اے دستِ جنون میرا گریبان ہو گیا

اُس سمبر کوئی صورت خودنمائی کی نہین
جانتا ہون جس لیے پردہ مین انسان ہو گیا

دلمین لے دیکر رہا تھا ایک قطرہ خون کا
کچھ نثارِ غم ہوا کچھ صرفِ مژگان ہو گیا

۵۲ بوسہ لیکر دل دیا ہے اور پھر نالان ہین داغ
۲۲ کوئی جانے مفت مین حضرت کا نقصان ہو گیا

وہ بات کونسی گذری جو اضطراب نہ تھا
جب آنکھ دی تھی خدا نے مجھے تو خواب نہ تھا

یہ داغ رندِ کہنہ الودہ شراب نہ تھا
خراب آج ہوا آجتک خراب نہ تھا

مرے سوال کے معنی وہ مجھسے کھدیتے
مگر سوال کا میرے کوئی جواب نہ تھا

نگاہ شوق پر الزام بیقراری کا
تمھارے برق تجلی کو اضطراب نہ تھا

نہ پوچھیے مرے روز سیاہ کی ظلمت
چراغ لیکے بھی ڈھونڈھا تو آفتاب نہ تھا

وہ جب چلے تو قیامت بپا تھی چار طرف
ٹھہر گئے تو زمانے کو انقلاب نہ تھا

کھا اونھون نے شب غم کا ماجرا سُنکر
ترے مزاج کی شوخی تھی اضطراب نہ تھا

لگی نہ آنکھ مری چشم پاسبان کی قسم
شب فراق کہین دیکھنے کو خواب نہ تھا

وہ پہونچے غیر کے گھر جا کر شب وعدہ
ہمارے روز سیہ مین جو آفتاب نہ تھا

پیامبر کی زبان بات بات پر جو رُکی
شریک حال مری دل کا اضطراب نہ تھا

ہمارے حال کو جسنے سُنا کہا سب جھوٹ
کوئی زبان نہ تھی جسپہ یہ جواب نہ تھا

ملا ہمین دل پر داغ کا نشان اتنا
جلے کباب کی بو تھی مگر کباب نہ تھا

جوان ہوے تو قیامت ہوئی خدا کی پناہ
وہ حسن ہی فتنہ تھے جب عالم شباب نہ تھا

ہزار پردونمین مشتاق دیکھ لیتے ہین
اوسے حجاب تھا موسے کو تو حجاب نہ تھا

پیامبر تجھے لاکھون سوال کرنے تھے
نہ تھا ہزارمین اک بات کا جواب نہ تھا

کل اوس نگاہ مین شوخی تھی کس قیامت کی
لڑا ہوا تو مرے دل کا اضطراب نہ تھا

نہ پوچھ مجھسے مرے جرم داور محشر
مرے گناہون کا دنیا مین بھی حساب نہ تھا

اگرچہ بادہ کشی تھی گناہ اے زاہد
جو تجھسے چھین کے پیتا تو کچھ عذاب نہ تھا

ازل مین عشق کے بدلے ملا نہ کیون دوزخ
اگر عذاب ہی دینا تھا وان عذاب نہ تھا

ہزار لشکر مرا چشم تر نے سا تھ دیا
رہ عدم مین کہین ایک قطرۂ آب نہ تھا

سُنا کلام جو رندون کا شیخ گھبرایا
وہان تو بات کا چھینٹا بھی بے نقاب نہ تھا

مرے سوا تری محفل مین رات کو ظالم
وہ کون تھا کس و ناکس جو یار یاب نہ تھا

۵۳
بغیر داغ کے جنت تمھاری بزم رہی
ہزار شکر کہ وہ خانماخراب نہ تھا
۹

کیونکر اوس نگہ ناز سے جینا ہوگا
زہر دے او سپہ یہ تاکید کہ پینا ہوگا

تیری مژگان کی نہ تھی دست درازی مشہور
دل جھپٹ کر کسی رہگیر کا چھینا ہوگا

چاک دل تیغ تغافل سے کیا ہے تمنے
رشتۂ تار نظر سے تمھین سینا ہوگا

حشر مین سر سے گذر جائیگا طوفان جسکا
وہ ہماری ہی خجالت کا پسینا ہوگا

خلد مین پھر کسی کافر ہی کا دل بھلیگا
گر نہ معشوق وئے وساغر و مینا ہوگا

خاک کردیگی تری برق تجلی اک دن
طور سینا ترے مشتاق کا سینا ہوگا

امتحان کرکے ترا صاف پشیمان ہوے
ہمنے جانا تھا رقیبون سے بھی کینا ہوگا

ترا دو روز کا وعدہ بھی نہین حشر سے کم
ایک اک دن مجھے ایک ایک مہینا ہوگا

۵۴
چین دیتے نہین وہ داغ کسیطرح مجھے
مین جو مرتا ہون تو کہتے ہین کہ جینا ہوگا
۹

بے عشق کے جینا مجھے دم بھر بھی نہوگا
سودا جو نہوتا تو مرا سر بھی نہوتا

کیون رنج دیے دلکو جو فریاد کا ڈر ہے
تھی آپکی مرضی کہ یہ مضطر بھی نہوتا

عاشق نہ اگر اپنی جبین رکھتے لو کافر
کعبہ تری دہلیز کا پتھر بھی نہوتا

جی کس سے لگاتے شب فرقت مین الٰہی
بہلانے کو دل گر غم دلبر بھی نہوتا

ہوتا نہ اگر قتل کا عالم کے ارادہ
سفاک ترے ہاتھ مین خنجر بھی نہوتا

ہے واسطے ہر کام کے اک روز مقرر
ہوتا جو نہ انصاف تو محشر بھی نہوتا

آتا جو یہان روز جزا اے شب ہجران | بڑھکر تو کھان تیرے برابر بھی نہوتا
ظالم جو کھا اوسکو یہ ہے حسن کی خوبی | بہتر تو یہی تھا کہ وہ بہتر بھی نہوتا

۵۵ | غارت گر ایمان تو ہے اے داغ یہ کافر
۹ | گر عشق نہوتا کوئی کافر بھی نہوتا

مجھسے بہتر مرا ملال رہا | کہ ترے دل مین مہ جمال رہا
لاکھ نے دلکے کھو دیا سب سے | اسی کمبخت کا خیال رہا
مل چکے بس ملینگے خاک مین ہم | ہو چکا وصل تو وصال رہا
عشق کے زور شور تو دیکھو | جو بھلایا وہی خیال رہا
ذکر روز جزا پہ کہتے ہین | اور جو ہمپر ہی انفصال رہا
تونے آرام کچھ دیا اے مرگ | زندگی کیا رہی وبال رہا
شب غم بھی گذر ہی جائے گی | نہ ہے گا نہ ایک حال رہا
دل ہمارا وہ چیز ہے جسکا | لب معشوق پر سوال رہا

۵۶ | داغ نے حال دل کہا اون سے
۱۱ | کچھ بھی کمبخت کو خیال رہا

جبتک مری گریہ سے طوفان نہوا تھا | اُلفت مین کوئی کارنمایان نہوا تھا
دل مین نے دیا تھا اُسے کچھ سوچکے اپنا | سودا تو مجھے ناصح نادان نہوا تھا
شامت مری جو نے مسیحا اُنھین جانا | آتی تھی اجل درد کا درمان نہوا تھا
فرہاد کے مرجانے کا مذکور نہ کیجے | کچھ آپکی تلوار کا احسان نہوا تھا
تیزی نہ کرا تنی رگ گردن پہ کہ مجھسے | کچھ تیرا گلہ خنجر بران نہوا تھا

محشر مین بھی عشاق کا سر اوٹھنے نہ دیتا
دنیا مین بھلے کو ترا احسان نہوا تھا

لخت دل صد چاک نے یہ رنگ دکھایا
یون صورت گل غنچہ پیکان نہوا تھا

کیسا ہی زمانہ ہو مگر دوست دل اپنا
ہوگا نہوا ہے کسی عنوان نہوا تھا

بیخود جو ہوا مین تو غضب ٹوٹ پڑا ہے
آئینہ تمھین دیکھ کے حیران نہوا تھا

اوس وعدہ فراموش کا اللہ رے تغافل
گویا نکیا تھا کبھی پیمان نہوا تھا

۵۷
دل داغ نے کیون خاک کیا صبر ہی کرتا
۱۵
اتنا نہوا تھا کوئی خواہان نہوا تھا

بشر نے خاک پایا لعل پایا یا گہر پایا
مزاج اچھا اگر پایا یا تو سب کچھ اُسنے پھر پایا

ملا تو کیا ملا پایا تو کیا جب ڈھونڈھکر پایا
مزا ہے دل کے کھونیکا اِدھر کھویا اُدھر پایا

مری فریاد میرے کان مین اے کاش پھر آئے
نہ کیجئے جستجو لیجئے مبارک ہو اثر پایا

نفس کے آنے جانے پر بشر کی زندگی ٹھہری
یہ پوچھو تو مسافر تو نے کیا لطف سفر پایا

جراحت کا مزہ ہے چارہ کرنا سور ہو جائے
بندھا جس زخم کا انگور اوسنے کیا ثمر پایا

کیا تھا دفن کشتے کو تمھارے قبلہ رو لیکن
خدا جانے کہ مُنھ اُسکا فرشتون نے کدھر پایا

جو تمسے رنج بھی پہونچے کسیکو تو زہے قسمت
ھمین دیکھو کہ اپنے حوصلے سے بیشتر پایا

دل گم گشتہ کے مذکور پر تم کھوئے جاتے ہو
بڑی چوری ملیگی زلف پُرخم مین اگر پایا

ہمارا میکدہ بھی ایکدن بنجائیگا کعبہ
دکھائینگے تجھے اے شیخ وہ جنت مین گھر پایا

وہ میرا چھیڑنا آغاز الفت مین شکایت سے
وہ رکھکر ہاتھ کانون پر ترا کھنسا کہ بھر پایا

نہ کھایا تھا کبھی خون جگر ہمنے مگر کھایا
نہ پایا تھا کبھی آزار اُلفت مین مگر پایا

تمھاری رہگذر مین لوگ دیوانہ بناتے ہین
کھا مجھسے ترا دل ہے کسی نے کچھ اگر پایا

صبا آتی ہے اوس گم گشتہ کی بو آج کچھ تجھمین ہمارا نامہ بر پایا کہان پایا کدھر پایا
رہی ہے رات بھر تھم تھم کے رہ رہ کر جھپک دلمین جگایا لیکے چٹکی درد نے جب بیخبر پایا

۵۸ رئیس مصطفےٰ آباد کے نوکر ہوے جب سے کہین کیا داغ ہم آرام سے کسقدر پایا

روکش اوس چین جبین سے خم گیسو نہوا نہوا مد مقابل بجز ابرو نہوا
عاشق چہرہ ہوا بندۂ گیسو نہوا دل تو کافر بھی کتابی ہوا ہندو نہوا
کسی دشمن کو مرے صدمہ سر مو نہوا رنج کا دل نہوا درد کا پہلو نہوا
شوق بوسہ اسے کہتے ہین کہ میرے دلمین لب معشوق ہوا تیر ترازو نہوا
جب خیال اونکو ہوا اسکے ہم آنسو چھپن وائے تقدیر مری آنکھ مین آنسو نہوا
کر لیے جمع حسینون نے ہزارون فتنے عرصۂ حشر ہوا گوشۂ ابرو نہوا
شمع پر سینک کے تکیے بھی بغل مین دابے گرم جب بھی تو شب ہجر مین پہلو نہوا
لڑتی ہین کچھ عجب انداز سے نیچی نظرین کوئی آئینہ ہوا آپ کا زانو نہوا
ہڈیان گھل گئین سینے کی گداز غم سے گھل کے پیکان ترے تیر کا آنسو نہوا
نام کہتے ہین مسیحا کو وہ یہ کہکر لب پہ اعجاز ہوا آنکھ مین جادو نہوا
درد بھی سینے سے اوٹھکر نہ بغل تک پہنچا شب فرقت مین نصیب اسکو بھی پہلو نہوا
کسی حلقے سے کمان کے نہوا صید دل کھینچے جبتک وہ کماندار کا ابرو نہوا
بزم اغیار کا مذکور ہے میرے آگے وہ بھی اسطرح کہ افسوس و ہان تو نہوا
جبکہ موسےٰ کو غش آیا تھا یہ چھینٹا دیتا شعلۂ برق تجلی مگر آنسو نہوا
جب عمل اونکے تلینگے تو کھینگے سکیش آج کو رطل گران سنگ ترازو نہوا

ایک دن غیر کے پہلو مین اونھین دیکھا تھا
جب سے وہ بات نکی جسمین کہ پہلو نہوا

پند گو لطف ملاقات سے کہتے ہین
خوش کبھی مین نہوا شاد کبھی تو نہوا

دل کا جو یاہے یہانتک تو وہ دلبر میرا
مول تصویر نہ لی جسمین کہ پہلو نہوا

بدگمانی نے ہمین رات کو آوارہ کیا
کہ جہان ہم گئے اے شوخ وہان تو نہوا

اے حنا تیرے تلون سے مجھے نفرت ہے
سبز سے سرخ ہوا رنگ ترا تو نہوا

۵۹ مرثیہ ہم دل مقتول کا پڑھتے ہین اے داغ
۱۰۹ اونکی مجلس مین مگر کوئی بھی بازو نہوا

آئینہ تصویر کا تیرے نہ لیکر رکھدیا
بوسے لینے کے لیے کعبے مین پتھر رکھدیا

ہمنے اُنکے سامنے اول تو خنجر رکھدیا
پھر کلیجا رکھدیا دل رکھدیا سر رکھدیا

قطرۂ خون جگر سے کی تواضع عشق کی
سامنے مہمان کے جو تھا میسر رکھدیا

منصفی ہو تو غضب نا منصفی ہو تو ستم
اوسنے میرا فیصلہ موقوف مجھپر رکھدیا

نامہ بر کھتا ہے مجھسے کیا کرامت ہے تمھین
جو وہ لکھتے وہ بھی تمنے خط مین لکھکر رکھدیا

سُن لیا ہے پاس حور و نکے پہونچتے ہین شہید
اسلیئے لاشہ پہ میرے اوسنے پتھر رکھدیا

شوق بھی ہے وہم بھی ہے کیا کرون اے نامہ بر
کل جو لکھا کاٹ کر وہ آج دفتر رکھدیا

کہتے ہین بوئے وفا آتی ہے ان پھولونسے آج
دل جو ہمنے لالہ و گل مین ملا کر رکھدیا

قتل کو میرے مری حسرت اداتیری نہ تھی
نام کو اک لوہے کے ٹکڑے کا خنجر رکھدیا

کل چھڑا لینگے یہ زاہد آج تو ساقی کے ہاتھ
رہن اک چلو پہ ہمنے حوض کوثر رکھدیا

آتش دوزخ پہ ہوگا آتش تر کا گمان
گر کسی میکش نے اپنا دامن تر رکھدیا

ذبح کرتے ہی مجھے قاتل نے دھوئے اپنے ہاتھ
اور خون آلودہ خنجر غیر کے گھر رکھدیا

زندگی مین پاس سے دم بھر نہوتے تھے جُدا
قبر مین تنہا مجھے یارون نے کیونکر رکھدیا

دیکھیے اب ٹھوکرین کھاتی ہے کس کس کی نگاہ
روزنِ دیوار مین ظالم نے پتھر رکھدیا

شام ہی سے لوٹتا ہے مجکو انگارون پر آج
اسلیئے مین نے الگ تھ کر کے بستر رکھدیا

تیرے مژگان کے تصور نے دل بیتاب مین
ایک ترکش رکھدیا اک گنج نشتر رکھدیا

کعبہ کب خلد مین لیجائین تیرا سنگِ در
اتنی محنت ہے کہ یانسے واں اُٹھا کر رکھدیا

زلف خالی ہاتھ خالی کس بگڑے ہونڈہن اوسے
تونے دل لیکر کہان اے بندہ پرور رکھدیا

داغ کی شامت جو آئی اضطراب شوق مین
حال دل کمبخت نے سب اونکے مُنھ پر رکھدیا

یار کے غم مین پریشان بھی یار رہا
صبر مرحوم کا اک دل عزادار رہا

کٹھی شب قدر سے بھی قدر شب وعدہ سوا
کیا بتاؤن کہ کس امید پہ بیدار رہا

یان بھی مشتاق کی قسمت مین کوئی جلوہ ہے
یا فقط حشر ہی پر وعدہ دیدار رہا

سچ تو یہ ہے کہ مزا شوق کا انکار سے ہے
شوق سا شوق رہا جب وہ نہین انکار رہا

کیجیے عشق بتان مین بھی خدا کو شامل
کیا رہا خوف جب اللہ مددگار رہا

لطف فرما جو وہ رہتا تو ٹھکانا ہی نہ تھا
عین حکمت تھی وہ کافر جو دل آزار رہا

خاک مین دل کی صفائی نے ملایا مجکو
کہ مرا ایک جہان واقف اسرار رہا

تھوا گرمی وحشت سے مین ٹھنڈا تھوا
دور رہی دور ترا سایہ دیوار رہا

اسی سینے مین چھپایا اسی پہلو مین رکھا
اور را سیر دل بیتاب نہ زنہار رہا

چشم پر شوق مین مژگان ہین یا کانٹے
مین جو از بسکہ ترا تشنۂ دیدار رہا

داغ دل کا نہ چھپا داغ بتوں نے ہمکو
شمع بنکر مرے مرقد پہ نمودار رہا

کب ہوا اے بُت بیگانہ منش تو اپنا
دل جو اپنا ہے نہین او سپہ بھی قابو اپنا

تمکو آشفتہ مزاجون کی خبر سے کیا کام
تم سنوارا کرو بیٹھے ہوے گیسو اپنا

ابتدائے رمضان مین ہے مہ عید کی دھوم
کسی کافر نے دکھایا نہ ہوا برو اپنا

یعد میرے نہ رہا دیکھنے والا کوئی
تم زمانیکو دکھاؤ رُخ نیکو اپنا

نہ بنا ہو یہ کہین غیر کے سر کا تکیہ
مسکراتے ہین وہ کیون دیکھکے زانو اپنا

آتش دل ہی غنیمت ہے شب فرقتمین
گرم رہتا ہے اسی آگ سے پہلو اپنا

حق مین عاشق کے بھلا ہو کہ بُرا ہو کچھ ہو
فائدہ دیکھ لیا کرتے ہین خوشرو اپنا

وہی ہم تھے کہ جو را تو نکو ہنسا دیتے تھے
اب یہ ہے حال کہ تھمتا نہین آنسو اپنا

لگ گئی چپ تجھے اے داغ حزین کیون ایسی
مجھکو کچھ حال تو کمبخت بتا تو اپنا

۶۲ ۹

دیکھنا حشر مین جب تم پہ مچل جاؤنگا
مین بھی کیا وعدہ تمھارا ہون کہ ٹل جاؤنگا

آؤ ملجاؤ کہ یہ وقت نہ پاؤ گے کبھی
مین بھی ہمراہ زمانے کے بدل جاؤنگا

اسقدر خوف ہے مجکو ستم پنہان کا
یک بیک لطف بھی کیجئے تو دہل جاؤنگا

ناوک یار سے یہ دل نے کہا مجھکو چھوڑ
سائے کے ساتھ ترے مین بھی نکل جاؤنگا

اونسے پوچھونگا کسی دن مین احوال رقیب
زہر کے گھونٹ نکلتے ہی نگل جاؤنگا

دل لگاتا نہ کبھی دار فنا مین ہرگز
کیا خبر تھی مجھے آج آؤنگا کل جاؤنگا

اپنے سر کوئی بھی لیتا ہے پرائی آفت
طور آگاہ نہ تھا اس سے کہ جل جاؤنگا

جلوۂ یار ہے گو ہوش ربا اے ناصح
مین تجھے لیکے گرونگا تو سنبھل جاؤنگا

تقریر مین حسرت و ارمان ہین غنیمت اے داغ
رفتہ رفتہ انھین یارونمین بھی جا ڈونگا

۶۳ ۱۵

جہان مین کیا نڈھونڈھا کیا پایا — مزاج اونکا دماغ اونکا پایا
مزا کچھ تمنے اے موسے نپایا — وہ پایا اسطرح کو یا نپایا
تری جانب ہی پھر جاتی خدائی — مگر کافر تجھے اتنا نپایا
چھپایا تھا تمھاری لف نے دل — کھوا ایمان سے پایا یا نپایا
خوشی ملتی تو کیا ملتی ازل مین — عنیمت ہے کہ غم تھوڑا نپایا
ملا مصر محبت مین جو ہمکو — زلیخا نے بھی وہ سودا نپایا
ترے دست حنائی مین بھی ہے جور — کسی کو ہاتھ کا سچا نپایا
گھڑی کی آبرو ہے جوہری سے — پڑا پایا تو مول اچھا نپایا
خزان ہی خوب تھی بھر نشیمن — چمن مین ایک بھی تنکا نپایا
تصور مین مے تیری کمر ہے — اوسے دنیا سے کچھ عنقا نپایا
ہم اوسکی بزم مین کھوئی گئے تھے — رقیبون نے ہمین پایا نپایا
اگرچہ قیس نے عشق وجنون کا — مزا پایا مگر ایسا نپایا
ہوے جسدن سے تم رشک مسیحا — زمانے مین کوئی اچھا نپایا
قیامت کا کیا ہے اوسنے وعدہ — قیامت ہے اگر تنہا نپایا

سفارش ہم تری کرتے پر اے داغ
کچھ انکا تجھسے رخ اچھا نپایا

۶۴ ۱۱

عجب اپنا حال ہوتا جو وصال یار ہوتا — کبھی جان صدقے ہوتی کبھی دل نثار ہوتا
کوئی فتنہ تا قیامت نہ پھر آشکار ہوتا — ترے دل پہ کاش ظالم مجھے اختیار ہوتا
جو تمھاری طرح تمسے کوئی جھوٹے وعدے کرتا — تمھین منصفی سے کہدو تمھین اعتبار ہوتا

غم عشق مین مزہ تھا جو اسے سمجھکے کھاتے
یہ وہ زہر ہے کہ آخر مے خوشگوار ہوتا

یہ مزا تھا دلگی کا کہ برابر آگ لگتی
نہ تجھے قرار ہوتا نہ مجھے قرار ہوتا

نہ مزہ ہے دشمنی مین نہ ہے لطف دوستی مین
کوئی غیر غیر ہوتا کوئی یار یار ہوتا

ترے وعدے پر ستمگر ابھی اور صبر کرتے
اگر اپنی زندگی کا ہمین اعتبار ہوتا

یہ وہ درد نہین ہے کہ ہو چارہ ساز کوئی
اگر ایک بار مٹتا تو ہزار بار ہوتا

گئے ہوش تیرے زاہد جو وہ چشم مست دیکھی
مجھے کیا الٹ نہ دیتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

مجھے مانتے سب ایسا کہ عدو بھی سجدہ کرتے
در یار کعبہ بنتا جو مرا مزار ہوتا

تمہین ناز ہو نہ کیون کہ لیا ہے داغ کا دل
یہ رقم نہ ہاتھ لگتی نہ یہ اختیار ہوتا

۶۵ ۱۳

جلوہ دیکھا تری رعنائی کا
کیا کلیجہ ہے تماشائی کا

رہگیا عرش سے آگے جا کر
ہائے عالم مری تنہائی کا

یون نہ ہو برق تجلی بیتاب
مل گیا رنگ تماشائی کا

یاد آتا ہے وہ رسوا کرکے
رنج کرنا مری رسوائی کا

آئی شوخی مین کھانسے تمکین
پڑ گیا صبر تمنائی کا

لے لب یار جلادے دل کو
واسطہ اپنی مسیحائی کا

روز دیدار خدا خیر کرے
معرکہ ہے تری زیبائی کا

اب تصور سے بھی گھبراتا ہون
کیا مزہ ہے مجھے تنہائی کا

مُنھ سے بولے تو کھا آئینہ
کھیل کھیلے تو خود آرائی کا

ضعف نے دلکو تڑپنے نہ دیا
ہو گیا نام شکیبائی کا

اونکی شہرت بھی مٹی جاتی ہے | کیا ٹھکانا مری رسوائی کا
کیا تصور بھی نہ آنے دیگی | مُنھ تو دیکھو شب تنہائی کا

۶۶ داغ کی قبر مٹا کر بولے ۹

یہ نشان تھا اوسی سودائی کا

خاطر سے یا لحاظ سے مین ہان تو گیا | جھوٹی قسم سے آپ کا ایمان تو گیا
دل لیکے مفت کہتے ہین کچھ کام کا نہین | اُلٹی شکایتین ہوئین احسان تو گیا
ڈرتا ہون دیکھکر دلِ بے آرزو کو مین | سُنسان گھر ہے کیون نہ مہمان تو گیا
کیا آئے کہ راحت آئی یہ کُنج مزار مین | وہ ولولہ وہ شوق وہ ارمان تو گیا
دیکھا ہے بتکدے مین جو الشیخ کچھ نہ پوچھ | ایمان کی تو یہ ہے کہ ایمان تو گیا
افشائے رازِ عشق مین گو ذلتین ہوئین | لیکن اوسے جتا تو دیا جان تو گیا
گو نامہ بر سے خوش نہوا پر ہزار شکر | مجھکو وہ میرے نام سے پہچان تو گیا
بزم عدو مین صورتِ پروانہ دل مرا | گو رشک سے جلا ترے قربان تو گیا

۶۷ ہوش و حواس تاب و توان داغ جا چکے ۱۱

اب ہم بھی جانے والے ہین سامان تو گیا

شکر کرتا ہون کہ شکوہ نہین لب پر آیا | دیکھ تو کون وہ ہے داور محشر آیا
خواب مین بھی نہ کسی شب وہ ستمگر آیا | وہ ایسا کوئی جانے کہ مقرر آیا
مجھسے میکش کو کہان صبر کہان کی توبہ | لے لیا دوڑ کے جب سامنے ساغر آیا
ناوکِ یار کی واجب ہے تواضع بدل | پھر نہ جائے کہین مہمان مرا گھر آیا
غیر کے روپ مین بھیجا ہے جلانیکو مرے | نامہ بر اور مکانیا بھیس بدل کر آیا

سخت جانی سے مری جان بچی کب تک
ایک جب کند ہوا دوسرا خنجر آیا

وہ سُنا تا ہی کیے ایک کی سو سو مجکو
حرف مطلب مرے لب پر نہ مکرر آیا

مین وہ ہون تیز رو راہ محبت اے خضر
سایہ میرا نہ کبھی میرے برابر آیا

میرے افسانے کو پورا نہ سنا روز جزا
ڈھل گیا دن تو یہ جانا کہ گھڑی بھر آیا

داغ تھا درد تھا غم تھا کہ الم تھا کچھ تھا
لے لیا عشق مین جو ہمکو میسر آیا

عشق تاثیر ہی کرتا ہے کہ اوس کافر نے
جب مرا حال سُنا سُنتے ہی جی بھر آیا

رشک کہتا ہے کہ قاصد کے ملا اُسنے عطر
کہ مرے نام کا خط ابکی معطر آیا

شب وعدہ نہوا ایک جگہ مجکو قرار
صبح تک مین کبھی گھر مین کبھی باہر آیا

اسقدر شاد ہون گویا کہ ملی ہفت اقلیم
آئینہ ہاتھ مین آیا کہ سکندر آیا

اوسکے لکھے کو مٹا کر ہمین کچھ کھد یتے
کیا کرین سامنے اپنا نہ مقدر آیا

غیر نے آج کیا مہر و وفا کا دعوے
تمھین انصاف سے کھدو تمھین یاد آیا

رنج اتنا نہین میرا جسے لکھے کوئی
یہ مرے نامۂ اعمال مین کیونکر آیا

وصل مین ملے وہ اترا کے مرا بول اوٹھنا
اے فلک دیکھ تو یہ کون مرے گھر آیا

نالہ وہ نالہ مرا جس سے فلک کانپ گیا
خوف آیا نہین کیا اونکو مقرر آیا

راہ مین وعدہ کرین جاؤنمین گھر پر تمھین
کون ہے کسنے بلایا اسے کیونکر آیا

داغ کے نام سے نفرت ہے وہ جلجاتے ہین
ذکر کمبخت کا آنے کو تو اکثر آیا

۶۸ ۱۷

ہجر مین عیش گذشتہ جو مجھے یاد آیا
داد بیداد کو ہنگامۂ فریاد آیا

کبھی مسجد مین جو وہ شوخ پریزاد آیا
پھر نہ اللہ کے بندونکو خدا یاد آیا

تم ذرا دور گرا ٹوٹ کے یہ خانہ خراب
گنبد چرخ اب اے شورش فریاد آیا

کسکے آنے کا تصور ہے کہ ہر دم ہر وقت
ہے ترا تکیہ کلام اے دلِ ناشاد آیا

جلوہ گر کعبہ دل مین ہے وہ بت اے زاہد
کھکے لبیک یہان عشق خداداد آیا

اپنے سر کی مرے قاتل نے بلائین لے لین
دستِ قاتل کا جو انداز مجھے یاد آیا

چھوٹکر کنج قفس سے بھی یہ کھٹکا نہ گیا
جب صبا آئی تو جانا وہی صیاد آیا

یہ وہ گھر ہے کہ خوشی کا تو یہان کیا ہے ذکر
غم بھی آیا مرے دلمین تو بہت شاد آیا

سخت جان کوئی نتھا اہل ہوسمین پارب
ٹوٹ کر بھی نہ اُدھر خنجر جلاد آیا

آتشِ غم نے جلایا ہے سراپا ایسا
میرے سایے مین نہ میرا کبھی ہمزاد آیا

خیر جب ذبح ہوا تجھکو مرے سر کی قسم
کچھ مزا بھی تجھے اے خنجر فولاد آیا

حشر کیا شئے ہے فقط چار پھر کا کھٹکا
دیکھنا پھر مین سو عالم ایجاد آیا

رات بھر شور رہا ہے ترے ہمسائے مین
کسکے ارمان بھرے دل کو خدا یاد آیا

پہلے ہی میری رگ جان مین لگایا نشتر
پٹی آنکھون پہ مگر باندھکے فصاد آیا

دھجیان اوسکی فرشتون نے اوڑائین کیا کیا
ہاتھ اونکے جو مرا دامنِ فریاد آیا

خار خار آئینہ جبین آئینہ رُخ آئینہ
اپنا منھ دیکھے آگے ترے بہزاد آیا

دل نے کوئے بھلایا ہے کچھ ایسا دل سے
وہ تو کیا شیر کبھی اوسکا نہ کبھی یاد آیا

کون سا طائر گم گشتہ اُسے یاد آیا
دیکھتا بھالتا ہر شاخ کو صیاد آیا

میرے قابو مین نہ پھرون دلِ ناشاد آیا
وہ مرا بھولنے والا جو مجھے یاد آیا

کوئی بھولا ہوا انداز ستم یاد آیا
کہ تبسم تجھے ظالم دمِ بیداد آیا

لائے ہین لوگ جنازے کیطرح محشر مین
کس مصیبت سے ترا کشتۂ بیداد آیا

اوسکے جلوے کو غرض کون و مکان سے کیا تھی
داد لینے کے لیے حُسن خدا داد آیا

بیستون سے بھی آواز چلی آتی ہے
جو کیا تو نے وہ آگے ترے فرہاد آیا

دل ویران سے رقیبون نے مرا دین بین
کام کس کس کے مرا خرمن برباد آیا

عشق کے آتے ہی منہ پر مرے پھولی ہے بسنت
ہوگیا زرد یہہ شاگرد جب اُستاد آیا

ہوگیا فرض مجھے شوق کا دفتر لکھنا
جب مرے ہاتھ کوئی خامۂ فولاد آیا

عید ہے قتل مرا اہل تماشا کے لیے
سب گلے ملنے لگے جبکہ وہ جلاد آیا

چین کرتے ہین وہان رنج اُٹھانیوالے
کام عقبیٰ مین ہمارا دل ناشاد آیا

دی مؤذن نے شب وصل اذان بھلی رات
ہائے کمبخت کو کسوقت خدا یاد آیا

میرے نالے نے سُنائی ہے کھڑی کس کسکو
مُنھ فرشتون پہ یہہ گستاخ یہہ آزاد آیا

غم جاوید نے دی مجھکو مبارکبادی
جب سُنا یہہ کہ اُنھین شیوہ بیداد آیا

مین تمنائے شہادت کا مزا بھول گیا
آج اس شوق سے ارمان سے جلاد آیا

جذب وحشت ترے قربان ترا کیا کہنا
کھنچکے رگ رگ مین مرے نشتر فصاد آیا

شادیانہ جو دیا نالۂ وشیون نے دیا
جب ملاقات کو ناشاد کی ناشاد آیا

لیجیے سُنیئے اب افسانۂ فرقت مجھسے
آپ نے یاد دلایا تو مجھے یاد آیا

آپکی بزم مین سب کچھ ہے مگر داغ نہین
ہمکو وہ خانہ خراب آج بہت یاد آیا

۱۷

اسقدر ناز ہے کیون آپکو یکتائی کا
دوسرا نام ہے وہ بھی مری تنہائی کا

کیا چھپے راز الٰہی دل شیدائی کا
عرصۂ حشر تو بازار ہے رسوائی کا

جان لیجائے گا آنا شب تنہائی کا
کون اب روکنے والا ہے مری آئی کا

خوگر رنج و بلا حشر کے دن کیا خوش ہون
کہ وصال آج ہوا ہے شب تنہائی کا

زندہ ہے نام شہادت کا اوسی کے دم سے
تیرے کشتی نے کیا کام مسیحائی کا

ہر گلی کوچہ مین پامال اسے ہو جانا
دل ہے یا نقش قدم ہے کسی ہرجائی کا

اس ادب سے تہِ شمشیر تڑپنا اے دل
کہ گمان تیری تپش پر ہو شکیبائی کا

فتنے بھی قاعدے سے اوٹھتے ہین جب اوٹھتے ہین
کیا سلیقہ ہے تمھین انجمن آرائی کا

وہ یہ کھتے ہین مرا صبر پڑے گا تجھپر
اب مجھے رنج نہین اپنی شکیبائی کا

کیا عرض ہے مری تقدیر کو مجھسے پوچھے
آبرو کا ہے طلبگار کہ رسوائی کا

واں شب وعدہ ملی پانو مین مہندی اُسنے
یان کلیجا کوئی ملتا ہے تمنائی کا

رات بھر شمع رہی بجر مین وہ بھی خاموش
ملتجی تھا تری تصویر سے گویائی کا

سر مرا کاٹ کے دہلیز پر اپنی رکھدو
شوق باقی ہے ابھی ناصیہ فرسائی کا

یون نہ مقبول ہوا ہوگا کسی کا سجدہ
بُت کو ارمان ہا میری جبین سائی کا

ہوگیا پر تو رخسار سے کچھ اور ہی رنگ
مینے مُنھ چوم لیا اوسکے تماشائی کا

تھم گئے جم گئے آنکھونمین لھو کے قطرے
خون ظاہر ہے مرے صبر شکیبائی کا

بنگیا داغ جگر مھر قیامت اے داغ
پر ابھی رنگ وہی ہے شب تنہائی کا

۷۱ ۹

ذرا وصل پر ہو اشارا تمھارا
ابھی فیصلہ ہے ہمارا تمھارا

بتو دین و دنیا مین کافی ہے مجکو
خدا کا بھروسہ سہارا تمھارا

اُن آنکھونکی آنکھونسے لونمین بلائین
میسر ہے جنکو نظارا تمھارا

محبت کے دعوے ملے خاک مین سب
وہ کہتے ہین کیا ہے اجارا تمھارا

رکاوٹ نہ ہوتی تو دل ایک ہوتا
تمھارا ہمارا ہمارا تمھارا

بُرائی جو کی منمنے غیر وکی ہمسے
ہوا حال سب آشکارا تمھارا

نکل کر مرے گھر سے یہ جان لو تم
نہوگا کسی گھر گذارا تمھارا

سُنا ہے کسی اور کو چاہتا ہے
وہ دشمن ہمارا وہ یارا تمھارا

کرینگے سفارش ہم اے داغ اونسے
اگر ذکر آیا دوبارا تمھارا

۷۲ ۹

کیا کھون تیرے تغافل نے جانے کیا کیا
اس ادانے کیا لیا اور اوس ادانے کیا کیا

بوسہ لیکر جان ڈالی غیر کی تصویر مین
پھر اثر تیرے لب معجز نمانے کیا کیا

یان جگر پہ چل گئین چھریان کشتی کی
واں ذرا بھی نہین نازوادانے کیا کیا

میرے ماتم سے مرے قاتل کو ناخوش کر دیا
کیا کیا افسوس یہ اہل عزانے کیا کیا

حشر مین بھرتے ہین خوش خوش کیا وہ ایسے ہوے
اور رکھتے ہین مرا روز جزانے کیا کیا

چاہ کر ہم تو حسینونکو مزے لوٹا کئے
پند گو تیرے دل بے مدعانے کیا کیا

رائیگان جاتی نہین محنت کسی کی ہمشبہ
ہم دکھا دینگے ہماری التجانے کیا کیا

مار ڈالا آپ اپنی رنج فرقت مین مجھے
اور پھر کہتا ہے ظالم یہ خدانے کیا کیا

سُنتے ہین اے داغ ہم اُس بُت سے بگڑا ہے رقیب
غیب سے سامان دیکھو تو خدانے کیا کیا

۷۳ ۱۵

چاہتا ہے کب مناکو ئی سخت جان اپنا
تجھکو چاہیئے قاتل اول امتحان اپنا

جب یقین عشق آیا پھر وہ بُت کھان اپنا
اگئے غضب مین ہم دیکھے امتحان اپنا

لاکھ آفتین آئین لاکھ حسرتین چھائین
اک ترے نہونے سے پھر گیا مکان اپنا

خیر خوشی ہے ہم ناخوش کاش مدعی ہوتا
اک آسمان اور ہوتا اک آسمان اپنا

بچ رہے گا کوئی تو برق و باد و باران سے
ہر درخت پر باندھا ہے نے آشیان اپنا

وہم ہی ہے ہمکو ہو گئی خطا ہم سے
پس نہ کھائیے قسمین تھا غلط گمان اپنا

دلمین جسقدر ہے درد اوسکو کیا یقین آئے
داغ بے نمود اپنا زخم بے نشان اپنا

دوست اور ایسا دوست اکدم مین مر جائے
دل غریق رحمت ہوا تھا مزاجدان اپنا

کر دیا مجھے بیخود شوق سجدہ نے کیسا
یہ نہین خبر یہ ہے سنگ آستان اپنا

دوستی کے پردہ مین کون دشمنی کرتا
اُسکی مہربانی ہے جو ہے مہربان اپنا

لوگ ماجرائے غم پوچھنے کو آتے ہین
بھیجدو مرے در پر کوئی پاسبان اپنا

وان بُرائی سے بھی اب تذکرہ نہین آتا
ذکر خیر رہتا تھا رات دن جہان اپنا

ہائے میرے قاتل کو مُفت کی ہے بدنامی
کام کر گئی ہوتی مرگ ناگہان اپنا

ہم ستم رسیدونکو زندگی مصیبت ہے
خضر پر دھرے احسان عمر جاودان اپنا

دہوم صبح محشر کی داغ سُنتے آئے ہین
پر نہین کچھ اندیشہ خواب ہے گران اپنا

۱۳ ۷۴

دوست دشمن کو ترے ناز نے اکثر مارا
ایک ہی وار مین دونون کو برابر مارا

پاس آنے نہ دیا آہ شرر افشان نے
دور سے پھینک کے جلادنے خنجر مارا

طائر نامہ بر اپنا تو نہوا اے تقدیر
آج سُنتا ہون کوئی اُسنے کبوتر مارا

اے محبت دل آشفتہ کا سودا دیکھا
اوسکی زلفون سے لیا اور مرے سر مارا

قلزم عشق مین ہے گوہر مقصود اے دل
تو نے غوطہ نہ کبھی اسمین شناور مارا

یہ ستم طرفہ ستم ہے کہ تڑپتا ہی رکھا
جان سے تو نے کسیکو نہ ستمگر مارا

چشم کافر کی رہی بحث لب جانسے
کہ مرے مُردے کو سو بار جلا کر مارا

ستم چرخ نے مارا ہے یہ ظاہر ہو جائے
اسلئے اُڑ کے مری خاک نے چکر مارا

آسمانسے ترے کوچہ مین بہت دور ہوئے
نہ ہٹے ایک قدم ہمنے جو لنگر مارا

مار نا دل کا سمجھتا ہون جہادِ اکبر
وہی غازی ہے بڑا جسنے یہ کافر مارا

سخت جانی سے یقین تھا نہ مری مزبکا
موت سے پوچھتے ہین وہ اسے کیونکر مارا

رہگئی قتل گہِ عام مین عزت میری
آج قاتل نے مجھے لاکھ مین چنکر مارا

مدعی کوئی بھی میدان سخن مین نہ رہا
تو نے کیا معرکہ اے داغ سخنور مارا

رازِ دل کوئی کہے لاکھ مین کیونکر اپنا
دادِ حشر جُدا چاہیئے محشر اپنا

خط مین لکھا ہے جو حالِ دلِ مضطر اپنا
وان بھٹکتا ہی پھرا ہائے کبوتر اپنا

توبہ کے بعد بھی خالی نہین دیکھا جاتا
دور رہتا ہے بھرا شیشہ ساغر اپنا

ہمتو برباد ہوے عشق مین اپنے ہاتھون
کوئی بدخواہ نہین اپنے سے بڑھکر اپنا

عشق کا لطف تو جب ہے کہ مجھے دیڈالین
زندگی اپنی خضر بخت سکندر اپنا

گو مری شکل سے نفرت ہے مگر بھر خدا
آدمی بھیجتے رہتے ہین وہ اکثر اپنا

وہ ہمین تھے کہ ترے جور سے گھبراتے تھے
وہ ہمین ہین کہ تقاضا ہے برابر اپنا

دھوم ہے کوچۂ قاتل مین قیامت آئی
فیصلہ ہم بھی کیے لیتے ہین چلکر اپنا

روز جاتا ہون نئے روپ سے اوسکے در پر
روز رکھتا ہون نیا نام بدل کر اپنا

ہم کسی کام مین تقدیر کے قائل ہی تھے
کچھ نہ بن آئی کہ کہتے ہین مقدر اپنا

قتل پر میرے فرشتے بھی گواہی کرین — دیدیا کاتب اعمال کو محضر اپنا
ہم فقیرونکو کہان جین کہ وہ کہتے ہین — میرے در پر سے اوٹھا لیجئے بستر اپنا
داغ اوسکا الم اوسکا غم ہجران اوسکا — سینہ اپنا جگر اپنا دل مضطر اپنا
کم نہ تھی شوخی رفتار سے بیتابی شوق — راہ مین پاؤن پڑا اونکے برابر اپنا
موے کاکل سے تو کمزور مرے ہاتھ نہین — چھین لیتا ہون ابھی مین دل مضطر اپنا
سخت جانونکا تو مشکل سے گلا کٹتا ہے — پہلے پتھر پہ لگا لیجئے خنجر اپنا

(۶۶) وہ زمانہ بھی تمھین یاد ہے تم کہتے تھے
دوست دنیا مین نہین داغ سے بہتر اپنا (۱۵)

کچھ سعی سے اقبال میسر نہین ہوتا — ہر آئینہ کردار سکندر نہین ہوتا
دنیا مین مزا عشق سے بہتر نہین ہوتا — یہ ذائقہ وہ ہے کہ میسر نہین ہوتا
کیا کوئی زمانہ مین ستمگر نہین ہوتا — ہوتا ہے مگر تیرے برابر نہین ہوتا
ہے حوصلۂ مشق جفا اوسکو الٰہی — پر کوئی گنہگار مقرر نہین ہوتا
بیداد تری دیکھ کے یہ حال ہوا ہے — عاشق کوئی دنیا مین کسی پر نہین ہوتا
رہتا ہے شب و روز بغل ہی مین دل اپنا — تم ہوتے ہو جب پاس تو اکثر نہین ہوتا
ہم چھیڑ سے کھدیتے ہین کٹتے ہوے اونکو — ملتے ہین بہت ہاتھ جو خنجر نہین ہوتا
مین صبر نہ کرتا کہ مرے حق مین الٰہی — بہتر یہی ہوتا ہے کہ بہتر نہین ہوتا
کیا مر نہین جاتا فلق ہجر سے کوئی — باور نہین آتا تمھین باور نہین ہوتا
رہزن ہی سے ہم پوچھتے ہین راہ محبت — جب ہمکو میسر کوئی رہبر نہین ہوتا
ہم شکوۂ بیداد کھین بھول نجائین — دنیا مین بپا فتنۂ محشر نہین ہوتا

تم کہتے ہو معشوق اطاعت نہین کرتے
عاشق بھی تو معشوق کا نوکر نہین ہوتا

ہم جانتے ہین آئے ہین ماتم کو فرشتے
جس بزم مین شغل مئے و ساغر نہین ہوتا

عادت ہے عجب چیز بُری ہو کہ بھلی ہو
مرتا ہون جو بیچین گھڑی بھر نہین ہوتا

اے داغ ندے جان محبت مین کہ نادان
پھر زندہ جہان مین کوئی مر کر نہین ہوتا

(۱۴)

راہ پر بکردہ الفت مین رہزن بنگیا
دل نے کی یہ دوستی ہمسے کہ دشمن بنگیا

ہوکے نازان اپنی صورت پر ہوا ہی خود پرست
وہ بُت کافر صنم بنکر برہمن بنگیا

شبکو جلتا چھوڑ آئے تھے دل اُس کو چین ہم
وہ بھی قسمت سے چراغ راہ دشمن بنگیا

رہروان معرفت کا وان سیا جاتا ہے مُنھ
جادۂ راہ حقیقت تار سوزن بنگیا

کیا فروغ حُسن ہے وہ شبکو ہمسائے مین تھے
خانۂ تاریک میرا دشت ایمن بنگیا

ہے نزاکت مانع جنبش لب جان بخشکو
کام تیرا خوب چشم سامری فن بنگیا

رہ سکی ثابت نہ جوش حسن سے اوسکی نقاب
چاک چاک ایسا ہوا پردہ کہ چلمن بنگیا

کشت دل مین دیکھ تخم عشق کی نالیدگی
ہمتو قائل اوسکے مین جو دانہ خرمن بنگیا

میرے مرنیسے کیا ظالم نے گو سامان عیش
پر لب مطرب پر اگر نغمۂ شیون بنگیا

ہاتھ اپنا چارہ گر اسکو لگا سکتے نہین
دامن زخم جگر مریم کا دامن بنگیا

ہاتھ ڈالے تھے گلے مین اونکے مین نے خوابمین
کیا نزاکت ہے نشان طوق گردن بنگیا

ناتوان ایسا کیا ہے خوف نے صیاد کے
واسطے میرے رگ گل کا نشیمن بنگیا

گل کھلاتا ہے خزانمین بھی مرا دست جنون
جب چھیلے زخم کہن اک تازہ گلشن بنگیا

مست مے گل کو میخانمین تنہا اوڑھ داغ
داغ مہ دامن سے دھوکر پاک دامن بنگیا

(۱۵)

مزا عشق کا ہے پر افسوس رہنا ہماری تمنا ہے مایوس رہنا
یہ قید محبت اک آزادگی ہے مگر کوئی جانے بھی محبوس رہنا
یہ سیکھا ہے تو اشک غماز کس سے مری آنکھ مین بنکے جاسوس رہنا
کیا ہے رقیبون نے ساماں عشرت خبردار اے چرخ منحوس رہنا
خوشا وہ زمانہ کہ تھا دل کا شیوہ نہ مایوس رہنا نہ مانوس رہنا
اولٹ دے فرار اے وحشی سے پردہ یہ کیا شمع سان زیر فانوس رہنا
وہ محشر خرام آئیگا سوے گلشن الگ اوس سے اے کبک طاؤس رہنا

۷۸ محبت مین یون داغ عزت رہیگی ۱۳
کہ تم دشمن ننگ و نا موس رہنا

کیا ہو سکے مقابلہ مژگان یار کا دل ایک ہاتھ کا ہے جگر ایک وار کا
انداز کچھ ملانے لگا جو یہ یار کا اب لطف دیکھنا ستم روزگار کا
پوچھے کوئی مزاج تو اللہ رے غرور کہتے نہین وہ شکر ہے پروردگار کا
ہوگا نشان مصر محبت یہین کہین ڈنڈھو چراغ لیکے ہمارے مزار کا
رہتی تھی اوسکی یاد وہ راتین کدھر گئین اب مجھکو انتظار ہے اوس انتظار کا
توبہ جو مین نے کی تکی آیا ذرا سا غنچہ وہ رنگ روپ ہی نہین صبح بہار کا
مین بدگمان اوس سے زیادہ خدا کی شان بے اعتبار اوسکو مرے اعتبار کا
اوٹھنا ہی تیری بزم سے دشوار تھا مجھے اوسپر سنبھالنا دل بے اختیار کا
فرقت مین ہمنے اپنی تسلی کے واسطے رکھا ہے نام شوخ دل بیقرار کا
ٹکڑے کرون زبان شکایت کے تو سہی کیا حال ہے کسی نگہ شرمسار کا

اے چشم یار دیکھ تغافل سے باز آ
دل ٹوٹ جائیگا کسی امیدوار کا
عاشق کی مشت خاک پریشان نہو کبھی
اوسمین جو میل ہو ترے دل کے غبار کا

۸۱ غش کھا کے داغ یار کے قدمونپہ گر پڑا ۱۰
بیہوش نے بھی کام کیا ہوشیار کا

لطف آرام کا نہین ملتا
آدمی کام کا نہین ملتا
کیسے حاضر جواب ہو کہ جواب
میرے پیغام کا نہین ملتا
اوسنے جب شام کا کیا وعدہ
پھر پتا شام کا نہین ملتا
جستجو مین بہت ہے وہ کافر
بھیدا اسلام کا نہین ملتا
ملگیا مین تمھین و گرنہ غلام
کوئی بیدام کا نہین ملتا
چرخ پر جاکے عرض حال کرون
رستہ اس بام کا نہین ملتا
نہ ملے رنگ رنگ مین جبتک
دل می آشام کا نہین ملتا
ظرف بیمثل ہے دل پُرخون
جوڑا اس جام کا نہین ملتا
تجھے رشک کیا گوارا ہو
زہر بھی کام کا نہین ملتا

۸۲ داغ کی ضد سے ہے تلاش اُنھین ۱۵
کوئی اس نام کا نہین ملتا

جبتک کسی کی چاہ نہ تھی کیا سر رتھا
میرا ہی دل بغل مین مری رشک حور تھا
یان امتحان برق تجلی ضرور تھا
کیا مین نہ تھا اس آگ مین جلنے کو طور تھا
واعظ ترے لحاظ سے ہم سُنکے پی گئے
کیا ذکر ناگوار شراب طہور تھا
کیون ناامید عفو ہون کیا ہیچ سنگدل وہ
اسکا نہ بخشنا تری رحمت سے دور تھا

ہون خوشنما خراش دل اے پنجۂ جنون
مرجاؤنمین تو یہ نہ کہین بے شعور تھا

ہم بوسہ لیکے اونسے عجب چال کرگئے
یون بخشوالیا کہ یہ پہلا قصور تھا

رکھا جو تشنہ لب مجھے ساقی نے سیر تھی
جسکو نظر لگی وہی پیما نہ چور تھا

کیون تو نے چشم لطف سے دیکھا غضب کیا
قربان اوس نگاہ کے جسمین غرور تھا

پاس ادب سے رہگئی فریاد کچھ ادھر
مین کیا کہون کہ عرش پر کتنی دور تھا

شب کو جو تم نہ آئے تو پوچھے کہان کہان
کیا طبع بدگمان کو ہمارے عبور تھا

کرنی پڑین فراق مین ہمیار داریان
ہاتھون مین ساری رات دل ناصبور تھا

دیکھا سلف سے آجتک انصاف عشق کا
تقصیر وار تھا وہی جو بے قصور تھا

جو مرگیا ترا رخ پُر نور دیکھکر
دیکھا جو آنکھ مین اوسی مردے کے نور تھا

احمدؔ کے غم مین دیدۂ ودل کیون نہو تباہ
دل کا سرور تھا مری آنکھون کا نور تھا

اے داغ صدمۂ غم ہجران بجا درست
یہ سب سہی مگر تمھین جینا ضرور تھا

(۸۲)

نہوا پر نہوا شوق کا دفتر پورا
ایک ہی دن مین ہوا قصۂ محشر پورا

مجھکو دم بھر کی بھی فرصت نہ ملی ناوک سے
ورنہ گھڑیال ٹھہرتا ہے گھڑی بھر پورا

تھک گئے ہاتھ مگر کثرت مطلب ہے وہی
فکر ہے مجکو خط شوق ہو کیونکر پورا

اپنے حصے کی بجا لیتے ہین دینے والے
نہ بھرا ساقی کم ظرف نے ساغر پورا

ایک ہی آنمین قاتل نے کیا قتل جہان
حلق آیا نہ کسی کا تہ خنجر پورا

نہ یہ دل ہے نہ یہ جرأت نہ یہ انداز بیان
نامہ بر حال کہے یار سے کیونکر پورا

گو تری زلف پریشان سے پریشان ہے سوا
ابھی آشفتہ ہوا کب دل مضطر پورا

نہ کیا نیم اشارے سے مرا کام تمام
مژۂ یار لگاتی نہیں خنجر پورا

اوسکی رفتار نے کی اور قیامت برپا
اوٹھنے پایا بھی نہ تھا فتنۂ محشر پورا

قصد بیخانہ کیا ہے جو خدا پہونچاوے
جو کیا کام ہوا خیر سے اکثر پورا

۱۱ ختم ہے شوخیٔ الفاظ و تلاش مضمون
۹۳ ہے تو یون داغ سخنور ہے سخنور پورا

اوس بت کو جب خیال ستم ہو کے رہگیا
مین مضطرب خدا کی قسم ہو کے رہگیا

نکلی پیام بر کی زبانسے نہ کوئی بات
کمبخت اوسکے سامنے سم ہو کے رہگیا

بدلے جو تیور اُسکے شب وصل کیا کہون
اظہار شکوۂ شب غم ہو کے رہگیا

اے پارۂ جگر کی کسک کسطرح مٹے
گو درد غم ہوا بھی تو کم ہو کے رہگیا

ضرب المثل جہانمین وہ دل ہے مٹا ہوا
جو پائمال زیر قدم ہو کے رہگیا

جانا اوسیکو مین نے یہ پورا ہے آشنا
جو تیر میرے دل سے بہم ہو کے رہگیا

واعظ سے ہمسے بحث رہی کوئے یار مین
ذکر بہشت خلد وارم ہو کے رہگیا

پورا ہوا نہ ایک بھی اس دل کا مسودہ
فرسودہ لاکھ بار قلم ہو کے رہگیا

غالب ہوئی جو شوق پہ تاثیر جذب دل
قاصد روانہ چار قدم ہو کے رہگیا

دل نے تری گلی سے نہ اوٹھنے دیا مجھے
سو بار قصد دیر و حرم ہو کے رہگیا

۱۱ اے داغ ہم نہ دیکھ سکے روز حشر کچھ
۹۴ سر خجلت گناہ سے خم ہو کے رہگیا

کوئی کلمہ بھی مرے مُنھ سے نکلنے نہ دیا
وہ لٹایا مجھے قاتل نے سنبھلنے نہ دیا

نفس سرو کی تاثیر شب غم دیکھو
شمع کو تا بسحر مین نے پگھلنے نہ دیا

بدگمان تھا کہ تپ ہجر نہ کم ہو جائے
او سنے کافور مری لاش پہ ملنے ندیا

اس جفا پر یہ وفا ہے کہ تمھارا شکوہ
دل مین رہنے ندیا منھ سے نکلنے ندیا

شوق نے راہ محبت مین ابھارا لیکن
ضعف نے ایک بھی گرتے کو سنبھلنے ندیا

عقل کہتی تھی نہ لکھ دفتر مطلب اوسکو
شوق نے ایک بھی مضمون بدلنے ندیا

اے شب ہجر ترا خلق پہ احسان ہوگا
حشر کے دن کو اگر تو نے نکلنے ندیا

بدگمانی نے نہ چھوڑا اوسے تنہا چھوڑون
ساتھ قاصد کو الگ راہ مین چلنے ندیا

کسی صورت نہ بچا عشق کی رسوائی سے
کہ مجھے نام بھی غیرت نے بدلنے ندیا

چھین لیتا اوسے مین حشر کے دن ضد کرکے
کیا کرون مجکو فرشتون نے مچلنے ندیا

بزم اغیار مین اوس شوخ نے عیاری سے
کیا ہی اعجاز کیا داغ کو چلنے ندیا

۸۵ ۱۱

دم عشق مین گیا دل مجبور رہگیا
صدمہ کسی سے اٹھ نہ سکا کوئی سہگیا

شب کو جو گھر مین غیر کے وہ شمع گیا
مین کیا بتاؤن کون مرے دلسے کھگیا

مجھ سخت جان کو ناز کہ یہ چور رہگیا
قاتل کو یہ گلا کہ مرا ہاتھ رہگیا

ہم اوسکی بزم ناز مین اس حال سے گئے
گویا فقیر دیکھنے دربار رہ گیا

اوٹھتے نہین ہین ضرب محبت پھاٹسے
رستم وہی ہے مرد جو یہ درد سہگیا

قاتل کے آتے آتے سب آپسمین کٹ مرے
درگھو کا خنجر غیرت سے بھگیا

غم نے ترے بچوڑ لیا قطرہ قطرہ خون
تھوڑا سا درد دل مین کھٹکنے کو رہگیا

بوسہ ندو اوٹھا و تو عارض سے اپنی لف
کیا چاندنی کا لطف ہے جب چاند گہگیا

ہنگام ضبط سینے مین سو گرد شین رہین
اچھا رہا وہ اشک جو آنکھون سے بھگیا

کیا حشر مین وہ دولت دیدار سے ہو شاد
دنیا مین جو وصال سے محروم رہگیا

۶۶
جی جائے موت آئے جو کمبخت داغ کو
سچ تو یہ ہے کہ تمسے کوئی جھوٹ کہلیا
۱۱

کینچا غم فرقت کا دل تو نے عذاب ایسا
ہم بھکو نہ سمجھے تھے اے خانہ خراب ایسا

نیند آتی نظر آتی نا حشر نہین ہمکو
دیکھا ہے پریشان سا کچھ انکو خواب ایسا

جو عرض تمنا پر ظالم نے کہا مجھسے
ابتک نہ ملا ہوگا سائل کو جواب ایسا

تن تنکے جو چلتا ہے وہ شوخ کمان ابرو
ایک ایک سے کہتا ہے ہوتا ہے شباب ایسا

نومید کرم ہو کر ہم توبہ کرین مے سے
دوزخ مین پڑے زاہد بے لطف ثواب ایسا

پوچھا تھا محبت مین ہوتا ہے قلق کیسا
قسمت نے کہا دیکھ اے خانہ خراب ایسا

قسمت نے مری پایا جو رنج محبت مین
دوزخ کے بھی حصے مین آیا نہ عذاب ایسا

مرنے بھی نہین دیتے جینے بھی نہین دیتے
احسان ترحم وہ انداز عتاب ایسا

مین شوق مین بیخود ہون وہ غیر سے کہتے ہین
کر دیتی ہے انسان کو بدمست شراب ایسا

جب خواب مین آتے ہو منہ مجھسے چھپاتے ہو
مشتاق سے شرم ایسی عاشق سے حجاب ایسا

۸۷
اے حضرت دل داغ اوسکو غیر سے غرض کیا ہے
وہ اور یہ رسوائی سمجھین نہ جناب ایسا
۱۷

ہمین زمانے مین بدنام تیری خو نے کیا
دل فریفتہ جو کچھ کیا سو تو نے کیا

ستم کیا تو مری دلکی آرزو نے کیا
مجال ہے یہ کھون تجھسے ہمن کہ تو نے کیا

حنا کو رنگ نے مشہور گل کو بو نے کیا
جہان مین شہرہ تمھارا رخ نکو نے کیا

شب اوسکی بزم مین دلوائی غیر سے تعظیم
بڑا سلوک مرے ساتھ ابرو نے کیا

رقیب اسکے بہی قایل نہین خدا کی قسم
اگر تم بہی کیا تو یہی لطف تو نے کیا

وہ عرض وصل سے کہتے ہین ہاتھ کانوں پر
اثر یہ خوب مری طرز گفتگو نے کیا

گیا رقیب کے گھر بار ہا خسب و عدہ
بہت ذلیل مجھے تیری جستجو نے کیا

غرور کیون نہو جب دل سے چیر ہاتھ گیا
بڑا دماغ تری زلف مشکبو نے کیا

اڑیگی گردن قاتل نہ بار خو سے کبہی
ستم شعار کو نازک مری لہو نے کیا

سوال وصل پہ اقرار کیا کیا ظالم
دماغ ہمسے کیا یا مزاج تو نے کیا

جگر کے ٹکڑے ملا دے تو بخیہ گر جانون
اگرچہ جیب کو ثابت ترے رفو نے کیا

وہ آج ناز سے لائے تہے خنجر فولاد
ادسے بہی موم مری سختی گلو نے کیا

ادسیکو گردش دوران سمجھ گئے میکش
جو دور شیشۂ و پیمانہ و سبو نے کیا

فرشتہ بنکے نہ اوڑ جائے عرش پر ہمدم
ادسے جو خاک سے پاک اسقدر وضو نے کیا

جہاگی کا مزہ مجھکو یہان اب آئے گا
کہ آسمان کو اپنا شریک تو نے کیا

ہمارے دوست کی ہمسے یہ مہربانی ہے
ہمارے واسطے جو کچھ سہا اک عدو نے کیا

کھلا مین اونسے تو وہ اور داغ مجھسے رکے
خفا تو اونکو مری شرح آرزو نے کیا

۹۸ ۱۱

کعبے کی سمت جاکے مرا دہیان پہر گیا
اوس بت کو دیکہتے ہی بس ایمان پہر گیا

تو وعدہ کرکے مجھسے مری جان پہر گیا
جی سے پہرا جو قول سے انسان پہر گیا

اٹہا ہوا نے پہیر دیا تیر یار کو
افسوس ہے کہ راہ سے مہمان پہر گیا

محشر مین داد خواہ جو اے دل نہ تو ہوا
تو جان لے یہ ہاتہہ سے میدان پہر گیا

چہپکر کہان گئے تہے وہ شبکو کہ میرے گہر
سو بار انکا اے نگہبان پہر گیا

تھی گردش مژہ بھی ترے تیر کی شریک
بر مے کیا ہے سینے مین پیکان بہر گیا

رونق کچھ آگئی جو پسینے سے موت کے
پانی ترے مریض پہ اک آن بہر گیا

دیکھا اوسے جو دور سے اوڑکر مرا غبار
اوس شوخ شہسوار کی چوگان بہر گیا

گریہ نے وقت ایکدم مین بنادی وہ گہری کل
میری نظر مین صاف بیابان بہر گیا

قاتل نے ذبح کیا جب خدا کا نام
خنجر ہمارے حلق پہ آسان بہر گیا

لائے تھے کوئے یار سے ہم داغ کو ابھی
لو اوسکی موت آئی وہ نادان پھر گیا

۸۹ ۱۱

وہ رسوائی سے ڈر جائے تو اچھا
برائی کام کر جائے تو اچھا

کہا ظالم نے مرا حال سنکر
وہ اس جینے سے مر جائے تو اچھا

خدا جانے کہے کیا جاکے قاصد
دل اوس سے پھر جائے تو اچھا

غضب ہی انتظار وعدہ حشر
نہین کہکر مکر جائے تو اچھا

مبارک حضرت کو ہو عمر جاوید
یہ تھوڑی سی گذر جائے تو اچھا

مسیحائی ہوا قاتل کا شیوہ
عدم تک یہ خبر جائے تو اچھا

کہا قاصد کو اوسنے دیکھ دشنام
سبک ہوکر اگر جائے تو اچھا

عدم مین کیا نہونگے صاحب درد
ہمارا چارہ گر جائے تو اچھا

رقیبون کا تری محفل مین کیا کام
جہنم ان سے بھر جائے تو اچھا

نگاہ یار دل کو لوٹتی ہے
یہ مہمان اپنے گھر جائے تو اچھا

وہ تکلیف عیادت کیون کرین داغ
مری اونکو خبر جائے تو اچھا

۹۰ ۱۱

کوئی آگے نکل نہین سکتا — تجھسے فتنہ بھی چل نہین سکتا
زور قسمت سے چل نہین سکتا — دل سنبھالے سنبھل نہین سکتا
ہے وہ افسردہ میری شمع مزار — جس سے پروانہ جل نہین سکتا
آسمان دوست ہو گیا تیرا — اب زمانہ بدل نہین سکتا
ضعف کے لاکھ لاکھ احسان ہین — کف افسوس مل نہین سکتا
تم تو سو بار مان جاؤ گے — دل ہمارا بہل نہین سکتا
ہم تو اوس بد دعا کے قائل ہین — جو زبان سے نکل نہین سکتا
موت کیون آکے پھر گئی شب وصل — وقت آیا تو ٹل نہین سکتا
غم جو کہا یا ہے کیا کہون تجھسے — مین یہ کہا یا اوگل نہین سکتا
رشک اغیار کیا گوارا ہو — زہر کوئی نگل نہین سکتا

۹۱ نام کو داغ ہون مگر ظالم ۱۳
تو جلائے تو جل نہین سکتا

عیش بھی اندوہ فزا ہو گیا — ہائے طبیعت تجھے کیا ہو گیا
دشمن ارباب وفا ہو گیا — دوست بھلا ہو کے بُرا ہو گیا
یاد ہے کہنا وہ کسی وقت کا — ہوش مین آؤ تمہین کیا ہو گیا
داغ وہ بہتر ہے جو مرہم بنا — درد وہ اچھا جو دوا ہو گیا
آپ سے اقرار کے سچے کہان — وعدہ کیا اور وفا ہو گیا
یہ تو نہ تھی کوئی مگر نیکی بات — حرف خوشامد بھی گلہ ہو گیا
سامنے تم میرے چُراتے ہو آنکھ — آئینہ کیا آج نیا ہو گیا

اے دل بیتاب خدا کی قسم عشق مین جی تجھسے بُرا ہوگیا
دم مرے سینے مین جو رکتا ہی آج کون خدا جانے خفا ہوگیا
حال مرا دیکھکے کہتے ہین وہ کوئی حسین اس سے جُدا ہوگیا
نالہ نے تاثیر نہ کی روز حشر وہ بھی شب غم کی دُعا ہوگیا
سب مجھے دیوانہ بنانے لگے لو وہ تمہارا ہی کہا ہوگیا

۹۲ داغ قیامت مین مژدہ سُنے ۱۲
جانبھے فردوس عطا ہوگیا

یہ قول کسی کا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا وہ کچھ نہین کہتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
سُن سُنکے ترے عشق مین اغیار کے طعنے میرا ہی کلیجا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
بن آئی ہے جو چاہین کہین حضرت واعظ اندیشۂ عقبا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
اونکا یہی سُننا ہے کہ وہ کچھ نہین سُنتے میرا یہی کہنا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
دیکھو تو ذرا چشم سخنگو کے اشارے پھر تمکو یہ دعوا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
خط مین مجھے اول تو سُنائی ہین ہزارون آخر یہی لکھتا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
پھٹتا ہے جگر دیکھکے قاصد کی مصیبت پوچھو تو یہ کہتا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
خاموش کیا چھیڑکے ظالم نے شب وصل وہ تذکرہ چھیڑا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
یہ خوب سمجھ لیجئے غماز وہی ہے جو آپ سے کہتا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
دُنیا مجھے کہتی ہے بُرا حاضر و غائب سمجھو تو سبب کیا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
تمکو یہی شایان ہے کہ تم دیتے ہو دشنام مجکو یہی زیبا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

۹۳ مشتاق بہت ہین مجھے کہنے کو پر اے داغ ۹
یہ وقت ہی ایسا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

ردیف بائے موحدہ

نامہ بر کہتا ہے اب لاتا ہون دلبر کا جواب
سن چکا مین چار دن کے مقدر کا جواب

شیخ ہو حق کر رہا ہے اتدن مستونکے ساتھ
آجکل ہے میکدہ اللہ کے گھر کا جواب

خلق کے اعمال نامے چھین لونگا روز حشر
گم ہوا ہے ہاتھ سے قاصد دلبر کا جواب

میرے دل ہی سے نکلتی تیری اٹک کر رہگئی
دوسری جانب جگر بھی تھا برابر کا جواب

غیر کی تعریف لکھی سارے خط مین اور مجھے = یہ بھی لکھتے ہین کہ لکھو میرے دفتر کا جواب
پہلے تو میری گذارش سنکے وہ چپ ہو رہے
کیا کہون پھر کیا ملا عرض مکرر کا جواب

خط تمہارا مجھکو پہونچا ہے فقط اتنی رسید
واہ کیا لایا ہے قاصد میرے دفتر کا جواب

امت عاصی کی بخشش کا کیا حق سے سوال
ہے کہان کو نہین مین تیرے پیمبر کا جواب

لوگ کہتے ہین بنا دی بگڑ کر لکھنؤ
یہ کہان اے داغ اوس اجڑے ہوئے گھر کا جواب

۹۴ ۱۵

کیون کہا کسی سے کیا مطلب
اسی کہنے سے کھل گیا مطلب

بات پوری نہین کہی مین نے
کہ وہ طرار لے اوڑا مطلب

مین کہے جاؤن تم سنے جاؤ
ایک کے بعد دوسرا مطلب

ہے مراد رد آپ کی راحت
ہے مری یاس آپ کا مطلب

خون ہونے کو خاک ہونے کو
یا مرا دل ہے یا مرا مطلب

مٹگئے ایک ہی تغافل مین
شوق ارمان مدعا مطلب

اونکی جانب سے ہے پیام وصال
ہے نئی چاہ کا نیا مطلب

غیر کا خط بھی چاک کر ڈالا
مل گیا تھا جو کچھ مرا مطلب

باندھ کر خط پر کبوتر پر لکھدیا ہنسے جا بجا مطلب
مرگیا مژدۂ وصال سے مین یون بھی نکلا رقیب کا مطلب
کبھی کہتا ہون دلسے خوب کیا کبھی کہتا ہون کیون کہا مطلب
بے غرض تھے تو لطف صحبت تہا دشمن وضع ہو گیا مطلب
بیخودی مین رہا نہ یاد القاب خط مین پہلے ہی لکھدیا مطلب
دلمین گھٹ گھٹ کے رہگئی حسرت لب پہ آ آ کے رہگیا مطلب

۹۵ حضرت داغ توبہ کرتے ہین ۱۶
کاش پورا کرے خدا مطلب

ہم مٹ گئے تو پرسش نام و نشان ہے اب اُسکی تلاش کر کہ محبت کہان ہے اب
مین کیا کرون بلاسے جو تو مہربان ہے اب وہ دل کہان ہے اب وہ طبیعت کہان ہے اب
ہرگز نہ تھا زمانۂ سابق مین یہ فلک جسکو آسمان کی دھوم تھی وہ آسمان ہے اب
بیمہر و بیوفا و دل آزار و دلستان جسکو ڈہونڈھتا ہے جسکو وہ پیدا کہان ہے اب
تم پارسا سہی مگر اتنا تو سوچ لو کچھ دیکھ ہی لیا ہے جو دل بدگمان ہے اب
دو ظالمون مین لاگ ہوئی میرے واسطے نامہربان وہ ہے تو فلک مہربان ہے اب
ٹلتا ہے کب کسی سے یہ شوق جفا کشی مقتل بھی میرے واسطے دارالامان ہے اب
ظالم کہین خدا نہ کرے تو سنے اوسے جو کچھ شب فراق مین ورد زبان ہے اب
سُن لو جو ہم بیان کرین پھر کہان یہ بات چلتی ہوئی ہمارے دہن مین زبان ہے اب
اللہ وہ زمانہ تاثیر کیا ہوا کہنے کے واسطے مرے لب پر فغان ہے اب
بیٹھے ہین ہم بھی گوش برآواز رکھ تو دو انا ہے جسکو آئے یہان امتحان ہے اب

قربان جاؤن درد جگر کے وہ کہکے ہاتھ
یہ پوچھتے ہین مجھسے بتا تو کہان ہے اب

ملنے کے بعد رنج اُٹھائے ہین اسقدر
شکر وصال بھی مرے لب پر فغان ہے اب

کیا کیا ملائے خاک مین انسان چاند سے
سچ پوچھیے اگر تو زمین آسمان ہے اب

اوسکو بھی میری وجہ سے ہین بدگمانیان
جو ہمنشین مرا ہے ترا پاسبان ہے اب

مدت ہوئی کہ داغ کو سنتے تھے سوے دیر
کیا جانے وہ خدائی کا مارا کہان ہے اب

۹۶

ردیف بائے فارسی

مہربان ہوکے جب ملینگے آپ
جو نہ ملتے تھے سب ملینگے آپ

بنکے تیغ غضب ملینگے آپ
یون گلے مجھسے کب ملینگے آپ

غیر سے ہوگئے پیام و سلام
ہین یہ ملنے کے ڈھب ملینگے آپ

ہجر کا شکوہ حشر مین کرتا
وان تو ہے یہ غضب ملینگے آپ

ڈرتے ڈرتے کھونگا راز نہان
خواب مین مجھسے جب ملینگے آپ

دم رخصت یہ چھیڑ تو دیکھو
مجھسے کہتے ہین کب ملینگے آپ

آپ کیون خاکمین ملاتے ہین
ہم مصیبت طلب ملینگے آپ

کاروان کی تلاش کیا ایدل
آکے منزل پہ سب ملینگے آپ

ایک تو وعدہ اور اُسپہ قسم
یہ یقین ہے کہ اب ملینگے آپ

تیغ تیری کھنچی رہی قاتل
بسمل جان بلب ملینگے آپ

۹۷ داغ اک آدمی ہے گرمگرم
خوش بہت ہونگے جب ملینگے آپ

کم نہیں سامان میں ہنگامۂ حشر سے آپ
دیکھئے دل کو دعا میں منگئے اس گھر سے آپ

برسوں آنکھوں میں رہے آنکھوں سے پھر کر دل میں آئے
راہ سیدھی تھی مگر پہونچے ٹیڑھے پھر سے آپ

خوف ہے مجھسے عبث مینے کیا اپنا وکیل
فیصلہ میرا بھی کرلیں داور محشر سے آپ

کٹگئے لاکھوں گلے اس تیزی رفتار سے
ابتو چل نکلے زیادہ اپنے بھی خنجر سے آپ

اپنے سینہ سے دبا دیجئے ذرا سینہ مرا
چور کیجئے شیشۂ دل سی پتھر سے آپ

وصل میں کیسی حیا میں تو نہ مانونگا کبھی
سہم کر چپ ہو رہے بے ہمہ ڈر سے آپ

حضرت زاہد ہر اک نشہ کو عادت شرط ہے
مر نجائینگے شراب چشمۂ کوثر سے آپ

آب پیکان لیکے چلتا ہے ترے ترکش سے تیر
رزق لاتا ہے مرا مہمان اپنے گھر سے آپ

ابتدا سے انتہا تک عشق میں ہیں خوفناک
امتحانسے غیر شام غم سے ہم محشر سے آپ

شرم سے گو اب کسی جانب پلک اٹھتی نہیں
چٹکیاں لینگے کلیجے میں ابھی نشتر سے آپ

حضرت زاہد نکل آیا فلک پر آفتاب
پیر و مرشد اب تو اٹھیے میکدے کے در سے آپ

جب ہمیں مرنا ہی ٹھہرا حاجت قاتل نہیں
کاٹ لینگے ہم گلا اپنا کسی خنجر سے آپ

کیوں جناب داغ یاد اللہ مری یاد ہے
بھیس بدلے رات کو آئے تھے کس کے گھر سے آپ

ردیف تاے فوقانی

کب بات ہو بغیر خوشامد وہاں درست
وہ نادرست بھی جو کہیں تو کہیں ہاں درست

تھوڑے سے دن بہار کے ہیں کس امید پر
کرتے ہیں اپنے مرغ چمن آشیاں درست

کچھ میں بھی اپنا حال طبیعت بیاں کروں
گر ہو مزاج آپکا اے مہرباں درست

اکدن نہ آزمائی کسی بوالہوس کی چاہ ہر روز آپ کیجئے مرا امتحان درست
اسکو درستیٔ دل عاشق سے کیا غرض جس بد زبان کی نہیں ابتک زبان درست
آتا ہے بہر فاتحہ جب کوئی فتنہ گر رہتا نہیں ہے قبر کا میری نشان درست
آنکھوں میں رہ کہ دل میں ٹھہر تیرے واسطے آراستہ ہر ایک مکان ہر مکان درست
ہر روز تازیانہ زلف دراز سے تونے بھی خوب دل کو کیا میرے جان درست

۱۹۹ آتا ہے سامنے جو وہ غارت گر تسکیب ۱۳
اوسان داغ رہتے ہیں اپنے کہاں درست

ہے طرفہ تماشا سر بازار محبت سر بیچتے پھرتے ہیں خریدار محبت
اک حشر بپا تھا دم اظہار محبت رفتار قیامت ہوئی گفتار محبت
اللہ کرے تو بھی ہو بیمار محبت صدقے میں چھٹیں تیرے گرفتار محبت
ابرو سے چلے تیغ تو مژگاں سے چلے تیر تعزیر کے بھوکے ہیں خطاوار محبت
اسواسطے دیتے ہیں وہ ہر روز نیا داغ اک درد کے خوگر نہوں بیمار محبت
ہے گور الٰہی قفس تنگ سے کیا کم مر کر بھی تو چھوٹے نہ گرفتار محبت
کچھ تذکرہ عشق رہے حضرت ناصح کانوں کو مزہ دیتی ہے گفتار محبت
دل بھول نجائے کبھی مژگاں کی کھٹک کو کچھ چھیڑ رہے اے خلش خار محبت
جو چارہ گر آیا مری بالیں پہ یہ بولا اللہ کو سونپا تجھے بیمار محبت
ثابت قدم ایسے رہ الفت میں نہونگے تھا جکو تہ تیغ بھی اقرار محبت
خسرو سے جو چاکر ہیں تو محمود سے بندے اللہ رے اللہ رے سرکار محبت
واعظ کی زبان پر تو وہ کلمے ہیں کہ گویا بخشے ہی بنجائیں گے گنہگار محبت

۱۰۰ دیکھا ہے زمانے کو ان آنکھون نے اے داغ ۱۳
اس رنگ پر اس ڈھنگ پر انکار محبت

گئی ہے نہ وقت کی جائیگی رات
سحر کو بھی دھبا لگائیگی رات

قیامت کے دن کیا نہ آئیگی رات
مری تیرہ بختی دکھائیگی رات

نہ مین بات کرتا اگر جانتا
کہ یون رات کرنمین جائیگی رات

چراغ قمر لیکے ڈھونڈھا کرے
سحر کو نہ فرقتین پائیگی رات

شب وصل میری شب قدر ہے
ہزار رحمتین لیکے آئیگی رات

قیامت کے آثار ہین صبح ہجر
دکھاتا تھا یہ دن دکھائیگی رات

شب وصل واں شرم سے خیمہ زلف
یہان یقین اب نہ جائیگی رات

نہ نکلے گا دل کوچہ زلف سے
مسافر کو رستہ بھلائیگی رات

شب ہجر جمکائیگی داغ دل
فلک تجھکو تارے دکھائیگی رات

گریزان ہے کیون اسقدر روز وصل
ٹھہر تجھکو کچھ کھا نہ جائیگی رات

غنیمت ہے تاریکیٔ شام غم
نہ دیکھونگا مین جو دکھائیگی رات

شب ہجر کا ساتھ دینا پڑا
بہت عمر میری دکھائیگی رات

۱۰۱ شب وصل کی داغ یہ آرزو ۱۱
خدا سے نہ مجھکو ملائیگی رات

تو نہ کر نخوت شباب بہت
ہمسے دیکھے ہین انقلاب بہت

شعلہ رو سیکڑون نظر آئے
ہین زمین پر بھی آفتاب بہت

آئی کسکی نگاہ مین شوخی
ہے زمانے کو اضطراب بہت

آئے جنت سے پھر نہ دُنیا مین — بے مزہ ہو گیا ثواب بہت
پیر میخانہ کے دعا گو ہین — یہ سلامت رہے شراب بہت
ہجر بُت اور صحبت زاہد — خُلد مین بھی تو ہین عذاب بہت
شام ہونے تو دو چلے جانا — ہے ابھی تیز آفتاب بہت
کچھ سمجھکر وہ ہو رہے خاموش — تھے مری بات کے جواب بہت
بل تری زلفون کے بھی دیکھ لیے — دو دو دلمین ہے پیچ و تاب بہت
دل بیتاب خط مین رکھدو نمین — کہ چلے نامہ بر شتاب بہت

دیکھیے کب عدم کو جاتا ہو
کر چکے داغ یا ترا اب بہت

ردیف تاے ہندی

نگاہ یار نے اس شوق سے لگائی چوٹ — کہ جسطرح سے دل آتا ہے دل پر آئی چوٹ
قدم قدم رہ اُلفت مین مینے کھائی چوٹ — کہ راہ بر کی بھی ٹھوکر سے مجھپر آئی چوٹ
کہان تلون نے یہ سینے پر اپنے کھائی چوٹ — او بھرا و بھر کے جو کرتی ہے خود نمائی چوٹ
گرا جو مین در دلدار پر تو اوٹھ نہ سکا — بڑا ہی کام کیا میرے کام آئی چوٹ
بتون کے دلمین نہ کی میری آہ نے تاثیر — او چٹکے مجھپہ لگی مینے جب لگائی چوٹ
شراب ناب سے تر تھی زمین میخانہ — پھسل کے محتسب سنگدل نے کھائی چوٹ
نہ کیون ہو چوٹ مرے دل کی چوٹ پر قاتل — لگائے جبکہ ترا پنجہ حنائی چوٹ
لگائی آپنے کیون میری قبر پر ٹھوکر — غضب کیا کہ عبث خاکمین ملائی چوٹ

وبال دوش ہوئی بار غم سے لاش مری
اوٹھانیوالونے گر گر بہت اٹھائی چوٹ

ادب سے جھک کے چلا راہ عشق مین ایسا
کہ مرے سر نے مری ٹھوکرونسے کہائی چوٹ

سلام مینے کیا رکھکے ہاتھ سینے پر
وہ جانتے ہین مجھے دیکھکر چھپائی چوٹ

نشان پائے صنم سنگ راہ ہوتے ہین
وہ ناتوان ہون کہ نقش قدم سے کہائی چوٹ

جب اپنے ہاتھ کی تجھسے نہ اوٹھ سکی فریاد
حریف ہوکے اوٹھائیگا کیا پرائی چوٹ

نگاہ آہ مین کس کس طرح چلی چوٹین
یہ حال تھا ادہر آئی اوہر لگائی چوٹ

علاج درد جگر کیا کرون مین اے ناصح
بری ہے کیا بھلی چنگی لگی لگائی چوٹ

فراق درد محبت فراق یار نہین
کریگی دلسے نہ اے چارہ گر جدائی چوٹ

یہ بعد مرگ رہا درد کا اثر اے داغ
کہ استخوان مرے کہا کرہمانے کہائی چوٹ

ردیف ثائے مثلثہ

اب ہے ہماری توبہ ہے کی جو وفا تو کیا عبث
عجز و نیاز عشق ہیچ خواہش و التجا عبث

میری صدا سے پیشتر آتی ہے یہ ندا کہ بس
باب قبول بند ہے مانگتے ہو دعا عبث

سنتے ہی میرا حال دل بول اوٹھے یہ چارہ گر
موت کی کیا دوا کرین موت کی ہے دوا عبث

آپکا راز داں ہونمین ہاکہ مزاج داں ہونمین
غیر سے میرے سامنے لطف ستم نما عبث

وان خط شوق بھی مرا کاغذ مشق بنگیا
کاٹکے حرف مدعا اوسنے بنا دیا عبث

لطف قبول تو یہ ہے لطف اثر حصول ہو
لوگ اخیر وقت مین مانگتے ہین دعا عبث

گریہ سے ہے ہنسی مری داغ سے لگی مری
کوئی نہ کوئی شغل ہو یا ہو بکار یا عبث

مجھکو سنا کے جب کہا بنے کوئی وفا کرے
کھنے کو تھا بجا درست مُنھ سے نکل گیا عبث

عشق مین تیرے قصہ کر رنج اُٹھائے اسقدر
تکیہ کلام ہے مرا کوئی کرے وفا عبث

صدمۂ انتظار کو کچھ تو قیام چاہیئے
روز جزا سے پیشتر آئی مری قضا عبث

عشق کیا ہی کرے ہین یونہین ہزارون مرتے ہین
داغ کی جان و مال کو روتے ہین آشنا عبث

ردیف جیم تازی

شوخی سے ٹھہرتی نہین قاتل کی نظر آج
یہ برق بلا دیکھیے کرتی ہے کدھر آج

انجام محبت پہ کرین خاک نظر آج
انسان ہے مجبور نہین کل کی خبر آج

وہ جاتے ہین آتی ہے قیامت کی سحر آج
روتا ہے گلے مل کے دعاؤن سے اثر آج

مہمان ہے وہ غیرت خورشید و قمر آج
دن آج ہے رات آج ہے شام آج سحر آج

موسے نے نہ دیکھا تھا سر طور وہ جلوہ
دیکھا ہے جو کچھ ہمنے پس روزن در آج

زاہد کا عمامہ ہو کہ ہو شیخ کی دستار
ان دونون پہ طرہ ہے مرا دامن تر آج

امید یہ کہتی ہے وہ آتے ہین ٹھہر جا
ہے یاس کی تاکید کہ دنیا سے گذر جا

وعدے سے پلٹ جائین نہ وہ داور محشر
انصاف کرا انصاف ہین تو دیر نہ کر آج

کل تاب و فغان تھی تو یہ تاثیر کہان تھی
کیا کیا لب خاموش پہ قربان ہے اثر آج

دھبا شب فرقت کی سیاہی کا چھوٹے
گر چشمۂ خورشید مین مُنھ دھوئے سحر آج

روکا ہی کیا رشک بٹھاتا ہی ہا ضعف
بیتابی دل لے ہی گئی غیر کے گھر آج

جس دوست کو دیکھا مجھے دشمن نظر آیا
جبتک مری نظر وہین رہی تیری نظر آج

اندیشۂ فردا نہ رہے حضرت زاہد
میخانے مین پی لیجئے تھوڑی سی اگر آج

ہر نقش قدم مین ہے اثر خون جگر کا
تلوؤن سے ترے کسنے ملے دیدہ تر آج

لالچ بھی ہے قاصد کو مرے خوف خطر سے
سو مرتبہ خط باندھکے کھولی ہے کمر آج

ہم ہجر کے دن جانہ سکے سوے عدم بھی
سب کہتے ہین اچھا نہین اس سمت سفر آج

بسمل ہی کیا اوسکو جسے خواب مین دیکھا
سوتے مین بھی لڑتی رہی قاتل کی نظر آج

داغ دل سوزان پہ رکھا مرہم کافور
کس شمع کو افسوس بجھاتی ہے سحر آج

وعدے پہ مرے اونکے قیامت کی ہے تکرار
اور بات ہے اتنی کہ او دہر کل ہے دہر آج

یان قصد عدم کا ہے وہان قتل کا سامان
دیکھین تو سہی پہلے بندہے کسکی کمر آج

یہ شوق یہ ارمان یہ حسرت یہ تمنا
کیا ہو مرے قابو مین تم آجاؤ اگر آج

معلوم نہین کل مری تقدیر مین کیا ہے
لے نالۂ دل عالم بالا کی خبر آج

قطعہ

وہ مین کہ میسر تھا مجھے ساغر جمشید
پیتا ہون تو کرتا ہے کمی خون جگر آج

وہ مین کہ مرا قصر ہر اک رشک ارم تھا
بستر ہے گدا یا سر راہ گذر آج

وہ مین کہ مری عرش پہ تھی منزل اعلی
کرتی ہے زمین بھی مرے قدمونسے حذر آج

وہ مین کہ مجھے عالم بالا کی خبر تھی
اے بیخبری خاک نہین اپنی خبر آج

وہ مین کہ مجھے سیر گلستان سے غرض تھی
ہے خون جگر اور مرا دیدۂ تر آج

سامان تھا دنیا کا مرے واسطے موجود
دنیا سے گذرنے کو نہین زاد سفر آج

بازار محبت مین لیا غیر نے کیا کیا
ہمکو نہ ملا ایک بھی پتھر کا جگر آج

تھی کل سے تلاش اونکی مرے قتل پر اے داغ
نکلے وہ عزادار بنے غیر کے گھر آج

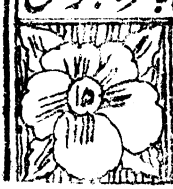

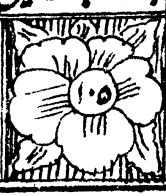

آیا ہے جھوم جھوم کے ابر بہار آج
توبہ کو خشت خم سے کرون سنگسار آج

بیوقت کی چڑھی ہے نہ ہوگا اتار آج
ہوتے ہین تجھ سے مست کوئی ہوشیار آج

اے بیخودی وہ آئین تو مین آپ مین آؤن
وہ بھی تو میری طرح کرین انتظار آج

خالی نہ تھی خراش دل کاوش جگر
لایا ہے رنگ دیدۂ خونبار یہ بار آج

شاید لگی ہے اونکو مرے نزع کی خبر
وہ پوچھتے ہین حال مرا بار بار آج

بیطرح ہے نگاہ سے دل کی کٹی چھنی
بیڈھب ہے گرم معرکۂ کارزار آج

آئینہ ہوگیا ترے دل مین ستم شعار
کتنا ہوا ہے صاف ہمارا غبار آج

ناصح نے میرا حال جو مجھسے بیان کیا
آنسو نکل پڑے مرے بے اختیار آج

سچ ہے کھٹک ہی جاتی ہے صوت حزیں کبھی
بلبل نے مجھکو دیکھکے کھایا ہے خار آج

فریاد درد عشق مین کچھ آگیا اثر
ہوتی ہے اپنے آپ صدا لکے پار آج

ہم خاک ہوکے اتنے گرانبار غم رہے
آندھی وبا رہی ہے ہمارا غبار آج

برسون سے لگ رہی تھی لب بام ٹکٹکی
تھک تھکے گر پڑی نگہ انتظار آج

اب تیرے دردمند کا بس ہو چکا علاج
کل سے زیادہ اور ہے وہ بیقرار آج

کل جائیگا پیا مرا اپنا یہان پیشوق
خط کے جواب کا ہے ہمین انتظار آج

اے داغ دھن بندھی ہے تجھے کوے یار کی
کمبخت موت ہے ترے سر پر سوار آج

۱۰۶ ۹

ردیف جیم فارسی

غربت کے رنج فاقہ کشی کے ملال کھینچ
اے داغ پر زمانہ سے سو سو سوال کھینچ

نازک بہت ہے رشتۂ الفت ٹوٹ جائے — اتنا نہ اپنے آپ کو اے مہ جمال کھینچ
ہو جائے تو نہ طائر دل کی طرح اسیر — صیاد اپنی سمت کو آہستہ جال کھینچ
ظالم کھینچ آئیگا مرا دل بھی سنان کے ساتھ — سینے سے دیکھ بھال کے جو چیز کی بھال کھینچ
قامت دکھا کے آج صنوبر کو کر تسلم — سولی پہ سرو باغ کو اے نونہال کھینچ
کھینچی تھی جب صور قدرت نے دل کی شکل — کہتا یہ کون تو نہ اسے بے خیال کھینچ
وہ ٹھنڈے ٹھنڈے چین سے گھر کو چلے گئے — لے اور آہ سرد دل پر ملال کھینچ
ناصح قمارگاہ محبت میں جی نہ ہار — دل کو لگا کے نفع اٹھا خوب مال کھینچ

۱۰۷ — ۱۵

اے داغ جذب عشق کی دیکھینگے اب کشش
کی اوس کشیدہ رو نے تو ہم سے کمال کھینچ

یون مصور یار کی تصویر کھینچ — کچھ ادا کچھ ناز کچھ تقریر کھینچ
لیکے دشمن سے خط تقدیر کھینچ — یہ حصار اے دل پئے تسخیر کھینچ
ہے گدار دل سے نالہ ہر خدنگ — میں ہی کھینچون تو نہ قاتل تیر کھینچ
کیون کھٹکتا ہے عبث اے خار شق — یا نکل یا دامن تاثیر کھینچ
کھینچ یون رسوائی میرا زانچہ — شکل کی جا یار کی تصویر کھینچ
اے مصور کاش لڑجائے نصیب — اوس جبین پر یہ خط تقدیر کھینچ
لے اوڑی بوجسکی اے پیر مغان — ابکی ایسی تند پر تاثیر کھینچ
ہو چکا سفاک عذر ناز کی — تو کمان کی طرح دلسے تیر کھینچ
تیرہ بختون کا خط تقدیر دیکھ — آنکھ میں اوس سرمہ کی تحریر کھینچ
دامن یوسف اگر کھینچا تو کیا — اے زلیخا دامن تاثیر کھینچ

رو چکا تقدیر کے لکھے کو مین
اب تو ہاتھ اے کاتب تقدیر کھینچ

سنگ مقناطیس ہین ہم سخت جان
کھنچکے اے قاتل ذرا شمشیر کھینچ

اے فغان کر دو دو دل کو بھی شریک
یون اثر کو باندھ کر زنجیر کھینچ

خواب میرا سنکے ہمدم منھ سے بول
یون نہ تو آہین دم تعبیر کھینچ

۱۰۸ داغ کو تو نیم بسمل چھوڑ دے
دل سے لے سفاک آدھا تیر کھینچ ۶۶

ردیف حاے حطی

پکارتی ہے خموشی مری فغان کی طرح
نگاہین کہتی ہین سب راز دل زبان کی طرح

بگڑ گئی ہے یہان بیطرح جہان کی طرح
کہان کی وضع کہان کی ادا کہان کی طرح

چھڑا دے قید سے اے قید ہم اسیرون کو
لگا دے آگ قفس کو بھی آشیان کی طرح

کبھی تو صلح بھی ہو جاے زہد و مستی مین
الٰہی شیخ بھی میخوار ہو مغان کی طرح

جلا کے داغ محبت نے دل کو خاک کیا
بہار آئی مرے باغ مین خزان کی طرح

حیا نے روک لیا جذب دل نے کھینچ لیا
چلے وہ تیر کی صورت کھنچے کمان کی طرح

جواب خضر ہین وہ مردہ دل کہ جنکو یہان
ملی ہے مرگ ابد عمر جاودان کی طرح

تلاش یار مین چھوڑی نہ سرزمین کوئی
ہمارے پاؤن مین چکر ہے آسمان کی طرح

جو سمجھے خضر تو قول شہید الفت کو
گرہ مین باندھ رکھے عمر جاودانی طرح

سنے جو حضرت زاہد سے وصف جنت کے
تو صاف پھر گئی آنکھو مین اُس مکان کی طرح

جھکی ہی جاتی ہے کچھ خود بخود حیا سے وہ آنکھ
گری ہی پڑتی ہے بیمار ناتوان کی طرح

یہ سد راہ ہوا کس کا پاس رسوائی
رُکے ہوے ہین مرے اشک کاروان کی طرح

ادائے مطلب دل ہمسے سیکھ جائے کوئی
اونھین سنا ہی دیا حال دستانکی طرح

مزے ہین اُس دہن زخم کے لیے کیا کیا
جو چوسے تیر کے پیکان کو زبانکی طرح

سمجھ کے کیجیے برباد میرا مشت غبار
یہ لے نہ آئے کوئی چکر آسمانکی طرح

یہ دل ہے آپکا گھر رہیے شوق سے لیکن
شکیب و راحت و صبر و قرار جانکی طرح

قیامت آئی شب وصل میرے گھر کے پاس
رقیب نے اُسے آواز دی اذانکی طرح

شب اُسکی بزم مین تھا شمع پر بھی رشک ہمین
کہ منھ مین شعلے کو گلگیر لے زبانکی طرح

مجھے یہ حکم ہے زنہار تم نہ کرنا عشق
نصیحتین بھی وہ کرتے ہین امتحانکی طرح

ہم اپنے ضعف کے صدقے بٹھا دیا ایسا
ہلے نہ در سے ترے سنگ آستانکی طرح

کچھ اُنسے کہنے کو بیٹھے تھے ہم کہ خلوت مین
رقیب آہی گیا مرگ ناگہانکی طرح

شکستہ بال ہون وہ مرغ ناتوان وضعیف
کہ مین تو مین نہ اوڑے میرے آشیانکی طرح

نہونگے سوز محبت کے دل جلے ٹھنڈے
بھری ہے آتش غم مغز استخوانکی طرح

نچھوڑ صید محبت کو خاک پر صیاد
اسے بھی ڈال لے تو دوش پر کمانکی طرح

زبان خار ہوئی تر ہماری وحشت سے
کہ چھالے پھوٹ گئے چشم خونفشانکی طرح

خدا قبول کرے داغ تم جو سوے عدم
چلے ہو عشق بتان لے کے ارمغانکی طرح

۱۰۹

۱۰

دل نہ رہا سینے مین دم کی طرح
ٹوٹ گیا تیری قسم کی طرح

تم مرے دل مین رہو دم کی طرح
دم نہ سہی حسرت و غم کی طرح

خامہ گر اضعف سے پر انگلیان
چاٹتی ہین کاغذ بہ قلم کی طرح

کوچۂ دشمن کو وہ جنت کہین
مٹ نہ گیا باغ ارم کی طرح

عہد کسی طرح گوارا نہ تھا — اوسنے قسم کھائی ہے سم کی طرح
اختر داغ دل و بخت سیہ — عمر کٹی ہے شب غم کی طرح
میری وفا بھی عجب اُستاد ہے — تمکو سکھاتی ہے ستم کی طرح
جب یہ کہا مرتے ہین کہتے ہین وہ — مر نہ گئے اہل عدم کی طرح
غیر کے آگے وہ مرے حال پر — لطف بھی کرتے ہین ستم کی طرح
داغ دریار ہے کعبہ اگر — بچ نہ گئے صید حرم کی طرح

ردیف خانہ معجمہ

ہوئی جب سے زبان یار گستاخ — خوشامد گو ہوے ناچار گستاخ
وہ بدخو بدزبان اغیار گستاخ — ہوا دربار کا دربار گستاخ
نگاہ مست کچھ یون کہہ رہی ہے — کہ جیسے ہو کوئی میخوار گستاخ
الٰہی حضرت ناصح کی ہو خیر — وہ بنتے ہے بے ادب اغیار گستاخ
رہون چپ تو کہین چپ لگ گئی ہے — اگر بولون بتائین یار گستاخ
کیا کیا کیا دم عرض تمنا — ہوا سو بار چپ سو بار گستاخ
مجھے پاس ادب نے روک رکھا — کیا تھا شوق نے ہر بار گستاخ
خبر اچھی سنائی نامہ بر نے — کہ بیٹھے تھے وہان دو چار گستاخ
رکھا دل نے لب جان بخش پر حرف — مسیحا سے ہوا بیمار گستاخ
تری رحمت اگر حامی نہ ہوتی — نہوتے کافر و دیندار گستاخ
تہ خنجر رہے پاس ادب داغ — نہوتا مرتے دم زنہار گستاخ

ردیف دال مہملہ

اس نے اگر کرم بھی کیا تو جفا کے بعد
آیا مری خبر کو ستمگر قضا کے بعد

ہمدرد کونسا ہے پھر اس آشنا کے بعد
ہم جی کے کیا کرینگے دل مبتلا کے بعد

آخر بشر کے واسطے کچھ شغل چاہیے
کیجیے گا آپ کیا ستم ناروا کے بعد

حسرت سے تک رہا ہون جو تجکو سبب یہ ہے
خاک اوڑتے دیکھتا ہون کہین اپنی وفا کے بعد

یہ چاہتا ہے شوق کہے جائین حال دل
جبتک ہماری زیست ہو روز جزا کے بعد

بھاگون علاج درد محبت سے کیون نہین
دینگے طبیب نے ہر یقین ہے دوا کے بعد

دیتے ہین داغ لطف و عنایت سے پیشتر
دل مانگتے ہین کینہ و جور و جفا کے بعد

بھولے ہم انکو پہلے ہی ناراض کر دیا
چوکے ہم اُنسے کرتے تھے شکوی دعا کے بعد

خاموش مین جو ہون تو جہان کامیاب ہے
تاثیر پھر ملے گی نہ میری دعا کے بعد

کہتے ہین وہ شکایت بیداد ظلم پر
عاشق وہ ہے جو چاہے کسیکو جفا کے بعد

آرام کے لیے ہے مہین آرزوے مرگ
اے داغ اور جو چین نہ آیا فنا کے بعد

۱۱۲ ۹

ہے قہر اگر اب بھی نہو راز نہان بند
لب بند نفس بند دہن بند زبان بند

جس دل کو لگی ہو وہ کرے خاک فغان بند
کیجیے تری فریاد پہ کس کس کی زبان بند

موت آئی ہین ہاے دم عرض تمنا
دل کہلنے نہ پایا کہ ہوئی اپنی زبان بند

اس عشق نے کیا قفل لگایا ہے دلون پر
کینہ ہے وہان بند تو حسرت ہے یہان بند

ہر دل برمہ پارہ خریدار ہے تیرا
اکبار ہوئی حسن فروشونکی دکان بند

اُس زلف کا بیطرح جما دل مین تصور — اندھیر ہے اس گھر مین ہوا گھسکے ہوان بند
مقبول نہونگی کسی مینکش کی دعائین — میخانہ کا دروازہ نکر پیر مغان بند
کیا جانے گئے چھپکے شب وصل کدھر سے — تا صبح جو دیکھا تو رہا قفل مکان بند

۱۱۴ — وہ زیست نہین موت ہے اے داغ پھر اُسکو — ۱۱
زندان علایق مین جو ہو کوئی جوان بند

دل مین ہے غم و رنج و الم حرص و ہوا بند — دنیا مین مخمس کا ہمارے نہ کھلا بند
موقوف نہین دام و قفس پر ہے اسیری — ہر غم مین گرفتار ہون ہر فکر مین پا بند
ہم دام مین پھنستے ہی ہوے عاشق صیاد — یہ اور بھی اک بند پہ مضبوط لگا بند
اے حضرت دل جایئے میرا بھی خدا ہے — بے آپ کے رہنے کا نہین کام مرا بند
اک حرف محبت پہ بگڑتے ہین وہ سو بار — اب دفتر افسانہ الفت ہی ہوا بند
اُس کوچے مین جاتے ہی اجل آئی ہماری — جنت مین بھی یارب نہوئی راہ قضا بند
اے محتسب اکدم سے تری کتنی جفائین — شیشے کا ہے دم بند صراحی کا گلا بند
دم رکتے ہی سینے سے نکل پڑتے ہین آنسو — بارش کی علامت ہے جو ہوتی ہے ہوا بند
تقریر سے ناصح کی ہو دل خاک شگفتہ — کرتا نہین کمبخت لب ہرزہ سرا بند
رک جاے جو رو کے سے وہ نالہ نہین اپنا — محشر مین بھی ہوگا نہ یہ آزاد ذرا بند

۱۱۴ — کہتے تھے ہم اے داغ وہ کوچہ ہے خطرناک — ۹
چھپ چھپ کے مگر آپ کا جانا نہوا بند

آنکھ سے گرتی ہے خون دل افگار کی بوند — اسکی ہمسر ہو کہان ابر گہربار کی بوند
صحن گلشن مین ہے مے پینے کا ساقی ترا لطف — پڑتی ہو کوئی کوئی ابر گہربار کی بوند

زاہدا چشمۂ کوثر ہو مبارک تجکو
ہم کو بس کافی ہے میخانہ خمار کی بوند

تشنہ لب خضر کو منھ بھی نہ لگاؤن ہرگز
ہو میسر جو لعاب دہن یار کی بوند

ناصحا جانتے ہین اہل نظر ہی اوسکو
لعل ہے اصل مین اس دیدۂ خونبار کی بوند

ہے مشابہ دل ویران سے ہمارے کیا کینا
جس زمین پر نہ پڑے ابر گہربار کی بوند

تاب انجم کی دکھاتی ہے فلک بنکے زمین
خشک ہوتی نہین گر کر عرق یار کی بوند

صبح گلشن مین جو وہ مہر لقا آتا ہے
خشک ہوتی ہے ہر اک شبنم گلزار کی بوند

۱۱۵ ہو گیا خشک لہو دیکھتے ہی قاتل کو
۱۵ داغ ٹپکی نہ مرے خون تن زار کی بوند

چھپتی ہے کب چھپائے سے اے خوبرو پسند
آنکھین یہ کہہ رہی ہین کہ آیا ہے تو پسند

ناکام جاودان کی مجھے آرزو پسند
گم کردہ کاروان کی مجھے جستجو پسند

اے غم معاف کر کہ یہ حصہ ہے عشق کا
مہمان کو نہ آئے کا جھوٹا لہو پسند

خاموش سنتی رہتی ہے پہرون شب فراق
تصویر یار کو ہے مری گفتگو پسند

زاہد بڑی کریم ہے پیر مغان کی ذات
واں سب عبادتین ہین وضو بے وضو پسند

آفت ہے محتسب کی نظر سے خدا بچائے
ٹوٹا تڑاق سے اگر آیا سبو پسند

جی چاہتا ہے روز بدلجائے روزگار
مٹ جائے وہ زمانہ جسے آئے تو پسند

کہتے ہین ہمنشین کو مرے غیر کے عوض
ایسون سے تمکو رابطہ ہے ایسونکی تو پسند

پہلے اسی کو چشم خریدار مول لے
یارب دلون کے ساتھ بکے جا رہو پسند

یان درد وان ہے نالۂ دل خون گیا وہ تیر
زخم جگر پسند نہ زخم گلو پسند

آنسو گرا جو آنکھ سے تقدیر نے کہا
ملتے ہین دیکھ خاک مین یون آبرو پسند

بدنام کردیا ہے تمھین عشق غیر نے — اب ہو گیا خطاب تمھارا عدو پسند
حسرت کا یہ مزہ ہے کہ دلمین خلش رہے — نکلی ہوئی ہمین تو نہین آرزو پسند
گل شمع کا بنے تری محفل مین سب حسین — آیا نہ ایک کا بھی ہمین رنگ و بو پسند

۱۱۶ پہرون پڑھی ہے حضرت داؤد پر درود — جب آ گیا ہے داغ کوئی خوش گلو پسند ۱۵

ہوتی ہے جنس مہر و وفا چار سو پسند — آگے تری پسند کرے جس کو تو پسند
ظاہر بگاڑ دلسے تجھے ہے عدو پسند — یہ جنگ زرگری تو نہین جنگجو پسند
ممکن کہ تجھسا دیکھ لے چشم غلط نگر — اُسکا کہان جواب جسے آئے تو پسند
میری طرح سے جائیگی تجھ پر کسیکی جان — میری طرح سے آئیگا عالم کو تو پسند
جنت مین پھول پھول کو مین سونگھتا پھرا — دنیا مین تھی کسی گل عارض کی بو پسند
افسانہ کلیم و تجلی بہت سُنا — وہ آنکھ آنکھ ہے جسے آجائے تو پسند
اے عرض مدعا تری تاثیر دیکھ لی — قاصد کو بھی نہ آئی مری گفتگو پسند
اے شیخ جسکو جو نہ ملے گا بڑے گا شوق — جنت کو مین پسند جہنم کو تو پسند
کیا کیا بُری طرح سے ملایا ہے خاک مین — آنکھو نکو بھی نہین مرے دل کا لہو پسند
دینے لگے اخیر وہ باتون مین گالیان — جانا کہ اسکو آئی مری گفتگو پسند
رگ رگ سے دم نکال لیا ڈھونڈ ڈھونڈ کر — درد فراق کی ہے مجھے جستجو پسند
سو حسرتون مین ایک تو معلوم ہو مجھے — یہ شوق ناپسند ہے یہ آرزو پسند
محشر مین خلق اپنی مصیبت مین مبتلا — یان یہ تلاش آئے کوئی خوبرو پسند
رغبت ہے ہجر مین اسے آب و طعام سے — آنسو عزیز زہر گوارا لہو پسند

۱۱۷ اے داغ ہچکچاتے ہو ذلت سے عشق کی — دنیا مین ہو بڑے تو تمھین آبرو پسند ۹

نہو کیونکر افضل ہمارا محمدؐ
کہ ہے اپنے پیارے کا پیارا محمدؐ

الٰہی یہ محشر مین ہم کہتے جائین
کہان ہے کہان ہے ہمارا محمدؐ

وہین کشتی نوح بھی ڈوب جاتی
نہ دیتے جو اسکو سہارا محمدؐ

ابھی فرش سے عرش ملجائے جھککر
کرین گر طلب کا اشارا محمدؐ

یہی بات عاشق نے معشوق سے کی
نہین تیری فرقت گوارا محمدؐ

کہینگے یہی اوس شہ انبیا سے
وہان ہون گے جب آشکارا محمدؐ

شفیع امم روز محشر تمہین ہو
ہمین ہے تمہارا سہارا محمدؐ

صدا خیر مقدم کی کعبے سے آئی
حرم سے جب آئے دوبارا محمدؐ

(۱۱۸) ہلالو مدینہ مین پھر داغ کو تم
نہین ہند مین اب گزارا محمدؐ (۱۱)

ردیف ذال معجمہ

لاکھ لکھیے اونہین اندوہ محن کا کاغذ
کب وہ پڑھتے ہین کسی سوختہ تن کا کاغذ

قاصد آآ کے بنا جاتے ہین جھوٹی باتین
لائین مہری کوئی اُس سیم بدن کا کاغذ

آتش رنگ حنا سے ترے ہاتھونمین نگار
جل نہ جائے کہین اُس سوختہ تن کا کاغذ

کوئی مضمون نہین دل شکنی سے خالی
کس نے لکھا تھا خط عہد شکن کا کاغذ

اشک خونی سے مین لکھ لکھ کے مٹا دیتا ہون
اپنے حال دل پر رنج و محن کا کاغذ

خط گلزار سے وہ حرف جو کاغذ پہ لکھے
رشک گلزار ہوا اُس رشک چمن کا کاغذ

سہمنے مضمون گرانباری غم لکھا تھا
دست قاصد مین ہوا سیکڑون من کا کاغذ

ناتوان ہون نہ گلے مین مرے باندہو تعویذ
توڑ ڈالے مری گردن کا نہ من کا کاغذ

غور سے ہمنے جو دیکھا تو صفت سے تیری
کوئی خالی نہین ارباب سخن کا کاغذ
آئی پیری تو کہان پھر وہ جوانی کی بہار
کہ بگڑ جاتا ہے تصویر کہن کا کاغذ

۱۱۹ ورق دل پہ کھنچی داغ صنم کی تصویر
۱۰ تھا اسی کام کا یہ اور اسی فن کا کاغذ

چاہون جو پیے مزار تعویذ
ہون سنگ ستم ہزار تعویذ
ہین میرے گلے کے ہار تعویذ
اک درد جگر ہزار تعویذ
کھینچی ہین زمین پر لکیرین
یون لکھتے ہین خاکسار تعویذ
دشمن مرے زہر گھولتے ہین
اور موت و غمگسار تعویذ
ہین بحر جمال دونون بازو
کھلجائین نہ اے نگار تعویذ
قرطاس فلک جو مجکو ملتا
لکھتا پیے حب یار تعویذ
لائے گا اوسے یہ گرد نامہ
ہے دیدۂ انتظار تعویذ
ان بازوؤن پر فدا ہین جوشن
صدقے قربان نثار تعویذ
جوڑا جو کھلا تو کھل پڑا دل
ہم سمجھے تھے اے نگار تعویذ
پردے مین رقیب کی ہے تصویر
سینے پہ ہے آشکار تعویذ
آیا دم نزع بھی جو قاصد
بن جاے گا خط یار تعویذ
دیکھا نہین نقش دل سا کوئی
چلتا ہوا سحر کار تعویذ
تسخیر پری کے واسطے داغ
لکھتا ہون مین بار بار تعویذ

ردیف راے مہملہ

تمام عالم کی خاک چھانی یہ عشق آخر کو تنگ ہو کر
جب آدمی کا بنایا تو وہ تو دل پہ بیٹھا خدنگ ہو کر
وہی تو ہے شعلۂ تجلی کہ دشت ایمن سے تنگ ہو کر
جب اس نے اپنی نمود چاہی کھلا حسینون پہ رنگ ہو کر
نہ دیکھو دیکھو تم آئینے کو کہ مجکو رہتا ہے ہول ہر دم
کہین نہ جم جاے عکس اس کا رخ مصفا پہ زنگ ہو کر
نگاہ دزدیدہ کس نے دیکھی دکھاو آنکھین کرو نظارے
لڑے گی میدان مین نگہ کیا لڑی اگر خانہ جنگ ہو کر
وہ ہم ہین مجنون دشت پیما جنون کو ہوتا ہے ہم سے سودا
کہ چشم آہو مین بیٹھی وحشت ہماری وحشت سے تنگ ہو کر
بہار گل کیا ہے اوسکو پھولنکو چمن مین چلکر یہ سیر دیکھو
کہ شمع رخسار پر تمھارے جلے گی بلبل پتنگ ہو کر
برنگ حسرت مثال ارمان جو آگیا یان سے پھر نہ نکلا
رہے گا سینے مین تیر تیرا اسیر فید فرنگ ہو کر
کچھ ایسے فتنون پہ فتنے اوٹھے کہ شور محشر بھی چیخ اوٹھا
اوٹھی قیامت بھی ساتھ میرے تبون کے کوچے سے تنگ ہو کر
دم قلق وقت بیقراری جو دل پہ رکھا بھی ہاتھ ہم نے
تو ناتوانی سے رہگیا ہے ہمارے سینے پہ سنگ ہو کر
نہ وہ نظارے نہ وہ اشارے نہ ویسے غمزے نہ ویسی چشمک

غضب ہے پابند شرم ٹھہری نگاہ کچھ شوخ و شنگ ہو کر
وہ قتل کرتے ہوے جو جھجکے تو یاد آغاز عشق آیا
کہ بارہا یون ہی رہگئی تھی ہمارے دل مین امنگ ہو کر
کھلے الٰہی نہ عقدۂ دل کہ اس سے امید بندھ رہی ہے
عجب نہین آرزوئین نکلین جو دل کی تنگی سے تنگ ہو کر
بھرے ہوے ہین ہزار ارمان پھر اوسپہ ہے حسرتونکی حسرت
کہان نکل جاؤن یا الٰہی مین دل کی وسعت سے تنگ ہو کر
جھجکی ذرا چشم جنگجو بھی نکل گئی دل کی آرزو بھی
بڑا مزا اوس ملاپ کا ہے جو صلح ہو جاے جنگ ہو کر
رہیگا خنجر پہ تیرے دھبا کہ تونے بیجرم اسکو مارا
یہ داغ کا خون ہے ستمگر چھٹے گا ہرگز نہ زنگ ہو کر

۱۲۱
۱۹

مرے ہی واسطے بیٹھا ہے پاسبان در پر
ملے جو راہ مین کہتے ہین آیئے گھر پر
گمان بگولے پہ تھا کچھ یقین صرصر پر
کسی نے خاک نہ ڈالی مرے مقدر پر
سُنا ہے ہم نے یہ آنا ہے موت کا آنا
الٰہی آئے نہ وہ وعدۂ مقرر پر
رُکا جو ہاتھ دم ذبح اوس ستمگر کا
نگاہ تیز سے چھریان لگائین خنجر پر
نہ رکھو حشر پہ موقوف داستان میری
کرو خدا کے لیے رحم اہل محشر پر
اُڑی ہے خاک زمانے مین جسقدر اب تک
جمی ہے آکے ہمارے دل مکدر پر
وہ چشم مست سیہ اور وہ پنجۂ مژگان
کہ جیسے ہاتھ کسی نازنین کا ساغر پر
نیاز و ناز دکھاتا ہے یہ نشیب و فراز
زمین ہے زیر قدم آسمان ہے سر پر

عجب نہین تپش داغ معصیت سے مرے
حباب آبلے بنجائین آپ کوثر پر

کرینگے خوب ہم آزردہ خاطر احباب
پڑے گا صبر کسی کا نہ جان مضطر پر

شب فراقین کانٹون پہ مین لٹادون اوسے
سلاؤن طالع خفتہ کو اپنے بستر پر

نگاہ ملتے ہی تلوار کا اوٹھایا ہاتھ
رکھین نہ تم نے کبھی چار انگلیان سر پر

ہمارے نالونسے اُٹھ اُٹھکے حشر چیخ اُٹھا
اخیر بیٹھ رہا تھک کے یار کے در پر

امید وصل ہو کیا ایک وعدۂ دیدار
اُسے بھی تو نے تو رکھا ہے روز محشر پر

کہان کرشمۂ برق جمال و طور کہان
پڑی تھی آہ کسی دل جلے کی پتھر پر

نہین ہے ہوش سے خالی ہماری بیہوشی
کہ بیخودی مین گرے ہم جو ایک ساغر پر

نفس نفس ہے غبار سیاہ کی صورت
پڑی ہے خاک کہان کی دل مکدر پر

فلک کرے بھی جو سامان عیش کو برباد
تو جام جم سے گرے آئینہ سکندر پر

اوبھر رہا ہے وہ دیوانہ داغ دربان سے
بپا ہے حشر کا ہنگامہ آپ کے در پر

۱۲۳ ۱۹

کوئی آئے اُس بزم سے کیا نکلکر
کہ رہ رہ گیا ہے مراد کر چلکر

کیا دلکا چورنگ غم نے مسلکر
کسی پھول کو دیکھ تتلی مین ملکر

وہ نازک کے جامہ سے باہر نکلکر
تھکے اسطرح جس طرح کوئی چلکر

رکھون کاٹکر ہاتھ قاصد کے دلپر
کہ اونسے کہین چار باتین سنبھلکر

مری تشنگی دیکھ کر روز محشر
چھلک جائیگا آب کوثر اوبلکر

محبت نے کی جب مری دستگیری
مقدر نے رو رو دیا ہاتھ ملکر

ہماری گواہی نہ دی حشر کے دن
ہوے کچھ ادھر کچھ اودھر لوگ ٹلکر

نہ اوٹھنے دیا دل نے اُس انجمن سے — کیا قصد سو بار زانو بدل کر
لکھا خط مین جب اُنکا القاب مینے — قلم حرف مطلب پہ آیا پھسل کر
مجھے شمع و بزم مین دلکو دیکھون — گری ہے کوئی شے بغل سے نکل کر
شب ہجر آخر ہوئی پر ہے اتنی — بنی خضر کی عمر یہ رات ڈہل کر
مرے دلکو باتون مین بھلا رکھا ہے — قیامت کرے گا یہ فتنہ مچل کر
ہوے ایک دیر و حرم کے مسافر — کچھ اس راہ چلکر کچھ اُس راہ چل کر
رہ عشق کی ٹھوکرین ہمسے پوچھو — کہ سنبھلے ہین گرکر گرے ہین سنبھل کر
مجھے یاد ہے اپنی صحرانوردی — گیا تھا گریبان سے پہلے نکل کر
یہ پوچھو شب ہجر کیونکر بسر کی — یہ کروٹ بدلکر وہ کروٹ بدل کر
شب ماہ کا لطف اے شیخ جب ہے — کہ ہالا بنے تیری پگڑی اوچھل کر
گنا ہونسے میرے یہ کافر فرشتے — کہ اعمال نامہ لکھا خط بدل کر

ہوئی بے اثر سرد مہری بتون کی
نہ ٹھنڈے ہوے حضرت داغ جل کر

عمر کیونکر نہ بسر کیجیے غافل ہوکر — کہ ملا ہے ہمین اک قطرۂ مے دل ہوکر
جب تڑپتے ہین یکھتے ہین اُسکی وہ مائل ہوکر — لوٹیے آپ بھی جی چاہتا ہے دل ہوکر
ہم وہ ہین گوش برآواز جمن چاہتے ہین — شور محشر بھی اوٹھے شور عنادل ہوکر
نہ کھلی ناخن تدبیر سے قسمت کی گرہ — ہمکو عقدہ بھی ملا ہاے تو مشکل ہوکر
صدقے اُس ابرو پر خم کے تمنا ہے یہی — حشر تک لوٹیے اس تیغ کے بسمل ہوکر
پاؤن اُٹھتا ہی نہین دشت بھی زندان ہے مجھے — جادۂ راہ لپٹتا ہے سلاسل ہوکر

لیگئی دل کو چرا کر تری دزدیدہ نگاہ
لٹگئے ہم تو رہ عشق مین غافل ہو کر
آگیا مفت کے چکر مین ازل سے ناحق
اے فلک تو مری تقدیر کے شامل ہو کر

۱۲۵ قدردان کوئی نہین اہل سخن کا اے داغ
۱۵ کیا کرین آہ کسی کام مین شامل ہو کر

بخار اچھا نکالا سوز دل نے چشم گریان پر
کہ ہر آنسو برنگ آبلہ ہے نوک مژگان پر
رہے تھے ایک جا پابند ہو کر کب یہ دیوانے
الٰہی گر پڑے بجلی کہین دیوار زندان پر
نمود صبح تک کیا جانے کیا کیا رنگ بدلیگی
ابھی سے بیکسی چھائی ہے میری شام ہجران پر
اوڑا اتنا نہ تو لطف خلش جاتا ہے اے وحشت
قدم ٹکنے نہین پاتا مرا خار بیابان پر
الٰہی خیر ہو بیڈھب جنون نے ہاتھ دوڑایا
کہ اک آفت ہے دامن پر قیامت ہے گریبان پر
ملے تھے لب ہی اُس لب سے کہ مارا تیغ ابرو نے
یہ ناکامی کہ مجکو موت آئی آب حیوان پر
ہجوم یاس و نومیدی و فور حسرت و ارمان
چڑھائی لشکر غم کی ہے اک جان بیارمان پر
یقین ہے مجکو ہونگے سب یہی انداز جنت کے
فرشتون کی نگاہین ہین تری مجلس کے سامان پر
وہ پیکان تشنۂ خون ہے جگر مین دم نہین باقی
غضب ہے مفلسی ثابت ہوئی جاتی ہے مہمان پر
نگاہ و غمزہ و ناز و ادا نے دلکو گھیرا ہے
کیا ان کافرون نے حملہ ہیچارے مسلمان پر
الٰہی آبرو رکھ لے مرے رشک مسیحا کی
اجل سے ساتھ جھگڑے ہو رہے ہین میرے درمان پر
کہان ہین داغ مے لے محتسب کچھ خیر ہے تجکو
ٹپک کر اشک خونی رہگئے ہین جیب و داماں پر
ملا تے خاک مین اس قالب خاکی کو اول ہی
اگر یہ جانتے ایسی جفائین ہونگی انسان پر
ملا لطف خلش پائے نگہ کو اسکا احسان ہے
لگائے جسنے کانٹے ہر طرف دیوار و زندان پر

۱۲۶ یہ خون دلبغیر ہرگز نہین تھمنے کا اے قاتل
۹ کہ اسکا حشر تک دھبا رہیگا تیرے دامان پر

ڈالے ہو کیون دوپٹے کا تم آنچل دوش پر
بار تھے پہلے ہی گیسوے مسلسل دوش پر

رسم ہمارا غیب دان ہے یہ کرامات کاتبین
رات دن تحریر کیا کرتے ہین مہمل دوش پر

پہلے اعمی تھین وہ زلفین اب ہوئین مار سیاہ
آئین اب زیر کمر رہتی تھین اول دوش پر

یہ نہ تھا آج بنے آپنے کھینچی تھی تیغ
جیسے گردن کو مری بھاری ہے بلبل دوش پر

شاخ گل پر پیچھے نظر کیجیے کہ سنبل کی طرف
دیکھیے اُسکی کمر یا زلف کا بل دوش پر

میرے سے ہم چلے بیہوش ہو کر اسطرح
ہاتھ مین رکھا خم مے اور بوتل دوش پر

کشتگان ابرو پر خم کی دلوا دو نیاز
ٹمنے رکھی ہے کمان جو اول اول دوش پر

پیچ کھا کر بے اُسکے عارض پر نور کی
جم گیا ہے نور گویا دو دو انگل دوش پر

۱۲۶
لیگئے ہین آج تو اے داغ وہ سینے سے دل
۱۱
سر سلامت آپ پائین گے نہین کل دوش پر

ہان دلمین خیال اور ہے وہان مد نظر اور
ہے حال طبیعت کا ادھر اور ادھر اور

ہر نقطے چتون تری اے شعبدہ گر اور
اکدم مین مزاج اور ہے اک پل مین نظر اور

ناکارہ و نادان کوئی مجھسا بھی نہو گا
آیا نہ بجز بے ہنری مجکو ہنر اور

دل دیکے لیا رنج والم ولے ری قسمت
ہم سمجھے تھے کچھ اور ہوا ہاے مگر اور

جیتا نہ بچے ایک بھی جانبر نہو کوئی
دو چار ستمگار رہون تیرے سے اگر اور

ہون پہلے ہی مین عشق مین غرقاب خجالت
کیون مجکو ڈبوتے ہین مرے دیدۂ تر اور

ٹھہرا ہے وہان مشورۂ قتل ہمارا
لو حضرت دل ایک سنو تازہ خبر اور

اور اور ہین آپ آپ ہین کیا آپسے نسبت
ہون لاکھ زمانے مین اگر رشک قمر اور

بھر بھر کے جو دیتے ہین وہ جام اور کسی کو
لے لیکے مزے پیتے ہین یان خون جگر اور

ہم جانتے ہین خوب تری طرز نگہ کو
ہے قہر کی آنکھ اور محبت کی نظر اور

۱۲۷
اے داغ مئے عشق سے کیا زہر کو نسبت
ہے اسمین اثر اور وہ رکھتا ہے اثر اور
۹

حیف شرمندہ نہین تو ستم آرا ہو کر
ہم پہ کرتا ہے ستم یار ہمارا ہو کر

یہ تمنا ہے شہید دنکو ترے اے قاتل
کہ یہ ہین قتل ہون ہم زندہ دوبارا ہو کر

جوش گریہ بھی تماشا ہے کہ میرے مژگان
روز ہین اشک فشان ایک ہزارا ہو کر

کل کچھ اقرار بھی تھا آج ہے بالکل انکار
مٹ گیا حیف ہے اتنا بھی سہارا ہو کر

دلکو جب رنج دیا تم نے یہ پھر جائے گا
کیا ہمارا نہین ہونیکا تمہارا ہو کر

خاک کس سوختہ جانکی ہے ترے کوچے مین
کہ ہر اک ذرہ جو اڑتا ہے شرارا ہو کر

بیمزہ عشق کا آغاز سے انجام ہوا
ناگوار اور دل نازک سے گوارا ہو کر

چھد گئی سوزن مژگان سے نقاب اُس رُخ کی
رہ گیا گر کبھی پردے مین اشارا ہو کر

۱۲۸
غیر کے سر مین وہ کرتے ہین جو کنگھی اپنی
رشک دل چیرتا ہے داغ کا آرا ہو کر
۱۱

رکھیے اب بہر عیادت نہ قدم گن گن کر
لے یہ رہا ہے یہ مریض آپکا دم گن گن کر

دے خوشی کے عوض اندوہ الم گن گن کر
لے شب وصل کے بدلے شب غم گن گن کر

یاد آتی ہے اگر اک نگہ لطف تری
بھول جاتا ہون ترے لاکھ ستم گن گن کر

چلتے ہین ساتھ جنازے کے جو چالیس قدم
تو نزاکت سے وہ رکھتے ہین قدم گن گن کر

پیچ تقدیر کے کیا کیا مجھے یاد آتے ہین
شب کو اُس کاکل پر پیچ کے خم گن گن کر

تنہا ہمین ہجر مین ایک ایک مہینا برسون
دن گذارے ہین ترے سر کی قسم گن گن کر

انگلیون پر جو ہوا کرتی ہے گنتی ہر روز
یاد کرتے ہین وہ انداز ستم گن گن کر

چارہی داغ دے تو نے فلک لالے کو
جو سخی ہین نہین دیتے ہین درم گن گن کر

دس کے دو کہتے ہین جب لیتے ہین بوسے اُنکے
بھول ہم ڈال دیا کرتے ہین کم گن گن کر

ابر گہرا نہین ہوتا ہے تو ہم فرقت مین
صبح کر دیتے ہین تارے شب غم گن گن کر

۱۲۹
ہمکو مطلب نہین دینار و درم سے اے داغ
شاد ہین داغ جگر عشق مین ہم گن گن کر

روتا ہے تجھ بغیر دل زار زار زار
اور کھینچتا ہے آہ شرربار بار بار

اے دل قمار عشق مین شاید ہو تیری جیت
پہلے نکال منھ سے نہ زنہار ہار ہار

بیمار عشق کا نہ کسی کو خدا کرے
عیسےٰ کو بھی رولاے یہ آزار زار زار

ہمکو اسیر کرکے جو صیاد لے چلا
کیا روے دیکھ کر سوے گلزار زار زار

بیڈھب ہے یہ خرام عجب کیا کرے اگر
دامان حشر کو تری رفتار تار تار

وہ گل اگر نہ پاس ہو وقت شناوری
ہو ہمکو موج قلزم زخار بار بار

۱۳۰
اب داغ سے علاقہ رہا کیا وہ کون ہے
اب تو ہوے ہین آپ کے اغیار یار یار

کیا ہے دیندار اوس صنم کو ہزار طوفان اوٹھا اوٹھا کر
لگائین وہ تمتمین کہ بولا خدا خدا کر خدا خدا کر

کہا نہ کچھ عرض مدعا پر وہ لے رہے دم کو مسکرا کر
سنا کیے حال چپکے چپکے نظر اوٹھائی نہ سر اوٹھا کر

نہ طور دیکھے نہ رنگ برسے غضب مین آیا ہون دل لگا کر

دگرنہ دیتا ہے دل زمانہ یہ آزما کر وہ آزما کر

تری محبت نے مار ڈالا ہزار ایذا سے مجھکو ظالم

رلا رلا کر گھلا گھلا کر جلا جلا کر مٹا مٹا کر

عجیب یہ تیرہ خاکدان ہے اسی کی ہے روشنی جہان ہے

فلک نے اختر بنا لیے ہین چراغ ہستی بجھا بجھا کر

جہان لگی آنکھ کچھ یو ہین سی وہین جبھی بچا نس سی جگر مین

کہ درد دل کی چمک نے کیا کیا دکھائے صدمے جگا جگا کر

تمھین تو ہو جو کہ خواب مین ہو تمھین تو ہو جو خیال مین ہو

کہان چلے آنکھ مین سما کر کدھر کو جاتے ہو دل مین آکر

ستم کے جو لذت آشنا ہون کرم سے بے لطف بے مزا ہون

جو تو وفا بھی کرے تو ظالم یہ ہو تقاضا کہ پھر جفا کر

خراب خانہ ہے یہ تو زاہد طلسم خانہ نہین جو ٹوٹے

کہ توبہ کرتی گئی ہے توبہ ابھی یہان سے شکست پاکر

جو ظلم کرنا تھا سر پہ میرے تو اور فتنے اوٹھائے ہوتے

اُٹھائی ہے تم نے تو قیامت رقیب کو بزم مین بٹھا کر

خیال مین سد راہ زندان نگاہ مین دیدۂ نگہبان

ہمیشہ ہاتھون مین تولتا ہون سلاسل اپنی اوٹھا اوٹھا کر

نگہ کو بیباکیان سکھاؤ حجاب شرم و حیا اوٹھاؤ

بھلا کے مارا تو خاک مارا لگاؤ چوٹین جتا جتا کر

نہ ہر بشر کا جمال ایسا نہ ہر فرشتے کا حال ایسا
کچھ اور سے اور ہو گیا تو مری نظر مین سما سما کر

یہ امتحان ہے کہ جو سخی ہین ہمیشہ محتاج تر وہی ہین
دعا نے میرے اثر دیا ہے تمام عالم کو ہاتھ اوٹھا کر

خدا کا ملنا بہت ہے آسان بتون کا ملنا ہے سخت مشکل
یقین نہین گر کسی کو ہمدم کوئی تو لائے اوسے منا کر

الٰہی قاصد کی خیر گذرے کہ آج کوچے سے فتنہ گر کے
صبا نکلتی ہے لڑکھڑا کر نسیم چلتی ہے تھرتھرا کر

رقیب اچھے یہ مانا مین نے برا مجھے تو نے دل سے جانا
بھلون سے کرتے ہین سب بھلائی کسی برے کا تو کچھ بھلا کر

فریب دلدار کا ہے احسان کہ ہم کو گردش سے باز رکھا
بچے ہزارون بلا دغن سے ہم نجات سکے اسکے دم مین آ کر

جناب سلطان عشق وہ ہین کہین جو لے داغ اک اشارہ
فرشتے حاضر ہون دست بستہ ادب سے گردن جھکا جھکا کر

رہے گی اک روز جان جا کر رہے نہین ہوش دل لگا کر
عدو سے کہتا ہون تنگ آ کر کہ تو مرے حق مین کچھ دعا کر

بچے گی یارون مین کوئی آ کر یہ توبہ زاہد خدا خدا کر
کہان کی عجلت ہے فیصلہ کر شتاب ناداں پلی پلا کر

طبیب کہتے ہین کچھ دوا کر حبیب کہتے ہین بس دعا کر

رقیب کہتے ہین التجا کر غضب مین آیا ہون دل لگا کر
یہین جب انصاف کچھ نہ دیکھا تو روز محشر کو خاک ہوگا
پٹک کے اعمال نامہ اپنا پھرون گا مشعل جلا جلا کر
غضب سے چین جبین پہ ہے یہ نقش دل کندۂ نگین ہے
لکیر دنیا نے کی نہین ہے جو صاف کر لو مٹا مٹا کر
جفا پھر ایجاد ہی نہو گی کسی کی فریاد ہی نہ ہو گی
فلک کی بنیاد ہی نہو گی کیا جب اک نالہ دل لگا کر
ہوئی ہے اب موت زندگانی کہان سے لاؤن تجھے جوانی
کہ روز کرتی ہے ناتوانی نحیف و کمزور مجھکو پا کر
تلاش تھی مجھکو نامہ بر کی خبر نہ تھی ہائے اس خبر کی
نہ پاؤن کی سدھ رہی نہ سر کی گئی ہے ایسی صبا سنا کر
تمام ہو خاک اپنا مطلب کہ یار پر قہر شوق ہے ڈھب
لکھا ہے اک حرف آرزو اب سو وہ بھی ہم نے مٹا مٹا کر
یہ جی مین یان ٹھن گئی ہے بالکل کہ حال دل کہیے بے تامل
غضب کیا کیون کیا تغافل گھٹا دیا حوصلہ بڑھا کر
وہ بدگمان نکتہ چین ہے بیڈھب کہین نہ قاصد ہو قتل یارب
اگرچہ لکھا ہے حرف مطلب ہزار پہلو بچا بچا کر
خدنگ دل دوز سے خدایا بچا نہ پہلو بہت بچایا
اگر جگر سے مین کھینچ لایا تو دل مین بیٹھا یہ گھر بنا کر

جو سوز الفت کے دل جلے ہین اونھین قیامت کے ولولے ہین

یہ تفتہ دل آپ سے چلے ہین بغل مین دوزخ دبا دبا کر

نگاہ در دیدہ پر شرارت اور اوسپہ درد حنا ہے آفت

مگر وہ عیار ہے قیامت کہ چور دین جسکو دل چرا کر

یہان نہو خیر جسم و جان کی بچے کہین جان اک جہان کی

ہوس رہے گی نہ امتحان کی اونھین مرا عشق آزما کر

ملا نہ کوئی بھی ایسا ہمدم جو دل کا ہو یا سبان شب غم

وہ بخت خفتہ نہین کہ اک دم ہم آپ سوئین جسے جگا کر

نثار اس طرز گفتگو پر نہین کہین داغ سا سخنور

ہنسا دیا ہے رولا رولا کر رولا دیا ہے ہنسا ہنسا کر

۱۳۲

۱۱

زہے تلاش کہ سرگرم جستجو ہو کر ملا ہون رنگ مین یرنگ اور بو مین بو ہو کر

تری گلی مین ترے دلکا نقش ہو کے رہا رقیب مٹ نہ گیا میری آبرو ہو کر

وہان کلیم سے وہ نازیان یہ دعوے ہین کبھی حجاب نہو ہم سے گفتگو ہو کر

نگاہ شوق نے کیا خواب مین نہین دیکھا نیا حجاب ہے پھپتے ہو روبرو ہو کر

نگہ نگہ سے ترے وار تھا کہ دل میرا مژہ مژہ سے ٹپکتا رہا لہو ہو کر

ذرا سی چھیڑ پہ جامے سے باہر آپ ہوئے یہ عیب ہے کہ نہو چین خو برو ہو کر

لگی ہے پنجہ مژگان مین خون دیسے حنا ہماری آنکھ ملی سب سے سرخرو ہو کر

سوال وصل پہ وہ گالیان ہی دین لیکن کوئی تو بات ٹھہر جاے گفتگو ہو کر

ہمارے جذب محبت کو دیکھنا قاتل کہ رہگیا ترا خنجر رگ گلو ہو کر

تیون کے خوف سے ڈر ڈر کے رہگیا ہون مین ہزار مرتبہ آمادۂ وضو ہو کر

۱۳۳ ہوا ہون مین بھی اب اے داغ اپنا دشمن آپ ۹
زمانہ دوست ہے اوسکا مرا عدو ہو کر

بزم اغیار کا ظاہر ہے اثر آنکھون پر مہربان آپکی خفت مرے سر آنکھون پر
دہن اوسکا مگر اوسکی نظر آتی نہ کبھی ہو اگر عینک خورشید و قمر آنکھون پر
گہ نظر جانب درگاہ نظر سوے فلک شب کو صدمے یہ رہے تا بہ سحر آنکھون پر
رحم آجائے دم ذبح نہ تجکو قاتل اپنے دامن کو بچھا دے مری تر آنکھون پر
ہو گیا باغ مین گلشن کو تماشا اُسکا چشم گل لب پہ تو نرگس کی نظر آنکھون پر
تیری زلفون پہ بلائین جو بلا گردان ہین فتنے قربان ہین اے شعبدہ گر آنکھون پر
مرتبہ دیکھنے والے کا ترے ایسا ہے کہ بٹھاتے ہین جسے اہل نظر آنکھون پر
صبح اُس فتنۂ محشر کو جو دیکھا ہم نے ایک آشوب رہا چار پہر آنکھون پر

۱۳۴ داغ کے دل کا تو کچھ بھید نہ پایا ہم نے ۱۷
ایک حسرت سی برستی ہے مگر آنکھون پر

دوستی کا ہو زمانے مین بھروسا کس پر تو مجھے چھوڑ چلا ہے دل شیدا کس پر
امتحان نالۂ دل کا تو دکھا دون لیکن یہ تو سمجھو کہ فلک ٹوٹ پڑے گا کس پر
یون تو معشوق گل و شمع بھی کھلاتے ہین دیکھنا یہ ہے کہ مرتا ہے زمانا کس پر
فتنہ پرداز و غاباز فسون گر عیار ہاے افسوس دل آیا بھی تو آیا کس پر
مجھ سے کہتے ہین نکالینگے ہمین کچھ تدبیر صاف کہدو کہ دل آیا ہے تمہارا کس پر
لیکے دل بھی نہ دیا بوسہ جو مانگا تو کہا کوئی سُنتا بھی ہے کرتے ہو تقاضا کس پر

غرق خون ہے مری مژگان بھی اوپر پیکان بھی
رنگ کھلتا ہے مگر دیکھئے اچھا کس پر

حور کے نازو ادا کو تو فرشتے سمجھین
خلد مین کھائینگے ہم آپ کا دھوکا کس پر

وہی قاتل وہی مخبر وہی منصف بھی ہے
اقرار امیرے کرین خون کا دعوا کس پر

اُسکی تصویر جو یوسف کے مقابل رکھدون
دیکھیے گرتے ہین پھر اہل تماشا کس پر

جو کیا مینے کیا کس نے ترے ساتھ سلوک
جو ہوا مجھپہ ہوا ہے ستم ایسا کس پر

دیدیا اُسکے مریضونکو خدا نے بھی جواب
آپ بھولے ہوے بیٹھے ہین مسیحا کس پر

سامنے غیر کے تم فتنہ مجھے کہتے ہو
چھائی جاتی ہے یہ دیکھو تو سراپا کس پر

کوئی گل باغ مین اُس غیرت گل سا تو نہین
آنکھ پڑتی ہے تری نرگس شہلا کس پر

جانب چرخ اشارہ لیسے بتایا اُس نے
جب کہا مینے مرا صبر پڑے گا کس پر

دل چرایا ہے مرا آپ بھری محفل مین
اور کہتے ہین کہ ہے شبہہ تمہارا کس پر

۱۳۵ داغ جاتے تو ہین مقتل مین پر اول سب سے ۱۶
دیکھیے وار کرے وہ ستم آرا کس پر

تنگ ہے دل وسعت دامان محشر دیکھکر
اے جنون ہم پاؤن پھیلاے ہین چادر دیکھکر

چلتے پھرتے بھولے بھٹکے بارہا پہنچے ہین ہم
ہاے ظالم غیر کے دلمین ترا گھر دیکھکر

حسرتین اترا رہی ہین آرزوئین شاد ہین
میری قسمت دیکھکر میرا مقدر دیکھکر

دشنۂ قاتل ہلال عید ہے اپنے لیے
ہم تو ملتے ہین گلے یارو نئے خنجر دیکھکر

لن ترانی سے غرض کیا حسن عالم سوز لو
ہم نظر آپہی چرا جاتے ہین اکثر دیکھکر

خشک ہوتی ہے زبان زاہد کی استغفار سے
منھ مین بھر آتا ہے پانی دامن تر دیکھکر

روز جا کر اُسکے کوچہ سے پلٹ آتے ہین ہم
دیدۂ حسرت سے پھرون جانب در دیکھکر

سنتے ہی نالہ مراد رہے گئے خنجر بکف
پھر سمجھکر سوچکر ڈر کر سنبھل کر دیکھکر

دید کے قابل ہے اے زاہد تماشا حشر کا
جائینگے جنت مین لیکن سیر دن بھر دیکھکر

وہ خوشی بھی دید کے قابل ہے جب ہوتا ہے شاد
مضطرب کو مضطرب مضطر کو مضطر دیکھکر

حضرت زاہد خدا کو آپ نے دیکھا نہین
بندگی کرتے ہین ہم اے بندہ پرور دیکھکر

کر سکے کیا لاگ اُنسے میری آہ ناتوان
جو نگاہین تیز ہو جاتی ہین خنجر دیکھکر

خوگر رنج و بلا ہون مجھکو کچھ پروا نہین
تمکو سناٹا گذر جائے گا محشر دیکھکر

دیکھنا یار و جگر کو رو رہا تھا اپنے مین
وہ لیے جاتا ہے کوئی دل ہکر دیکھکر

کیسے جلسے چھوڑ کر ہم آئے ہین اے اہل حشر
دل بھرے گا سیر سے دو چار محشر دیکھکر

(۱۳۶) سخت جانی سے بنے کیا داغ دیکھا چاہیے
آج لائے ہین وہ سو دو سو مین خنجر دیکھکر (۹)

ردیف زائی منقولہ

جو دکھا وُ بھی نہ دیکھون رخ پر حجاب ہرگز
یہ وہ آنکھ ہے کہ دیکھا نہین جینے خواب ہرگز

مری کثرت گنہ کی کوئی حد نہین رہی ہے
نہ غم عذاب مجکو نہ غم حساب ہرگز

مری آہ آتشین ہے کہ دماغ مہ جبین ہے
یہ بلند آسمان پر نہین آفتاب ہرگز

وہ ہے نیر مصحف رخ اگر اسکو دیکھ پائین
تو یہ کافر کتابی نہ چھوئین کتاب ہرگز

اگر آپ مول لیتے تو تمیز نشہ ہوتی
ملے مفت کی جو زاہد وہ نہین شراب ہرگز

نہ مزاج یار بدلا نہ مرا نصیب پلٹا
نہین اے فلک ہمیشہ تجھے انقلاب ہرگز

وہ اثر سے مین ڈرتا ہون یہ دعائین مانگتا ہون
کہ مری دعا الٰہی نہ ہو مستجاب ہرگز

یہ بجا کہ منع ہوگا رمضان مین آب و دانہ
یہ غضب کہ تیس دن تک نہ پیئین شراب ہرگز

کبھی داغ توبہ کی ہے کبھی پھر شراب پی ہے
نہ عذاب ہی سے ڈرا نہ ہمیں ثواب سے غرض

۱۳۷

ردیف سین مہملہ

۲۵

کیا ہیر و فرہاد خلق ہے سب جمع ہیں بسمل کے پاس
تنہا مرا قاتل رہا کوئی نہیں قاتل کے پاس

کیونکر دکھاؤں حال دل اُسکو بٹھا کر دل کے پاس
نخوت سے جو بائیں طرف بیٹھے نہ اس مائل کے پاس

کوسوں کی دوری یہ بھی ہے معشوق و عاشق میں مگر
لیلےٰ رہے محمل نشیں مجنوں رہے محمل کے پاس

نالہ ابھی نکلا نہیں لب سے کہ آ پہنچا اثر
جاتے ہیں ارباب کرم خود دوڑ کر سائل کے پاس

رہبر نے راہ عشق میں برسوں دیے چکر مجھے
ظالم سے جب پوچھا کہا اب آ گئے منزل کے پاس

میں اپنی آنکھیں ڈھانک لوں میں ہاتھ اپنے باندھ لوں
ڈرتے ہو کیوں آ کر سنو کچھ پردہ حائل کے پاس

پیر مغاں جو تجکو دے ایمان سے مجھکو بھی لے
زاہد تجھے لایا ہوں میں کس مرشد کامل کے پاس

بحر محبت جوش پر میں کیا کروں تو مشق ہوں
دم ٹوٹ جاتا ہے مرا آتا ہوں جب ساحل کے پاس

باہم ہیں یکجا رنگ ہو کر حسن و عشق
خال سویدا ہو مرا رخ پر تمہارے تل کے پاس

کب ناخن تدبیر سے کھلتی ہے قسمت کی گرہ
کیا کام ایسے ہاتھ کا اس عقدۂ مشکل کے پاس

ہاں آہ بوس ہم کہے دست ادب دامن سے دور
ہاں اے طپش جرات کہ ہوں اک حبس میں قاتل کے پاس

کیا ماتم حسرت کروں وہ شعلہ زن ہے داغ غم
جلکر بچھولے پڑ گئے جب ہاتھ آیا دل کے پاس

وہ جا کے بزم غیر میں کیا جانے کیا بنائینگے
فتنہ قیامت ہو گیا پہونچے جو اُس محفل کے پاس

مجنوں تری تقریر سے نالے نے کی ہیں شوخیاں
لیلےٰ کھڑی ہے منتظر کچھ دیر سے محمل کے پاس

کیا زیر تیغ امتحان خاموش ہے میری زبان
جنبش بھی چل نکلا جہاں دم بھر رہا قاتل کے پاس

دریاے الفت مین ملے کیا جانے آگے کیا ملا
چین جبین یار ہے جو موج ہے ساحل کے پاس

قربان جاؤن یاس کے یہ کیا ملی دنیا ملی
اک دولت جاوید ہے اک سلطنت ہے در کے پاس

چھینٹے دیے ہین قیس نے اشکون سے اپنے ہر طرف
اُوڑ کر غبار کاروان پہنچا ہے جب محمل کے پاس

غربت مین عادت ہوگئی صحرانوردی کی مجھے
کترا کے پھر جاتا ہون مین آتا ہون جب منزل کے پاس

بیٹھے تھے زلفین چھوڑ کر اک روز وہ بہر شکار
اُسدن سے ساری مچھلیان رہنے لگین ساحل کے پاس

ہے مجکو بعد امتحان کیون دم چرانے کا گمان
یہ دل سے اپنے دور رکھ رکھا نہین کچھ دل کے پاس

نالون کے ناوک ہین رواں آہون کے چلتے ہین خدنگ
ترکش مین قاتل کے نہین جو تیر ہین بسمل کے پاس

خط آگیا رخ پر ترے پر ہے نظر اپنی وہی
رہتا ہے ابتک پاسبان اس کشت بیحاصل کے پاس

دیکھی ہے اس بیتاب نے نور تجلی کی جھلک
برسون کیا ہے امتحان آئینہ رکھکر دل کے پاس

(۱۳۸) دیکھے ہین جس عشق کے ہمنے نرالے معجزے
موسیٰ کی جو مٹھی مین تھا وہ داغ کلادل کے پاس (۲۱)

ردیف شین معجمہ

وہ سمجھے کیا فلک کینہ خواہ کی گردش
اوٹھائی جسنے تمھاری نگاہ کی گردش

طریق عشق مین ہو راہ راہ کی گردش
کبھی کبھی کا سکون راہ گاہ کی گردش

بلا ہے قہر ہے چشم سیاہ کی گردش
کہ پھیرتی ہے چھری اُس نگاہ کی گردش

جو اُف کرون ابھی چکر ائین آسمان و زمین
بُری بلا ہے مری دود آہ کی گردش

شب فراق جو میرے ہی گرد پھرتی ہے
مگر شریک ہے بخت سیاہ کی گردش

بنا ہے یار کا ناصح پیام بر دیکھو
مرے لیے مرے اس خیر خواہ کی گردش

بلا سے جل کے دل سخت طوطیا ہوتا
کہ پیستی اُسے چشم سیاہ کی گردش

کبھی زمین پہ کبھی آسمان پہ تھی شب غم
رہے گی یاد مجھے برق آہ کی گردش

آتی دم مری آنکھوں مین پھیر کھا کے نہ آئے
کہ راہ رو کو قیامت ہے راہ کی گردش

اسی دور اہے مین اپنے تو پاؤن پھولے لگے
کہ برسون دیر سے تا خانقاہ کی گردش

کسی کو گردش کعبہ کسی کو گردش دیر
ہمین پسند تری جلوہ گاہ کی گردش

اوسے جو ڈھونڈھنے بیٹھے بٹھائے ملتا ہے
نہ یہ کہ خضر سے گم کردہ راہ کی گردش

اُٹھے نہ غیر کے پہلو سے آپ کیا جانین
کسی غریب خراب و تباہ کی گردش

وہ اور بھولکے یون میرے گھر چلے آئین
مگر نصیب سے لے آئی راہ کی گردش

حصول محفل رندان سے کیا ہوا انکو
مگر جناب مشیخت پناہ کی گردش

اگر یہی ہے نزاکت تو وقت نظارہ
نہ لے اوڑے تمھین دیکھو نگاہ کی گردش

یہ دل تو کیا ہے کہ طوف حرم کو جکر اے
مژہ کی جنبش و کاکل نگاہ کی گردش

جنھین فروغ ہے عالم مین وہ سرگردان
یہ دیکھو آئینہ سے مہر و ماہ کی گردش

زمین و چرخ کوئی دم مین ہین تہ و بالا
یہی رہی جو تمھاری نگاہ کی گردش

اشارے کرکے ملا غیر سے وہ روز حساب
مری نظر مین ہے چشم گواہ کی گردش

پھرینگے داغ نہ دہلی کے دن یقین مانو
نہین ہے چرخ مین دولاب چاہ کی گردش

۱۳۹

۱۵

مری موت خواب مین دیکھ کر ہوے خوب اپنی نظر سے خوش
اُنھین عید کی سی خوشی ہوئی رہے شام تلک وہ سحر سے خوش
کبھی شاد و رہم داغ سے کبھی آبلون کے گھر سے خوش
یہ بڑی خوشی کا مقام ہے غم ہجر یار ہے گھر سے خوش

اونھین بزم غیر مین تھا گمان کہ یہ سادہ لوح بہل گیا
مجھے خوف عزت و آبرو کہ رہا فقط اسی ڈر سے خوش

کہون وصف بادۂ ناب کیا نھین زاہد ایسی کوئی دوا
جو دماغ اسکی مہک سے تر تو مزاج اسکے اثر سے خوش

اگر آبلہ ہے بھرا ہوا تو ہر ایک داغ بسا ہوا
جنھین ہم نے سینے مین دی جگہ نہ وہ دلسے خوش نہ جگر سے خوش

وہی دوست ہین وہی آشنا وہی آسمان ہے وہی زمین
عجب اتفاق زمانہ ہے کہ بشر نھین ہے بشر سے خوش

مجھے چشم تر سے نھین گلہ مرے دل کا داغ مٹا دیا
کہ لیا ہے نور بصر اگر تو کیا ہے لخت جگر سے خوش

کبھی حال اہل عدم سنا تو اونھین یہ وہم سما گیا
کسی بے زبان کا تو ذکر کیا نہ رہے وہ اپنی کمر سے خوش

نہ ہو درد و آہ و غم و الم کبھی تنگ اپنے مقام سے
یہ ہو سر سے خوش وہ زبان سے خوش یہ ہو دلسے خوش وہ جگر سے خوش

یہ خوشا نصیب کہ یار نے مری موت غیر سے سن تو لی
یہ اگرچہ جھوٹ اوڑائی تھی وہ ہوا تو ایسی خبر سے خوش

وہ گلی ہو اور نظارہ ہو یہ نظر ہو اور اشارہ ہو
کبھی شاد جلوۂ بام سے کبھی سیر روزن در سے خوش

مجھے تجھ سے شکوہ ہے اے فلک کبھی تو نے میری خوشی نہ کی

کوئی یہ بھی کام مین کام ہے جو کبھی ہوا اہل ہنر سے خوش

دل و دین لیا جو رقیب سے تو مبارک آپ کو یہ خوشی
مجھے فائدہ مجھے نفع کیا کہ جو ہون پرائے ضرر سے خوش

وہ تو حوریان بہشت ہین کہ ہر اک فقیہ سے شاد ہون
یہ بتان ہند ہین زاہدو یہ حریص ہوتے ہین زر سے خوش

یہ سنا جو حضرت داغ نے کہ حضور کعبہ کو جائینگے ۱۴۰
یہی ذکر ہے یہی فکر ہے شب و روز عزم سفر سے خوش ۹

ردیف صاد مہملہ

یہ نہ کہیے کہ نہین کام کی حرص
اور جو کافر کو ہو اسلام کی حرص

ہم نے توبہ مین یہ لذت پائی
ہو گئی بادۂ گلفام کی حرص

اوس نگہ سے مجھے فتنے کی طمع
اوس دہن سے مجھے دشنام کی حرص

ہو گیا جان کا خواہان فاصد
لے نہ اتنا جو ہوا لغام کی حرص

ہاے ساقی کا تغافل مجھ سے
اور مجھ رند سے آشام کی حرص

فتنہ گردہ بھی ہوئی ہے مشہور
تھی قیامت کو ترے نام کی حرص

آنکھ پھرتی ہے تری لیل و نہار
ہے اسے گردش ایام کی حرص

مل گئی میری سیہ بختی مین
دیکھنا زلف سیہ فام کی حرص

غیر کے ڈھنگ اوڑا اے داغ ۱۴۱
ہے اگر راحت و آرام کی حرص ۹

ردیف ضاد معجمہ

آے وہ بیوفا یہان اُسکی بلا کو کیا غرض
جائے در قبول تک میری دعا کو کیا غرض

موت کو لے دلِ حزین اور بہانے ہین بہت
آئے جو اُسکے ہاتھ سے میری قضا کو کیا غرض

دعوی دین اگر کیا کہنے لگا وہ بت بجا
بخشدے آپکو خدا ایسی خدا کو کیا غرض

جبکہ ہو خانۂ رقیب خانۂ یار سے قریب
لائے جو میری راہ پر راہ نما کو کیا غرض

جوش ہے اب شباب کا خاتمہ ہے حجاب کا
اُس نگہ شریر سے شرم و حیا کو کیا غرض

اُسکی گلی سے آئے کیون نکہت زلف لائے کیون
مجکو صبا سے کیا امید مجھسے صبا کو کیا غرض

یہ تو مرا ہی کام ہے سجدے کرون تو مین کرون
کیون ترے پاؤن پر گرے زلف رسا کو کیا غرض

بعد فنا یقین ہے کہائیگا استخوان مرے
سایہ فگن ہو کس لیے بال ہما کو کیا غرض

(۱۴۴) ماتم داغ مین شریک ہو نہ اختیار سے
گھر سے تمھین بلائین کیون اہل عزا کو کیا غرض (۲۱)

ردیف طاے مہملہ

مین اور حرف شکوہ غلط اے صنم غلط
واللہ جھوٹ ہے یہ خدا کی قسم غلط

دیکھے ہزار آئینہ و جام عمر بھر
افسانۂ سکندر و احوال جم غلط

آتا ہے وہم لغزش مستانہ دیکھکر
پڑتے ہین نامہ بر کے ہزارون قدم غلط

معشوق کسطرح نہ کرم کے عوض ہون گرم
ہے اونکی سرنوشت مین لفظ کرم غلط

مطلب نکال لیتے ہین سب حرف حرف سے
پڑھتے ہین وہ صحیح جو کہتے ہین ہم غلط

تعریف حسن سُنکے وہ بولے بہت بجا
مضمون شوق پڑھکے کہا یکقلم غلط

سن سنکے عرض حال کی تکرار بار بار — کہنا کسی کا ناز سے وہ دمبدم غلط
مصحف نہین ہے نامۂ اعمال ہے مرا — یارب یہ ہے ہزار جگہ کم سے کم غلط
وہ نیم وعدہ کرتے ہی دلمین پلٹ گئے — آدھی قسم صحیح تھی آدھی قسم غلط
کل چھیڑ سے جو ہمنے کہا کیون ستم شعار — کہتے ہین یہ فسانۂ رنج والم غلط
کیا رسم وراہ غیر سے رکھتا نہین ہے تو — کیا جھوٹ ہے یقین ہمارا بھرم غلط
تجھسے امید ہو تو خدا سے ہو نا امید — کیا جانتے نہین ترے وعدے کو ہم غلط
کیا کوچۂ رقیب مین چھپ کر نہین گیا — ہوجائے گا سراغ نشان قدم غلط
مشہور کسکا نام ہے جھوٹا جہان مین — کھاتا ہے روز کون قسم پر قسم غلط
دیکھا ہے تجکو آخر شب پاس غیر کے — کہتے ہین خواب صبح کا ہوتا ہے کم غلط
ایسے ہی خوش گئے ہین ترے کشتۂ فراق — تڑپین گے تیری یاد مین اہل عدم غلط
اپنے ہی گھر کو آپ سمجھنا کہ ہے بہشت — اسکے سوا حکایت خلد وارم غلط
کہنا یہ نامہ بر سے مرے وہ تو مر گیا — جھوٹا ہے تو یہ نامہ غلط یہ رقم غلط
تجھسے یقین کینہ دجور وجفا بجا — چشم وفا وُ الفت ومہر وکرم غلط
بولے وہ داغ آپ ہین جھوٹون کے بادشاہ — معشوق سے حکایت جور وستم غلط

۱۳۴ حور وں سے ملیے خلد بریں کو سدھاریے — دنیا مین آپکا نہین ہونیکا غم غلط ۹

ردیف ظاے معجمہ

اغم جاوید ہے ہم سے محظوظ — اور ہم تیرے ستم سے محظوظ
دلمین رہتے ہین جو رہنے والے — کب ہوے خلد وارم سے محظوظ

کیون نہون چشم کرم کے مشتاق ہوتے ہین اہل کرم سے محظوظ
کیون نہ پس جاے قیامت ظالم فتنے ہین تیرے قدم سے محفوظ
نامہ بر تجھ سے وہ مسرور ہوے یا مری طرز رقم سے محظوظ
وائے تقدیر کہ مر کر بھی ہم نہوے سیر عدم سے محظوظ
نہ ملے وہ تو کہین بھی کیا خوب پھر ہون ہم دیر حرم سے محظوظ
وصل مین شاد ہون کیسا کیسا جو ہو جھوٹی بھی قسم سے محظوظ

۱۴۴ بیکسی مین ہے غنیمت اے داغ ۱۰
کیون نہون عشق کے غم سے محظوظ

قول و قسم کی شرط ملاقات کا لحاظ انسان کو ضرور ہے ہر بات کا لحاظ
تھوڑی سی پی ہی لی ہے بہت جھٹکنے کے بعد آہی گیا ہے پیر خرابات کا لحاظ
دامن جھٹک جھٹک کے چھڑایا ہزار بار تم کو ہوا نہ خاک مری بات کا لحاظ
اے شیخ یاد دوست مین ہون مست الست لازم ہے مجھسے رند خوش اوقات کا لحاظ
کل غیر کے بھی سامنے جھپکے گی تیری آنکھ دنکو مزا دکھائیگا اس رات کا لحاظ
دیکھو ادھر ادھر اوٹھاؤ نظر ہو چکی حیا کیا جانتا نہین کوئی اس گھات کا لحاظ
کل بھی خدا کے واسطے رکھنا خیال مین ان فتنون کی شرم مدارات کا لحاظ
اقرار بھی ہے وصل پر انکار بھی اونھین اس بات کا لحاظ نہ اس بات کا لحاظ
فریاد و نالہ شور و فغان شیون اشک آہ ساتون فلک بھی کرتے ہین اس بانکا لحاظ

۱۴۵ اے داغ میکدے مین گئے ہین جناب شیخ ۱۱
ٹوٹا ہے آج قبلۂ حاجات کا لحاظ

ردیف عین مہملہ

اس شوق کی نہین بتِ قاتل کو اطلاع — افسوس ہے کہ دل کی نہو دل کو اطلاع
سارے جہان کو گردش مجنون کی ہو خبر — لیکن نہو تو صاحب محمل کو اطلاع
مین ناتوان چلا ہون دبے پاؤن اسطرح — میری نہین ہے رہبر منزل کو اطلاع
صورت دکھا کے آئینے کو نام بھی بتاؤ — ہو جاے خوب مدمقابل کو اطلاع
جانکاہ عاشقون کو ہے یون ہجر کی خبر — جسطرح ہو خزان کی عنادل کو اطلاع
ہے آدمی کی پردہ غفلت سے زندگی — مرجاے گر ذرا بھی ہو غافل کو اطلاع
چھپتی ہے کب چھپائیسے اہل کرم کی شان — ہوتی ہے خود بخود دل سائل کو اطلاع
ہم تشنہ کام بزم سے اٹھ آے لاکھ بار — اسکی نہین ہے ساقیٔ محفل کو اطلاع
مرتا ہے کون عشق مین کسنے کیا ہے وار — قاتل کو اطلاع ہے نہ بسمل کو اطلاع
وہ پہلوے رقیب مین ہے مست بیخبر — دے اے فغان پکار کے غافل کو اطلاع
(۱۴۶) راز تو کب چھپک جبہ گئے ہین عدو کے گھر — اے داغ ہو گئی ہے مرے دل کو اطلاع (۹)

ردیف غین معجمہ

مانند گل ہین میرے جگر مین چراغ داغ — پروانے دیکھتے ہین تماشاے باغ داغ
کب تنگدل کے دلمین سماتا ہے داغ عشق — میدان حشر چاہیے بھر فراغ داغ
بھر جاے سوز دل کا مزہ آنکھ مین اگر — ہو مثل لالہ دیدۂ نرگس ایاغ داغ
گھر اہو داغ دل بدد اے ناخن جنون — لبریز خون سے رہے ہر دم ایاغ داغ

مرگ عدو سے آپ کے دلمین چھپا نہو — میرے جگر مین اب نہین ملتا سراغ داغ
دلمین قمر کے جیسے ملی ہے اُسے جگہ — اوسدن سے ہوگیا ہے فلک پر وماغ داغ
جائین جو لیکے داغ جنون وحشیان عشق — ہوجاے نام گلشن فردوس باغ داغ
تاریکئی لحد سے نہین دل جلے کو خوف — روشن رہیگا تا بقیامت چراغ داغ

(۱۴۷) مولا نے اپنے فضل و کرم سے بچالیا — رہتا وگرنہ ایک نہ مانیکو داغ داغ (۱۲)

ردیف فا

کیسی حیا و شرم طبیعت ہے برخلاف — بولے ہزار بار وہ مجھسے مگر خلاف
باہم تمھارے عشق مین یہ پھوٹ پڑگئی — آنکھون سے دل خلاف ہے دلسے جگر خلاف
کشتی نہو تباہ کسی نامراد کی — چلتی ہے آج صبح سے باد سحر خلاف
مجکو گمان تھا کہ ملے گا رقیب سے — یہ اتفاق ہے کہ ہوا نامہ بر خلاف
بے مہر تیرے جور سے سُنے بھلا دیے — کس درجہ برخلاف ہے دل کس قدر خلاف
افسوس کچھ نباہ کی صورت نہین رہی — قسمت ادھر خلاف طبیعت اودھر خلاف
تجویز چارہ گر نے تو کی ہے دوائے عشق — یارب مرے مزاج کے ہو بیشتر خلاف
اس سے زیادہ اور معلم نہین کوئی — ہے خوش نصیب جس سے زمانہ ہو برخلاف
مجھ سے مری نگاہ پھری دیکھنا اثر — دیکھی تھی آج مینے کسی کی نظر خلاف
کیا شعبدے اُٹھائینگی یہ بدگمانیان — لکھے ہین مینے اونکو گلے سر بسر خلاف
ایسا نہو کہ مجھ سے بگڑ جاے راہ مین — سب سے مرا طریق ہے اے راہبر خلاف

(۱۴۸) اے داغ زندگی کی توقع ہو کسطرح — قسمت خراب سخت مرض چارہ گر خلاف (۹)

کیون نہین تم مجھ سے میری جان صاف
چاہیے انسان سے انسان صاف

موت کی صورت نظر آئی مجھے
ہے جو تیرے تیر کا پیکان صاف

چھٹ گئی سب بھیڑ مشتاقونکی آج
کر دیا سفاک نے میدان صاف

کینہ جو اک صاف باطن تو نہین
ہین ترے محفل مین سب سامان صاف

خط نہ دیکھا مصحف رخ پر ترے
یہ نظر آیا عجب قرآن صاف

اُنکے گھر مین مجمع اغیار تھا
ہم یہ سمجھے تھے کہ ہے میدان صاف

خانہ دل کی صفائی ہو گئی
پھر نہین مجھ سے مرا مہمان صاف

اسکے ہاتھون خاک مین ملجائین گے
دل کدورت سے نہین اک آن صاف

۱۴۹ مشغلہ ہے یہ جناب داغ کا ۱۵
ہو رہا ہے آج کل دیوان صاف

دیکھا نہ ہم نے رشک سے اغیار کیطرف
مُنھ پھیر بیٹھے بزم مین دیوار کیطرف

اے دل خوشا وہ دل جو پھرے یار کیطرف
دونون جہان ہین لیسے طرفدار کیطرف

وہ دیکھتے ہین بزم مین اغیار کی طرف
مین دیکھتا ہون چرخ ستمگار کی طرف

سیل سرشک اپنے ہی گھر مین بہائینگے
کیون جائے یہ بلا تری دیوار کی طرف

بیٹھے بٹھائے آئی جو شامت کیا علاج
دل نے کہا کہ آو چلین یار کی طرف

شوخی سے دیکھنا نہین آتا ابھی اُنھین
غرفے سے جھانک لیتے ہین بازار کی طرف

جادو کیا رقیب پر اوس نے تو کیا کیا
دیکھو تم اپنی چشم فسون کار کی طرف

بیکس رہینگے حشر مین کب مجرمان عشق
رحمت کہے گی ہم ہین گنہگار کی طرف

چاہی تھی داد ہم نے دل صاف کی مگر
آئینہ ہو گیا ترے رخسار کی طرف

تصویر کو بھی اُسکی یہانتک غرور ہے | دیکھے کبھی نہ طالب دیدار کی طرف
تقصیر میفروش کی اے محتسب نہین | یہ چیز اُڑکے جاتی ہے میخوار کی طرف
آتا نہین قریب کوئی دور دور سے | اڈھتی ہین اونگلیان ترے بیمار کی طرف
بولے وہ آپ کیسے بنے ہین حمایتی | یہ کہکے جھک پڑے مرے غمخوار کی طرف
چلتے نہین وہ شرم سے نیچی نظر کیے | آنکھین لگین ہین شوخی رفتار کی طرف
۱۵۰ دی جان کس خوشی سے تیغ داغ نے | لب پر تبسم اور نظر یار کی طرف ۱۱

ردیف قاف

غم اوٹھانے کے ہین ہزار طریق | کہ زمانے کے ہین ہزار طریق
غیر کے ذکر پر نہین موقوف | جی جلانے کے ہین ہزار طریق
نہین خالی تسلیان اونکی | آزمانے کے ہین ہزار طریق
مہربانی کی ایک راہ تو ہو | گرستانے کے ہین ہزار طریق
خواب مین تمکو کس نے روکا ہے | آنے جانے کے ہین ہزار طریق
دل مین آیا ہزار راہ سے غم | اس ٹھکانے کے ہین ہزار طریق
اونکو سو سو بہانے آتے ہین | ہر بہانے کے ہین ہزار طریق
جان سے جائینگے ہم لے دربان | قیدخانے کے ہین ہزار طریق
دی ہے مے اوس نے غیر کو جھوٹی | مُنھ لگانے کے ہین ہزار طریق
ابھی کم سن ہو تم نہین واقف | دل دکھانے کے ہین ہزار طریق
۱۵۱ داغ اب فاقہ مست بن بیٹھے | مانگ کھانے کے ہین ہزار طریق ۱۱

ردیف کاف تازی

دعا مانگے دل غمگین کہان تک
کہون مین دمبدم آمین کہان تک

مسلمانون سے بغض و کین کہانتک
کہانتک اے بت بیدین کہان تک

ترے بیمار کو آتی نہین موت
پڑھے جائے کوئی یٰسین کہان تک

تڑپنے دو ابھی مین بھی تو دیکھون
وہ دیتے ہین مجھے تسکین کہان تک

مجھے چھوڑین خدا پر دوست میرے
یہ ہنگامہ سر بالین کہان تک

خدا اوس بت کی باتون کا ہے مشتاق
گیا شور لب شیرین کہان تک

مرا منھ تھک گیا شکر جفا سے
کرون مین آفرین تحسین کہان تک

پریشانی سیہ بختون کی دیکھو
بنے گا طرۂ مشکین کہان تک

تصور مین عدو کے تم ہو بیدار
سناؤن قصۂ رنگین کہان تک

بجا ہے عشق مین بے صبر مین ہون
رہے گی آپ کی تمکین کہان تک

رہے گا مصطفےٰ آباد مین داغ
غریب و عاجز و مسکین کہان تک

۱۵۲ ۹

جا سکے جو نہ آپ کے در تک
جائے وہ دادخواہ محشر تک

دل کا آئینہ خوب صاف کیا
اور ہمنے مٹائے جوہر تک

پہنچا ناسور سینہ تا بہ جگر
ہم نے پہنچایا چور کو گھر تک

ہجر مین یون بھی تو ہوا نہ وصال
پھیر دیکھے گلے پہ خنجر تک

نور ہے اور حرام ناز ترا
یہی فتنہ بہت ہے محشر تک

آتش تو بہ سوز خاک لگے | آنچ آئے نہ دامن تر تک
کیا ٹھکانا ہے اس کدورت کا | خاک اوڑتی ہے دیدۂ تر تک
مینے جب غیر کا سلام لیا | ہاتھ آ آ کے رہگیا سر تک

۱۵۳ کوئی ملتا ہے داغ دل اے داغ ۱۳
یہ جلے گا چراغ محشر تک

ساقیا ابر ہے دے جام شتاب ایک پر ایک | آج محفل مین گرے مست شراب ایک پر ایک
ہے ترے عشق مین سرگرم عتاب ایک پر ایک | اور کھینچے ہوے شمشیر پر آب ایک پر ایک
گل بازی ہے حسینون مین مرا افسانہ | پھینک دیتا ہے محبت کی کتاب ایک پر ایک
جوش پر ہے جو ترا حسن تو اے پردہ نشین | زور کرتا ہے غضب بند نقاب ایک پر ایک
توڑ اسطرح سے اے نالۂ دل ساتون فلک | کہ گرین ٹوٹ کے یہ خانہ خراب ایک پر ایک
تہ و بالا جو کیا وان بھی نگاہون نے تری | تو پڑا ہوگا یہان روز حساب ایک پر ایک
گر سُنے بزم طرب مین مرے آہنگ فغان | چھیڑ کے بولے نہ کبھی تار رباب ایک پر ایک
دلکو سو داغ نہ دو جان کو سو رنج نہ دو | منصفی شرط ہے لازم ہے عذاب ایک پر ایک
کبھی پورا نہوا تیری جفاؤن کا شمار | ہم بڑھاتے ہی گئے وقت حساب ایک پر ایک
لب جو سیر کو آیا ہے جو وہ بحر جمال | ڈولتا پڑتا ہے تماشے کو حباب ایک پر ایک
جور پر جور غضب پر بھی غضب ظلم پہ ظلم | بل بے قہر ایک پر ایک اُف عتاب ایک پر ایک
یاد آتی ہے اونھین دمبدم اک بات نئی | روز آتا ہے مرے خط کا جواب ایک ایک

۱۵۴ جب کبھی داغ کیا ہم نے سوال بوسہ ۹
سیکڑون اُسنے دیے سخت جواب ایک پر ایک

کتاب عشق کے اُلٹے ورق اول سے آخر تک
مگر سمجھے نہ ہم اسکا سبق اول سے آخر تک

بُری ہے ابتدا بھی انتہا بھی تیری اُلفت کی
کہ اسمین ہین غم و رنج و قلق اول سے آخر تک

کبھی ہے عرش اعلیٰ پر کبھی تحت الثری مین ہے
کہلے ہین شیخ پر چودہ طبق اول سے آخر تک

مئے انگور تجھے مین تجھے دیتا ہون اے زاہد
رہیگا تیرے یکسان یہ عرق اول سے آخر تک

ہزارون دوست و دشمن بزم مین اُسکی رہے لیکن
رہا اک شکل پر یون نظم و نسق اول سے آخر تک

ازل سے تا ابد پائی نہ راحت اس جراحت نے
رہا ہم بسملون کا سینہ شق اول سے آخر تک

بہار عارض گلگوں سے تیری اُسکو کیا نسبت
نہین اک رنگ پر رہتی شفق اول سے آخر تک

بغیر کوشش نہ ملتی کسکو ملتی عشق کی دولت
نہین تھا کوئی اسکا مستحق اول سے آخر تک

۱۵۵ لکھون اُسکو جواب مراسلہ کیا مین سخت حیران ہون
لکھے ہین خط مین مضمون ادق اول سے آخر تک ۱۳

ردیف کاف فارسی

کیون نہ جہانمین ہو عیان عیب و ہنر الگ الگ
دیکھتے ہین بچشم غور اہل نظر الگ الگ

اُسکی تلاش مین مگر ایک کا ہیگا ایک رقیب
پھرتے ہین روز و شب جو یون شمس و قمر الگ الگ

راہ مین اُنکو وہم تھا کوئی نہ بدگمان ہو
آئے نہ ساتھ ساتھ وہ مجھسے مگر الگ الگ

تیغ نگاہ یار کو دیتے ہین ہر گھڑی دعا
پارۂ دل جدا جدا لخت جگر الگ الگ

روح فزا اکسیکو ہے روح گزا اکسیکو ہے
بادۂ عشق نے کیا اپنا اثر الگ الگ

کسکا یقین کیجیے کسکا یقین نہ کیجیے
لائے ہین اُسکی بزم سے یار خبر الگ الگ

صبح شب وصال مین پاؤن نیر اُنکے گر پڑا
کہنے لگے وہ ناز سے وقت سحر الگ الگ

مین ہون ادھر تو اودھر مین ہون یہان تو وہ وہان
رہتے ہین مجھسے دور دور آٹھ پہر الگ الگ

ہوتے ہین کیونکر اک جگہ یہ عجب اتفاق ہے
جاتے ہین جانب عدم یا نسے بشر الگ الگ

رنج فراق یار بھی صدمہ روزگار بھی
ایک دل اور اتنے غم چاہیے گھر الگ الگ

غوث کا مرتبہ کیا تو نے قتیل تیغ کا
کٹکے گرے ہین دست و پا سینہ و سر الگ الگ

انکو یہ وہم ہے کہین ایک سے ایک مل نجائے
لوگ بہت ہین بزم مین سب ہین مگر الگ الگ

۱۵۶ حشر کو اُسنے چن لیے داغ گناہگار عشق
تار گئی ہزار من اُسکی نظر الگ الگ ۱۷

ردیف لام

مجھسا نہ دے زمانہ کو پروردگار دل
آشفتہ دل فریفتہ دل بیقرار دل

ہر بار مانگتی ہے نیا چشم یار دل
اک دل کے کسطرح سے بناؤن ہزار دل

مشہور ہو گئی ہے زیارت شہید کی
خون گشتہ آرزو کا بنا ہے مزار دل

یہ صید گاہ عشق ہے ٹھہر اے نگاہ
صیاد مضطرب سے نہو گا شکار دل

طوفان نوح بھی ہو تو ملجا ے خاکمین
اللہ رے غبار ترا پر غبار دل

پوچھا جو اوسنے طالب روزجزا ہے کون
نکلا مری زبان سے بے اختیار دل

کرتے ہو عہد وصل تو اتنا رہے خیال
پیمان سے زیادہ ہے ناپائدار دل

تاثیر عشق یہ ہے ترے عہد حسن مین
مٹی کا بھی بنائین تو ہو بیقرار دل

اسکی تلاش ہے کہ نظر آئے آرزو
ظالم نے روز چاک کیے ہین ہزار دل

عالم ہوا تمام رہا اسکو شوق حور
برسا دے آسمان سے پروردگار دل

پہلے پہل کی چاہ کا کیجیے نہ امتحان
آنا تو سیکھ لے ابھی دو چار بار دل

نکلے مری بغل سے وہ ایسے تڑپکے ساتھ
یاد آگیا وہین مجھے بے اختیار دل

اے عندلیب تجھکو لگی کب ہوائے عشق
کلیونکی طرح تجھ مین نہ پھوٹے ہزار دل

عاشق ہوے وہ جیسے عدو پر یہ حال ہے
رکھ رکھ کے ہاتھ دیکھتے ہین بار بار دل

اوسنے کہا ہے صبر پڑیگا رقیب کا
لے اور بیقرار ہو لے بیقرار دل

بیتاب ہو کے بزم سے اوسکی اُٹھا دیا
غافل ہو نہین مگر ہے بہت ہوشیار دل

۱۵۷

مشہور ہین سکندر و جم کی نشانیان
اے داغ چھوڑ جائین گے ہم یادگار دل

۲۰

ہوا زمانۂ پیری عذاب مین داخل
جوان تھے تو جوانی تھی خواب مین داخل

پڑھی نماز جنازے کی میرے قاتل نے
گناہ کر کے ہوا ہے ثواب مین داخل

غلط رہا ہے وہی ابتدا سے آخر تک
ہوئی ہے دلکی رقم جس حساب مین داخل

کسی نے دست تسلی سے ایسی چٹکی لی
سکون دل بھی ہوا اضطراب مین داخل

بہت ہے ناز تمھین خال مصحف رُخ پر
مگر یہ نکتہ نہین انتخاب مین داخل

ہوا یہ شرم معاصی سے پانی پانی مین
تمام خلق عناصر ہین آب مین داخل

رقیب کو مرے آگے پلائی مے ساقی
کیا نہ زہر ذرا سا شراب مین داخل

ہتون کا روئے کتابی ہوا ہے کیون مقبول
خدا کا نام نہین اس کتاب مین داخل

وہ لطف خاص ترا جس سے جان پر بنجائے
نہ کہین ستم بے حساب مین داخل

اگر نہین مئے و مینا و ساقی و معشوق
بہشت بھی ہے جہان خراب مین داخل

یہ رشک مانع توبہ ہوا ہے اے زاہد
بُرے بھلے ہین سبھی اس ثواب مین داخل

دکھا کے منھ جو چھپاتے ہو کوئی چھپتا ہی
نگاہ شوق رہے گی نقاب مین داخل

کسے مجال جو دیکھے وہ حسن عالم سوز
دہان ہے برق تجلی حجاب مین داخل

مقام اہل خرابات اور ہے زاہد
نہین یہ لوگ جہان خراب مین داخل

یہان ادائے خموشی کو ہم جفا سمجھے
وہان جواب نہ دینا جواب مین داخل

زمانہ بخت جوان لائیگا کہان تجھسا
کہین ہوئی بھی ہے پیری شباب مین داخل

وہ لطف تو سن عمر رفتہ کے کیا جانے
ہوا ہے پاؤن خضر کا جواب مین داخل

دوبارہ ہمکو کبھی بھول کر نہ لکھنا خط
یہ شرط ہے مرے خط کے جواب مین داخل

غش آگیا جو مجھے راحت اُسکو وہ سمجھے
ہوئی ہے بیخودی شوق خواب مین داخل

۱۵۸ گئے تھے داغ تلاش صنم مین کعبے کو
۱۴ خدا نے مفت کیا ہے ثواب مین داخل

کیون کہکے دل کا حال کرین ہائے ہائے دل
اچھی کہی کہ ہم سے کہو ما جرائے دل

افسوس مین نے روز ازل یہ نہ کہدیا
دے مجھکو سب جہان کی نعمت سوائے دل

گھبرا کے بزم ناز سے آخر وہ اُٹھ گئے
سُن سُن کے ہائے ہائے جگر ہائے ہائے دل

بہر عیادت آج وہ آکر یہ کہہ گئے
ہو زندگی عزیز جسے کیون لگائے دل

رہتا ہے دم خفا مرے سینے مین ہر گھڑی
روٹھے ہوئے کو ہائے کہانتک منائے دل

یہ دلربا ہے اب اسے لیکر نہال ہون
پہروا نہین رہی ہمین جاتا ہے جائے دل

کیا اب بھی مشق ظلم کے ارمان رہگئے
ایک ایک دن مین تو نے ہزارون ستائے دل

آئینہ جان کر اونھین اغماض ہوگیا
یہ کیا کیا بُرا ہو ترا اے صفائے دل

شکوہ کیا کہ شکر کیا تیرا بار بار
تھم تھم کے نرم نرم کچھ آئی صدائے دل

پایا نہ اُس گلی مین دل اپنا کسی جگہ
یون ہم گرے پڑے تو بہت ڈھونڈھلائے دل

تعریف انکی ہوتی ہے کیون میرے روبرو
تم چاہتی ہو یہ کہ رقیبون پہ آئے دل

جور سپہر و ظلم تبان سہ گئے بہت | رستم وہی ہے جسنے اُٹھائی جفائے دل
ایسا بناؤن ٹھیک کہ یہ یاد ہی کرے | ابکی کسی طرح مرے قابو مین آئے دل
۱۵۹ کہتے نہ تھے وہ سُنکے پر ارمان جائینگے | اے داغ اُنسے اور کہو ماجرائے دل ۱۱

ردیف میم

چھک گئے ہین آج اک ساغر سے ہم | ہاتھ دھو بیٹھے مئے کوثر سے ہم
تبکدے مین جاکے اُس بت کا پتا | پوچھتے پھرتے ہین ہر پتھر سے ہم
قصد صحرا ہے دل ویران کے ساتھ | اک بیابان لیچلے ہین گھر سے ہم
جب رگ جان سے کمی کرتا ہے خون | چھیڑ دیتے ہین اُسے نشتر سے ہم
تیر تیرا بڑھکے مژگان سے نہین | کچھ کھٹکتے ہین اسی نشتر سے ہم
کسقدر گٹتی ہے راہ شوق جلد | تیز چلتے ہین ترے خنجر سے ہم
کیا کہین کس سے کہین کس کے لیے | پھرتے ہین چارون طرف مضطر سے ہم
حضرت واعظ نے جو چاہا کہا | پر نہ بولے کچھ خدا کے ڈر سے ہم
دل جو اپنا ہم نے مانگا تو کہا | کیا چرالائے تمھارے گھر سے ہم
ہمسری تجھ سے کرے گر آسمان | صدقہ کر ڈالین ترے سر پر سے ہم
۱۶۰ وہ ستمگر روبرو ہوگا تو داغ | کیا کہین گے داور محشر سے ہم ۹

ڈرتے ہین چشم و زلف نگاہ و ادا سے ہم | ہر دم پناہ مانگتے ہین ہر بلا سے ہم
معشوق جاے حور ملے بجاے آب | محشر مین دو سوال کرینگے خدا سے ہم

گر تو کسی بہانے سے آجاے وقت نزع
ظالم کرین ہزار بہانے قضا سے ہم

گو حال دل چھپاتے ہین پر اسکو کیا کرین
آتے ہین خود بخود نظر اک مبتلا سے ہم

نا چار اختیار کیا شیوۂ رقیب
کچھ بیحیا ہے خوب ہین گذرے حیا سے ہم

مانگی نہو گی خضر نے یون عمر جاودان
کیا اپنی موت مانگتے ہین التجا سے ہم

دیکھین تو پہلے کون مٹے اُسکی راہ مین
بیٹھے ہین شرط باندھ کے ہر نقش پا سے ہم

مجبور اپنے شیوۂ شرم وحیا سے تم
نا چار اضطراب دل مبتلا سے ہم

۱۶۱ یہ آرزو ہے آنکھ مین سرمہ لگائین گے
۹ اے داغ خاک پاے رسول خدا سے ہم

شب وصال نہ پتلے بنو حیا کے تم
جفا کے تمسے گلے ہم کرین وفا کے تم

کوئی خوشی تو ہوئی ہے کہ ہنستے آتے ہو
گئے تھے کیا کسی مردے پہ آشنا کے تم

مزا ہو حشر مین دونون ہون ایکبار طلب
ہمارے ساتھ چلو سامنے خدا کے تم

کسی طرح نہین ٹلتے بغیر دل کے لیے
یہ ڈھنگ سیکھ گئے کیسکی التجا کے تم

مجھے جو ناز ہوا اپنی بیگناہی پر
کہا اونھون نے سزاوار ہو سزا کے تم

مری زبان جلائے سے کیا جلے گا اثر
کہ جانتے ہی نہین ہتکنڈے دعا کے تم

کیا جو شکوہ عزیزون نے میرے قاتل سے
کہا اونھون نے کہ قائل نہین قضا کے تم

کہین نہ حضرت دل ہم سے تم دغا کرنا
ہمارے دوست پرانے ہو ابتدا کے تم

۱۶۲ تمھارے شعر مین گرمی ہے کس قیامتکی
۱۹ جلے ہوے ہو مگر داغ انتہا کے تم

ردیف نون

بیکسی صدمۂ ہجران کی مجھے تاب نہین
کاش دشمن ہی چلے آئین جو احباب نہین

تیر مین بھی نہ بجھی آتش غم وائے نصیب
ہم جہان دفن ہین وان زیر زمین آب نہین

بخت بیدار نہ دیدۂ درمان یارب
چشم مشتاق کی تقدیر مین کیون خواب نہین

تجکو اے بخت سیہ آگ لگا کر دیکھون
شب ہجران مین اگر جلوۂ مہتاب نہین

جام کوثر اوسی میکش کو ملے گا زاہد
بول اوٹھا جو کوئی ہمکو مئے ناب نہین

چٹپٹی تھمتی ہے کوئی نالہ کوئی رکتا ہے
چارہ گر ناخن وحشت ہے یہ مضراب نہین

اب لفافہ بھی نہین خط کاغذ کی قدرت
پہلے اتنی ہی شکایت تھی کہ القاب نہین

وان یہ ٹھہری ہے کہ اسکو بھی نظر مین کیجے
اب جو ٹھہرے تو ہمارا دل بیتاب نہین

دیکھ بتخانے مین تصویر کا عالم اے شیخ
یان مصلا نہین منبر نہین محراب نہین

آنکھ لگتی ہے تو کہتے ہین کہ نیند آتی ہے
آنکھ اپنی جو لگی چین نہین خواب نہین

راز دل کس سے کہون حضرت ناصح کیسے
جو مرے دوست ہین کیا غیر کے احباب نہین

نامہ بر مجھ سے یہ کہتا ہے کہ تم تو کیا ہو
بادشہ بھی تو وہان قابل القاب نہین

نہ ملے مجکو مرے حال پہ رونے والے
عیش کیسا کہ یہان غم کے بھی اسباب نہین

مجھسے بیتاب کی میت پہ ملین کیون کافور
کیا میسر مرے احباب کو سیماب نہین

جستجو چاہیے گو خون جگر ہی ملجائے
رزق انسان کا کم یاب ہے نایاب نہین

پوچھتے کیا ہو کہ دیکھا شب وعدہ کیا کیا
تمسے تعبیر بن آئے وہ مرا خواب نہین

موت اب کوچۂ قاتل مین کھڑی رہتی ہے
یہ بھی قسمت کہ تری اے دل بیتاب نہین

طعنے دینے کو محبت مین برا کہنے کو
کونسے روز یہان مجمع احباب نہین

۱۶۲ حال دل جس سے کہا اسنے کہا بس خاموش
داغ اس درد کے سننے کی ہمین تاب نہین ۱۶

کیا کیا فریب دلکو دیے اضطراب مین
اُنکی طرف سے آپ لکھے خط جواب مین

شوخی نے تمکو ڈال دیا اضطراب مین
کچھ تمکنت کا لطف نہ دیکھا شباب مین

ہے پائدار رشتۂ عمر مسیح سے
میرا بھی تار جیب لگا نا نقاب مین

کچھ شان مغفرت سے نہین دور زاہدو
ڈوبین گناہ بادہ کشونکے شراب مین

کیا جانین کیا سکھائینگے اونکو صلاح کار
ہر روز گفتگو ہے نئی میرے باب مین

اے اہل حشر جمع ہین یان ہر طرح کے لوگ
دو کچھ صلاح مجکو طبیعت کے باب مین

حوروں کا انتظار کرے کون حشر تک
مٹی کی بھی ملے تو روا ہے شباب مین

پیر مغان کی دل شکنی کا رہا خیال
داخل ہوا ہون توبہ سے پہلے ثواب مین

ہر وقت انتظار طلب مین ہین مستعد
رہتا ہے ایک پاؤن ہمارا رکاب مین

گر وہ نہ آئین گے تو اجل آئیگی ضرور
تسکین ملی ہوئی ہے مرے اضطراب مین

جی چاہتا ہے چھیڑ کے ہون اُس سے ہمکلام
کچھ تو لگے گی دیر سوال و جواب مین

دنیا کی باز پرس سے ابتک نہین نجات
اوجھا ہوا ہون حشر کے دن بھی حساب مین

کوئی گلہ کرے گا نہ غصے کی بات کا
کہنا ہو جو کسی کو دکھ لو عتاب مین

رکھنا قدم تصور جانان سنبھال کر
کائی ہے جا بجا مری چشم پر آب مین

ملے شیخ جو بتائے مے عشق کو حرام
ایسے کے دو لگائے بھگو کر شراب مین

اے داغ کوئی مجھ سا نہوگا گنہگار
ہے معصیت سے میرے جہنم عذاب مین

۱۶۴ ۱۱

سوز و گداز عشق کا لذت چشیدہ ہون
مانند آبلہ ہمہ تن آبدیدہ ہون

سرو سہی ہون اور نہ شاخ خمیدہ ہون
تسلیم و راستی کے لیے آفریدہ ہون

گر تو نہو تو پھر کسی کافر کا دل لگے
دوزخ میں آرمیدہ ارم سے رمیدہ ہون

نازک مزاجیون نے مجھے تجسما کر دیا
اے بیخبر میں اپنے سے آپ ہی کشیدہ ہون

اللہ رے کشاکش دیر و حرم کہ میں
ظالم ہزار ہاتھ سے دامن دریدہ ہون

پروانہ پاس شمع کے بلبل ہے گل کے پاس
اک میں کہ تیری بزم میں خلوت گزیدہ ہون

بیتاب درد ہون تو دل رازدار ہون
لبریز شکوہ ہون تو زبان بریدہ ہون

افتادگی پہ بھی نہ گئی اُسکی جستجو
گویا زمین پہ سایۂ مرغ پریدہ ہون

اے آرزوے تازہ نکر مجھسے چھیڑ چھاڑ
میں پائے شوق دست تمنا بریدہ ہون

صیاد پر ہون بار تو ہون باغبان کو خار
آزاد دام و تا بہ چمن نارسیدہ ہون

۱۶۵ اے داغ جس کے واسطے روز جزا بنا
۲۷ وہ کون ہے وہ میں ہی تو آفت رسیدہ ہون

آہی کیا کرین ضبط محبت ہم تو مرتے ہین
کہ نالے تیر بن بنکر کلیجے مین اوترتے ہین

جفا پر جان دیتے ہین ستم پر تیرے مرتے ہین
یہ ناکام محبت سچ تو یہ ہے کام کرتے ہین

کہین کیا ہمپہ جو صدمے گذرتے ہین گذرتے ہین
لگایا جسگھڑی دل اُسگھڑی کو یاد کرتے ہین

تماشا جبسے دیکھا ہے مرے دلکے تڑپنے کا
تماشا ہے کہ وہ اپنی نظر سے آپ ڈرتے ہین

پے تعظیم اوٹھتی ہے قیامت کوئے جانا مین
اجل کہتی ہے بسم اللہ جہان ہم پاؤن دھرتے ہین

بڑہایا ہمنے دل اُسکا یہ کہکر دم بسمل
لگا چُک تیغ اے قاتل کہین قاتل بھی ڈرتے ہین

مزہ ہے نامۂ دلبر مین کیا جسوقت پڑھتا ہون
تو سُنکر کاتب اعمال اُسکو حفظ کرتے ہین

نہ کر نامنفعل اے ناخن غم تیغ قاتل سے
کہ رنگ گریہ کہتا ہے جگر کے زخم بھرتے ہین

نہین آتے نہ آئین وہ گئے تاب و تواں جائین
تجھی پر آج ہم اے بیقراری صبر کرتے ہین

یہ خنجر یہ کہتا تھا ستمگر سے گلو اپنا
جو یون کٹ کٹکے لڑتے ہین وہ کب گھٹ گھٹکے مرتے ہین

تسلی دل دہی دلجوئی اک حیلہ بہانہ ہے
مراد دل یہ دیکھتے ہین وہ جو دل پر ہاتھ رکھتے ہین

نہ پوچھو مجھ مصیبت درد مندان محبت کی
خدا پر خوب روشن ہے گذر جسطرح کرتے ہین

قیامت ہے نکیون گذرے ہمین واں سنگ رہ ہونا
سُنا جس رہ گذر کو یہ ادھر سے وہ گذرتے ہین

یہانتک بدگمان ہین میرے مرغ نامہ بر سے وہ
کہ پہلے ذبح کرتے ہین تو پیچھے پر کترتے ہین

خدا ہے کوئی پوچھے حشر مین ہمسے ترے آگے
کہ وان تم کسپہ مرتے تھے کہین ہم اسپہ مرتے ہین

ہم اس غفلت کے صدقے کوئی دم چھٹتے تو ہین غم سے
کہ جسدم ہوش آتا ہے تو پھر دن فکر کرتے ہین

مرے ہر زخم دل پر بدنصیبی سی برستی ہے
وہ کسکی شور بختی سے نمکدان اپنا بھرتے ہین

گلی کو چو مین تمنے اشتہار عشق پھیلائے
کہ اوڑا اوڑ کر مرے مکتوب کے پرزے بکھرتے ہین

کبھی یہ دل تماشا گاہ تھا عیش و مسرت کا
اب اسمین حسرت و شوق و تمنا سیر کرتے ہین

زبان سے گر کیا بھی وعدہ تونے تو یقین کسکو
نگاہین صاف کہتی ہین کہ دیکھو یون مکرتے ہین

کبھی جھکتا ہون شیشے پر کبھی گرتا ہون ساغر پر
مری بیہوشیون سے ہوش ساقی کے بکھرتے ہین

الٰہی دیدۂ دل تو نہ ٹھہرے رہ گذر ٹھہرے
کہین حسرت گذرتی ہے کہین صدمے گذرتے ہین

کوئی کہدے کہ تمنے دل لیا پھر دیکھئے کیا کیا
اوچٹتے ہین اوکھڑتے ہین پلٹتے ہین مکرتے ہین

ادا بیساختہ اُن گیسوؤنکی کچھ نرالی ہے
بناے سے بگڑتے ہین سنوارے سے بکھرتے ہین

تمھاری بدمزاجی سے ہمین کیونکر نہ خوف آئے
مثل مشہور ہے صاحب برُے سے ہی ڈرتے ہین

ستم دیکھو بیان رنج پر کہتا ہے وہ ظالم
یہ صدمہ تو نہین آخر کسی پر ہم بھی مرتے ہین

یہ پوچھو داغ ہم سے انتظار یار کی صورت
یہ آنکھین جانتی ہین خوب جو نقشے گذرتے ہین

اس چمن مین گو برنگ سبزۂ بیگانہ ہون
گل ہے رنگین ہو مین اپنے رنگ کا دیوانہ ہون

مین تو ہر انداز معشوقانہ کا دیوانہ ہون
گل پہ بلبل ہون اگر تو شمع پر پروانہ ہون

غفلتِ خوابیدگان خاک کے اڑتے ہین ہوش
مین شراب بیخودی سے اسقدر مستانہ ہون

مجھ پہ سو سو ظلم دلکے واسطے اک اضطراب
اور پھر کہتا ہے مین ہی عشق مین مردانہ ہون

غیر ناکامی ہوا حاصل نہ اس میخانے مین
جائے مے حسرت بھری ہی مجھ مین وہ پیمانہ ہون

جسپہ عاشق ہے صبا اُس خاک کا ذرہ ہون مین
برق جسپر لوٹتی ہے اُس طبیعت کا مین دانہ ہون

کر رہینگی کام کچھ آخر مری ناکامیان
جسقدر نادان ہون اُتنا ہی مین فرزانہ ہون

مجھ سے اے گبر و مسلمان کسلیے اتنا نپاک
قابل مسجد نہ ہرگز لایق تجخانہ ہون

وصل کی گرمی بھی ہے بار اپنی نازک طبع پہ
شمع سے کافور ہو جاتا ہون وہ پروانہ ہون

مین اگر ہمدرد کے دلمین ہون تو اک درد ہون
مین زبان پر ہمزبانکے ہون تو اک افسانہ ہون

۱۶۷ | ۱۱

ہے سراسر تیرگی اے داغ میری روشنی
گو چراغ خانہ ہون پر آفت کاشانہ ہون

میرا چرچا ہوا نہ کس کس مین
مین بنا چور اُن کی مجلس مین

ہاے کسطور سے بنے وہ کام
ہو قدم دل کا درمیان جس مین

ہے کسی کا تو انتظار تجھے
آنکھ ملتی ہے تیری نرگس مین

دل کا ویرانہ ہو گیا لیکن
اب بھی ہے تیری آرزو اس مین

درہم داغ دل کو ہاتھ لگا
مال آیا ہے دست مفلس مین

دل بتاب کے تڑپنے سے
آگئی جان جسم بے حس مین

وہ ستم کوئی لطف ہو جس مین
وہ ستم کوئی لطف ہو جس مین

آنکھ اُسکی صبا نے دیکھی تھی ۔۔۔ ڈال دی خاک چشم نرگس مین
تم پہ عاشق نہون تو کسپر ہون ۔۔۔ تم مین جو بات ہے وہ ہے کس مین
گر کہا تم گلے سے مل جاؤ ۔۔۔ مل گیا زہر کون سا اس مین

۱۶۸ مجھ کو دشمن سے کیا گلہ اے داغ ۹
اُنس پاتا نہین ہون مونس مین

جب کہا اور بھی دنیا مین حسین اچھے ہین ۔۔۔ کیا ہی جھنجھلا کے وہ بولے کہ ہمین اچھے ہین
نہ اٹھا خواب عدم سے ہمین ہنگامۂ حشر ۔۔۔ کہ پڑے چین سے ہم زیر زمین اچھے ہین
کس بھروسے پہ کرین تجھ سے وفا کی امید ۔۔۔ کونسے ڈھنگ ترے جان حزین اچھے ہین
خاک مین آہ ملا کر ہمین کیا پوچھتے ہو ۔۔۔ خیر جس طور ہین وہ خاک نشین اچھے ہین
ہمکو کوچہ سے تمھارے نہ اُٹھائے اُٹھے ۔۔۔ دیر تک لوگ بغل کے کچھ ہم تو نہین اچھے ہین
نہ ملا خاک مین تو ورنہ پشیمان ہوگا ۔۔۔ ظلم سہنے کو ہم اے چرخ برین اچھے ہین
دلمین کیا خاک جگہ دون ترے ارمانون کو ۔۔۔ کہ مکان ہے یہ خراب اور مکین اچھے ہین
مجھکو کہتے ہین رقیبون کی بُرائی سن کر ۔۔۔ وہ نہین تم سے بُرے بلکہ کہین اچھے ہین

۱۶۹ بت کافر ہین کہ اے داغ خدا سے بچائے ۱۹
کون کہتا ہے یہ غارت گر دین اچھے ہین

بہر دین عجب ادائین اس شوخ سیمتن مین ۔۔۔ اک لٹیرے سے ملی ہین اک سمدھ بانکپن مین
مطلب کی چھپر اُسنے پنہان سخن سخن مین ۔۔۔ [illegible] ہے اپنے فن مین
جسنے لیا ہے مینے اے شوخ نام تیرا ۔۔۔ مشغول ہر زبان کو رہنا مرے دہن مین
مین سر بسر ہون شکوہ اے تیغ یار تجھسے ۔۔۔ سو سو کئے بسر ہے مین ایک ایک عضو تن مین

مین نالوان نہ پہونچا مر کر بھی تا بمنزل
زنجیر ہے مجھے وہ جو تار ہے کفن مین

پوچھو نہ کچھ کدورت اس داغدار دل کی
آتی ہے خاک لینے آندھی اسی چمن مین

یہ گرم سرد عالم دیکھین دکھائین کیا اب
شعلے تھے پیرہن مین کافور ہین کفن مین

دست جنون ہمارا چھوڑے نہ تار باقی
گر دامن قیامت پیوند ہو کفن مین

آفت ہے میکشون کا پیاسا ہلاک ہونا
پھرتی ہے روح میری ساقی کی انجمن مین

مجنون کا حوصلہ تھا جو راز دل چھپاتا
اک مشت استخوان بھی رکھی نہ پیرہن مین

میت پہ آئینگے وہ یان دم ہے مجھ مین باقی
یارو لپیٹ دینا زندہ مجھے کفن مین

اچھی پھبی اسیری مجھسے شکستہ دل کی
اچھا شکن بڑھایا گیسوے پرشکن مین

اس رنج بیکسی کی یارب خبر نہ پہونچے
جائے نہ شام غربت سر پیٹتی وطن مین

خط کو کمر سے باندھا آخر تو بوجھ اوٹھایا
میری زبان بھی رکھ لے اے نامہ بر دہن مین

ہے چارہ ساز گلچین گلہائے داغ دل کا
شامت بہار کی ہے آئے جو اس چمن مین

اک دن حریف محشر ہونا ہے اس سبب سے
بھرتے ہین روز فتنے وہ چشم سحر فن مین

یہ شوق خود نمائی کیا کچھ جنون سے کم ہے
بیتاب تجکو لایا خلوت سے انجمن مین

یہ کیا کہ دلمین آو تو خاک مین ملاؤ
رونق ہو انجمن کی بیٹھو جس انجمن مین

۱۷۱

اے داغ ہم نہایت سمجھے اُسے غنیمت
جو دم خوشی سے گذرا یاران ہم وطن مین

۹

سازیہ کینہ ساز کیا جانین
ناز والے نیاز کیا جانین

شمع رو آپ گو ہوے لیکن
لطف سوز و گداز کیا جانین

کب کسی در کی جبہہ سائی کی
شیخ صاحب نماز کیا جانین

جو رہ عشق مین قدم رکھین — وہ نشیب و فراز کیا جانین
پوچھیے میکشو نسے لطف شراب — یہ مزا پاک باز کیا جانین
بلبے چتون تری غضب ہے نگاہ — کیا کرین گے یہ ناز کیا جانین
جن کو اپنی خبر نہین ابتک — وہ مرے دل کا راز کیا جانین
حضرت خضر جب شہید نہون — لطف عمر دراز کیا جانین

۱۷۲ جو گذرتے ہین داغ پر صدمے ۱۳
آپ بندہ نواز کیا جانین

مانا کہ لطف عشق مین ہے ہم مگر کہان — کیا سوجھتا نہین کہ پڑی ہے نظر کہان
زاہد مری شراب کے جیسکے ہی اور ہین — تو بہ مئے طہور مین ایسا اثر کہان
بھرتا ہزار غنچۂ پیکان کو توڑ کر — اتنا مگر یہ دامن زخم جگر کہان
اے آہ دلمین رہ کہ جو پردہ رہے ترا — جاتی ہے دوڑ دوڑ کے تو بے اثر کہان
الفت جتائیے تو غلط جھوٹ نادرست — دل مانگیے تو کہتے ہین کیسا کدھر کہان
تھم تھم کے وار کر کہ مرا درد مٹ نہ جاے — جب مین نہین تو لذت زخم جگر کہان
بھولا ہون راہ فرط محبت مین دیکھیے — ہوتی ہے آج شام غو بھی سحر کہان
اب آہ بے شرر سے جلے خاک آسمان — گل ہی نہین شجر مین ہمارے ثمر کہان
اُس زلف مین بھی اے دل مضطر نہ رہ سکا — خانہ خراب تیرے ٹھکانے کو گھر کہان
دیتے ہین یار کنکی خبر کیا ہین بیخبر — یہ تو کہین ہم اس سے رہے بیشتر کہان
صورت مین اتحاد تو سیرت مین اختلاف — تجھسا ہو اور تجھسا نہو وہ بشر کہان
آغاز شوق مین نہین انجام کی خبر — اس مبتدا کی دیکھیے نکلی خبر کہان

۱۷۳ میخانے کے قریب تھی مسجد بھلے کو داغ ۱۱
ہر ایک پوچھتا ہے کہ حضرت ادھر کہان

دلمین گھر یار کے پیکان کیے بیٹھے ہین
مجھپہ قبضہ مرے مہمان کیے بیٹھے ہین

تیرے وعدے کے جو ارمان کیے بیٹھے ہین
تین دن پہلے ہی سامان کیے بیٹھے ہین

اللہ اللہ رے اونھین میری نظر سے پرہیز
کہ رقیبون کو نگہبان کیے بیٹھے ہین

اسطرح بیٹھے ہین سرکاٹکے میرا سر بزم
مجھپہ گویا کہ وہ احسان کیے بیٹھے ہین

ایسی وحشت نہین اپنی کہ ہو محتاج بہار
پہلے ہی چاک گریبان کیے بیٹھے ہین

مہندی ملنے کے بہانے ہین عبث یون کہیے
آج اغیار سے پیمان کیے بیٹھے ہین

دیکھ اے دشمن ایمان کہ وفا پر تیری
کسقدر صبر مسلمان کیے بیٹھے ہین

دیکھیے کون گرفتار بلا ہوتا ہے
آج وہ زلف پریشان کیے بیٹھے ہین

اب ہے کیا ہم مین جو لیگی نگہ ناز تری
پہلے ہی جان کا نقصان کیے بیٹھے ہین

حسرت و یاس و تمنا کے لیے اک دل تھا
ہم اُسے پہلے ہی ویران کیے بیٹھے ہین

۱۷۲ حضرت داغ پہ کیا کہین وحشت ادچھلی ۹
آج گھر کو بہ بیابان کیے بیٹھے ہین

ہالے کرنے دل ناکام بُرے ہوتے ہین
کہ بُرے کاموں کے انجام بُرے ہوتے ہین

ذبح کیجیے نہ سمجھے مین تو یونہین مرتا ہون
آپ کیون لیکے یہ الزام بُرے ہوتے ہین

خوب ہون اہل ہوس کیا کہ نہین پختہ مزاج
ہے یہ ظاہر مے خام بُرے ہوتے ہین

ہو تسلی تو گذارون شب ہجران ساری
طور میرے تو سر شام بُرے ہوتے ہین

حضیر معشوق سے لیجیے تو ذرا تھم کر
روز کے نامہ و پیغام بُرے ہوتے ہین

مہربانی نہ کرو اور غضب آئے گا
اس بھلائی مین مرے کام بُرے ہوتے ہین

ہر قدم ہمکو رہ عشق مین اک منزل ہے
طور اپنے سر ہنگام بُرے ہوتے ہین

راہ پر حضرت زاہد کو لگا ہی لائے
سچ تو یہ ہے کہ مے آشام بُرے ہوتے ہین

۱۷۴ — ۱۱

درہم داغ نمود داغ کو کس طرح عزیز
چارہ گر مفت کے کیا دام بُرے ہوتے ہین

پھر اپیا مبر اپنا خراب رستے مین
دیا نصیب نے اچھا جواب رستے مین

وہ یون رقیب سے ہو ہمبجاب رستے مین
کرے جو سامنے سے بھی اجتناب رستے مین

یہ سچ ہے راہ محبت بڑی ہے ٹیڑھی کھیر
نہ آئے خضر کبھی اس خراب رستے مین

وہ گھر پر آکے مرے عرض حال بھول گئے
رہا وہ رستے کا سارا حساب رستے مین

بھٹکتے پھرتے ہین اُس رہگذار مین عاشق
مسافرونکی ہے مٹی خراب رستے مین

لگا کے باتونمین لے آئے ہم اُنھین گھر تک
ہزار ہمیہ ہوے گو عتاب رستے مین

عجب نہین کشش دل سے میرے اے قاصد
ملے اگر تجھے خط کا جواب رستے مین

گلی سے یار کی ہم اوٹھ کے چل چکے تھے مگر
مچل گیا دل پر اضطراب رستے مین

یقین ہے زندہ نہ پہونچینگے کوے جانان تک
جو شوق کا ہے یہی اضطراب رستے مین

وہ رستہ کاٹکے چلتے ہین اسلیے مجھ سے
کہ کچھ کہے نہ یہ خانہ خراب رستے مین

۱۷۵ — ۱۱

بغل مین داب کے لیچل عدم کو شیشۂ مے
ملے گی داغ نہ تجکو شراب رستے مین

زاہد نہ کہہ بُری کہ یہ مستانے آدمی ہین
تجکو لپٹ پڑینگے دیوانے آدمی ہین

غیرون کی دوستی پر کیون اعتبار کیجے
یہ دشمنی کرینگے بیگانے آدمی ہین

جو آدمی پہ گذری وہ اک سوا تمھارے
کیا جی لگا کے سُنتے افسانے آدمی ہین

کیا چور ہین جو ہمکو دربان تمھارا ٹوکے
کہدو کہ یہ تو جانے پہچانے آدمی ہین

مے بوند بھر پلا کر کیا ہنس رہا ہے ساقی
بھر بھر کے پیتے آخر پیمانے آدمی ہین

تمنے ہمارے دلمین گھر کر لیا تو کیا ہے
آباد کرتے آخر ویرانے آدمی ہین

جب داور قیامت پوچھیگا تمپہ رکھکر
کہدینگے صاف ہمتو بیگانے آدمی ہین

ناصح سے کوئی کہدے کیجیے کلام ایسا
حضرت کو تا کہ کوئی یہ جانے آدمی ہین

ہین وہ لبشر کہ مجھسے ہر آدمی کو نفرت
تم شمع وہ کہ تم پر پروانے آدمی ہین

محفل بھری ہوئی ہے سودائیون سے اُسکی
اُوس غیرت پری پر دیوانے آدمی ہین

۱۷۶ شاباش داغ تجکو کیا تیغ عشق کھائی ۱۳
جی کرتے ہین وہی جو مردانے آدمی ہین

میکشو مژدہ کہ گھنگھور گھٹا ئین آئین
تمپہ رحمت ہوئین تو بہ پہ بلائین آئین

مجھپر افلاک سے میری ہی بلائین آئین
سیفیان پڑھتی ہوئین پھر کے دعائین آئین

موت نے مجکو پکارا کہ مرے قاتل نے
آیئے آیئے مقتل سے ندائین آئین

کسکی زلفین مجھے یاد آئین شب ہجر نہین
کہ بلائین مری لینے کو بلائین آئین

آئے دلمین بھی وہ ہمراہ نگہبانون کے
برچھیان تانے ہوے ساتھ ادائین آئین

جب ہوئی خاک مری جمع ترے کوچہ مین
شرط باندھے ہوے اوڑا اوڑ کے ہوائین آئین

گو محبت سے مرے خاک نہ آیا مجکو
اسپہ مرتا ہون کہ تمکو تو ادائین آئین

ناز ہے انکو کرم پر کہ نہین جسکا حساب
کس خطاوار کی گنتی مین خطائین آئین

کیا بڑی بات تھی با تو نمین اُسے بہلانا
نہ گلے آئے زبان پر نہ دعائین آئین

کوئے قاتل کی زمین پر جو رکھا مینے قدم
آسمان سے مرے ماتم کی صدائین آئین

آئینہ دیکھتے ہی بیٹھ گئے تھام کے دل
پھر کہا آہ مجھے کیون یہ ادائین آئین

داورِ حشر سے ابتک ہے امید انصاف
کیا کرینگے جو پسند اُسکی جفائین آئین

۱۷۷ درد دل کچھ نہ کھلا داغ مگر وقت اخیر ۱۱
داد بیداد کی دو چار صدائین آئین

ہم قری بزم سے اے یار چلے جاتے ہین
لے چلے جاتے ہین ناچار چلے جاتے ہین

اُسکا کوچہ ہے کہ ہے عرصۂ محشر یارب
سیکڑون طالب دیدار چلے جاتے ہین

حضرت دل کی قضا آئی ہے اُس کوچے مین
کہ یہ دوڑے ہوے ہر بار چلے جاتے ہین

مرض عشق سے بگڑا ہون کچھ ایسا کہ مجھے
دور سے دیکھ کے غمخوار چلے جاتے ہین

منتظر دیر سے ہین جلوہ دکھا دے ظالم
ورنہ یہ طالب دیدار چلے جاتے ہین

اسطرح جاتے ہین اُس بزم مین دل کے ہاتھون
کہ بندھے جیسے گنہگار چلے جاتے ہین

بل بے ضد آپکی اللہ ری ہٹ اُف رے مزاج
آجتک وصل کے انکار چلے جاتے ہین

گرچہ سو سو ہین تغافل کہ نہ جانے کوئی
اُن نگاہون کے مگر وار چلے جاتے ہین

ہم نہین جانتے کچھ دیر و حرم کا رستہ
ہم مئے عشق مین سرشار چلے جاتے ہین

بھولکر راہ چلے آئے ہین للہ بخشو
ہم خطاوار گنہگار چلے جاتے ہین

۱۷۸ داغ اس ضعف نے کی اپنی تو منزل کھوٹی ۱۱
ہم رہے جاتے ہین سب یار چلے جاتے ہین

شوخی نے ترے کام کیا اک نگاہ مین
صوفی ہے بتکدہ مین صنم خانقاہ مین

آنکھین بچھائین ہم تو عدو کی بھی راہ مین
پر کیا کرین کہ تو ہے ہماری نگاہ مین

بڑھتا ہون آگے پوچھکر اُس سے مقام عشق
جو فتنہ مجھ غریب کو ملتا ہے راہ مین

دل مین سما گئین ہین قیامت کی شوخیان
دو چار دن رہا تھا کسی کی نگاہ مین

راتین مصیبتون کی جو گذری تہین اجتک
ماتم کو آئے ہین مرے روز سیاہ مین

اُس توبہ پر ہے ناز تجھے زاہد اسقدر
جو ٹوٹ کر شریک ہو میرے گناہ مین

آتی ہے بات بات مجھے یاد بار بار
کہتا ہون دوڑ دوڑ کے قاصد سے راہ مین

تاثیر بچکے سنگ حوادث سے آئے کیا
میری دعا بھی ٹھوکرین کھاتی ہے راہ مین

کیسا نظارا کسکا اشارا کہان کی بات
سب کچھ ہے اور کچھ نہین نیچی نگاہ مین

جو کینہ آج ہے ترے دل مین ستم شعار
جائیگا کل یہی تو دل دادخواہ مین

۱۸۰ مشتاق اس صدا کے بہت دردمند تھے
لے داغ تم تو بیٹھ گئے ایک راہ مین ۱۱

بھولے بھٹکے جو ترے گھر مین چلے آتے ہین
اپنی تقدیر کے چکر مین چلے آتے ہین

تجھ مین تاثیر ہو گر اے کشش دل کچھ بھی
تو وہ دو ڑے ہوے دم بھر مین چلے آتے ہین

وحشت ایسی ہے کہ سائے سے بھی مین کہتا ہون
آپ کیون میرے برابر مین چلے آتے ہین

ہمسری کون کرے فتنہ خرامی سے تری
سیکڑون کبک سے ٹھوکر مین چلے آتے ہین

چشم بدمست سے پھر بہکو نہ دیکھو دیکھو
غش یہان ایک ہی ساغر مین چلے آتے ہین

روز سنتے ہین نیا ایک نہ اک شیدائی
نام نکلے ترے دفتر مین چلے آتے ہین

سیر بازار بھی ہے اُنکے لیئے ایک شکار
دل بندھے زلف معنبر مین چلے آتے ہین

آپ حسرت ہین نہ ارمان ہین نہ ہین سوز و گداز
کس لیے پھر دل مضطر مین چلے آتے ہین

فتنہ جان وہ ہون دم ذبح کرے قاتل دیکھ
جوش آب دم خنجر مین چلے آتے ہین

تھک کے بیٹھوں بھی جو وحشت میں تو سر پر تا ہے
پاؤں کے چرخ مرے سر میں چلے آتے ہیں

۱۸۱ داغ جا کر نہ پھرے سوے عدم اپنے رفیق
۱۳ ہم یہ سمجھے تھے کہ دم بھر میں چلے آتے ہیں

کشتہ یاس ہوں مقتول تمنا ہو نہیں
اور اس زندگی اس عیش پہ مرتا ہوں میں

کچھ خبر ہی نہیں اللہ دری مری بیخبری
کسکا مشتاق ہو نہیں کون ہو نہیں کیا ہو نہیں

نظر آتا نہیں اے جوش سرشک اپنا شباب
کشتی نوح نہیں ہوں کف دریا ہوں میں

ظالم و قاتل و سفاک و غضبناک ہو تم
عاشق و شیفتہ و والہ و شیدا ہوں میں

میں اٹھوں تو طرف غیر نگاہیں اٹھیں
مگر اس بزم میں اس چشم کا پردا ہوں میں

تو وہ تیر حوادث نہ کریں کیوں افلاک
کہ اسی واسطے ہوں خاک کا پتلا ہوں میں

شمع سان گھلتے ہی گھلتے سحر آجائے گی
اے شب ہجر کوئی منھ کا نوالا ہوں میں

داب کر تجکو بغل میں دل مضطر لیجاؤں
پر یہ ڈر ہے نہ رقیبوں میں تماشا ہوں میں

آپ کی جنبش لب نے تو کیا کام تمام
اسی اعجاز پہ کہتے تھے مسیحا ہوں میں

جان دینے پہ اجازت ہے وہاں بسم اللہ
دل بیتاب پہ لو فاتحہ پڑھتا ہوں میں

آرزو بنکے رہا ہوں کہ نکالے نہ فلک
اس گلی میں سمہ تن آج تمنا ہوں میں

چپ نہ رہ ناصح مشفق مجھے غافل نہ سمجھ
ہاں کہے جا جو ترے دل میں ہے سنتا ہو نہیں

۱۸۲ داغ کیا پوچھتے ہو میں نہیں کچھ کہہ سکتا
۱۱ خیر جس حال میں ہوں شکر ہے اچھا ہوں میں

دل مہجور کو آزردہ جو پاتا ہوں میں
اپنے روٹھے کو شب و روز مناتا ہوں میں

جبہہ سائی تری دہلیز پہ کچھ فرض نہ تھی
اپنے تقدیر کے لکھے کو مٹاتا ہوں میں

ایک نظارہ گلشن کی ہوس باقی ہے
رخصت اے کنج قفس پھر ابھی آتا ہون مین

فرقت یار مین ہیوت جو مرجاتا ہون
ملک الموت کو دیوانہ بناتا ہون مین

دیکھنا شوق شہادت کو جو وہ بھول بھی جائے
جرم اپنا اُسے خود یاد دلاتا ہون مین

قفس تنگ سے چھٹنا تو بہت مشکل ہے
نوچکر پر سوے گلزار اوڑاتا ہون مین

میرا سامان ہے تری بزم مین ہنگامۂ حشر
اپنی تعظیم کو سو فتنہ اُٹھاتا ہون مین

آسمان ٹوٹ پڑا ہے ستم بیجا کا
یہ ہے میرا ہی کلیجا کہ اُٹھاتا ہون مین

دیکھکر مشکل زلفون اُس سے نہ دل پھر جائے
اسلیے آئینے سے آنکھ چراتا ہون مین

چپ کھڑا ہون پس دیوار جو اس کوچے مین
شور محشر کی طرف کان لگاتا ہون مین

۱۸۳ کتنے ہمدرد ہوا خواہ ہین یون تو اے داغ ۹
پر یہ کوئی نہین کہتا اُسے لاتا ہون مین

باغ مین گل کھلے جاتے ہین کہ وہ آتے ہین
اونگلیان سر و اوٹھاتے ہین کہ وہ آتے ہین

جیتے جی کون عیادت کا اوٹھائے احسان
اسلیے جان سے جاتے ہین کہ وہ آتے ہین

دیر قاصد کو لگی اے دل مشتاق جمال
دیکھیے ہم کو بلاتے ہین کہ وہ آتے ہین

سیکڑون دو قدم آگے ہین جلوہ مین فتنے
ساتھ اک شر کو وہ لاتے ہین کہ وہ آتے ہین

ساتھ دشمن کے وہ کیا آئے قیامت آئی
خاک مین ہمکو ملاتے ہین کہ وہ آتے ہین

دل و جان پاس سے جاتے ہین کہ وہ جاتے ہین
صبر و ہوش و خرد آتے ہین کہ وہ آتے ہین

جان مشتاق مری آنکھو نمین آجاتی ہے
یار جب مژدہ سناتے ہین کہ وہ آتے ہین

نہین منظور جو بچنا تو دم چارہ گری
ہم مسیحا کو ڈراتے ہین کہ وہ آتے ہین

۱۸۴ کون آتا ہے برے وقت کسی کے پاس اے داغ ۱۱
لوگ دیوانہ بناتے ہین کہ وہ آتے ہین

یہ لوگ کیا اُسے رسوائے عام کرتے ہین
مرے جنازے پہ کیون اژدھام کرتے ہین

تمہاری تیغ و تبر خاک کام کرتے ہین
گلے پڑے ہی کے سودے مدام کرتے ہین

جفا کے شکوے پہ صاحب نگاہ کیون پھیری
جواب دو ہمین تم سے کلام کرتے ہین

وہ ناتوان ہون مین میرے کاتب اعمال
صریر خامہ کی بھی روک تھام کرتے ہین

تری گلی سے نکلنا ہمین قیامت ہے
قدم قدم پہ ہزارون مقام کرتے ہین

نہین ہے غور اُنھین جن ستم رسیدونکے
وہان وہ چرخ کو قائم مقام کرتے ہین

وہی تو عشق کہ جو قیس و کوہکن نے کیا
یہ کام خوب تمہارے غلام کرتے ہین

الٰہی غیر نے کی کون سی وفاداری
کہ آج وہ مجھے جھککر سلام کرتے ہین

جفائین کیونکر اُٹھین سبکو جان دل ہے عزیز
عدو اب اُنسے ہمارا پیام کرتے ہین

وہی خیال وہی انتظار یار اُنھین
یہ چشم و دل کوئی میرا بھی کام کرتے ہین

۱۸۴ کہان وہ زہرہ جبین داغ پاک باز کہان
فرشتے پر بھی یہ لوگ اتہام کرتے ہین ۱۱

جوش گریہ سے یہ آنکھین ابر نیسان ہوگئین
اب مری بیتابیان مشہور دوران ہوگئین

راز الفت چھپ سکا ہمسے نہ اُسکے روبرو
صاف دلکی حسرتین منہ پر نمایان ہوگئین

مر گئے ہم اک اشارہ مین نگاہ ناز کے
آج اپنی مشکلین اک پل مین آسان ہوگئین

سیکڑون دل ہوگئے انداز پر تیرے نثار
سیکڑون جانین تری چتون پہ قربان ہوگئین

دن نہ پورا ہو چکا ہم ہوگئے آخر تمام
روز فرقت کی خدا کیا سخت گھڑیان ہوگئین

جب دیا اُسنے دلاسا شب کو وقت اضطراب
دلکی وہ بیتابیان سب راحت جان ہوگئین

اب کسی سے دل لگا کر ہم نہونگے پائمال
جو خطائین ہوگئین اے چرخ دوران ہوگئین

واہ اے جوش جنون آخر او لہکر ضعف سے
اونگلیان ہاتھون کی بھی تار گریبان ہوگئین

وہ نہ آے جب شب وعدہ نہ آئی مجکو نیند
آرزوئین دلکی سب خواب پریشان ہوگئین

شکوے غیرون کے اگر بیجا ہین بیجا ہی سہی
اب تو یہ گستاخیان مجھسے سرجان ہوگئین

۱۸۶ داغ اب یوسف کہان لیلی کہان شیرین کہان
جو حسین تھے تھے زیر خاک پنہان ہوگئین ۱۲

دل کو بہلاؤن کہانتک کہ بہلتا ہی نہین
یہ تو بیمار سنبھالے سے سنبھلتا ہی نہین

آپ کا زور مرے دلپہ نہ کیونکر چلتا
کیا مرا حب کا عمل تھا کہ جو چلتا ہی نہین

چمن دہر مین یہ عاشق ناکام ترا
وہ شجر ہے کہ کبھی پھولتا پھلتا ہی نہین

نالہ نکلا کبھی دل سے تو کبھی آہ و فغان
پر ترے وصل کا ارمان نکلتا ہی نہین

اُسکے ہاتھون نہو جبتک کسی مظلوم کا خون
اپنے ہاتھون مین حنا وہ کبھی ملتا ہی نہین

ہین تری راہ محبت مین ہزارون فتنے
دیکھ مجھکو بجز اس راہ کے چلتا ہی نہین

دن ڈہلے آنیکا وعدہ ہے کسی سے لیکن
آج یہ دن وہ قیامت ہے کہ ڈہلتا ہی نہین

شمع کی طرح سے روتا بھی ہے عاشق تیرا
مثل پروانہ فقط آگ مین جلتا ہی نہین

موم ہوتا ہے مری آہ سے پتھر لیکن
سنگدل ایک ترا دل کہ پگھلتا ہی نہین

خضر بھی تو اسی گرداب سے چکر لاتے ہین
ڈوب کر بحر محبت مین ابھلتا ہی نہین

تیرہ بختی نہ گئی اپنی لو جانا ہم نے
کہ کبھی رنگ زمانے کا بدلتا ہی نہین

۱۸۷ کسطرح دل خم ابرو سے نکالون اے داغ
پڑ گیا پیچ کچھ ایسا کہ نکلتا ہی نہین ۹

حضرت دل آپ ہین جس دھیان مین
مر گئے لاکھون اسی ارمان مین

عشق جس کشتی کا ہو تو ناخدا وہ نہ آئے کس طرح طوفان مین
اُس سے پوچھو تم مری آشفتگی زلف کہدے گی تمہارے کان مین
میرے مرنے کی خبر سُنکر کہا واقعی کچھ بھی نہین انسان مین
گر فرشتہ وش ہوا کوئی تو کیا آدمیت چاہیئے انسان مین
دل کی قیمت اک نگہ ہے اے صنم آگے جو آئے ترے ایمان مین
جس نے دل کھویا اُسی کو کچھ ملا فائدہ دیکھا اسی نقصان مین
یہ لیجیے دیتا ہون مین دل کے سوا اور جو کچھ ہے مرے امکان مین

۱۸۸ کس نے ملنے کا کیا وعدہ کہ داغ ۱۳
آج ہو تم اور ہی سامان مین +

کس مصیبت سے بسر ہم شب غم کرتے ہین رات بھر ہائے صنم ہائے صنم کرتے ہین
برسون ترساتے ہین جب تیغ علم کرتے ہین کس تکلف سے وہ تکلیف ستم کرتے ہین
دل کو ہو لاگ تو ہو کچھ کسی صورت کا لگاؤ لطف کیسا کہ وہ اب جور بھی کم کرتے ہین
اشک خونین خجلت عصیان سے نہین بے تاثیر نار دوزخ کو یہ گلزار ارم کرتے ہین
ڈر ہے مُنھ پھیرے دم ذبح نہ خنجر اُسکا پڑھ کے ہم سورۂ اخلاص کو دم کرتے ہین
شوخ تم شیفتہ ہم دونون ہین بیچین مگر پھر ذرا صبر جو کرتے ہین تو ہم کرتے ہین
آپکو دوست کے مرنے کی خوشی یان یہ حال کوئی دشمن بھی جو مرتا ہے تو دم کرتے ہین
ہائے اُس کُشتے کی تربت کا مقدر جس کو سجدے مٹ مٹکے ترے نقش قدم کرتے ہین
ہمین بدنام ہین جھوٹے بھی ہمین ہین بیشک ہم ستم کرتے ہین اور آپ کرم کرتے ہین
خوف ہے اُنکو یہانتک تو ہم آغوشی کا میری تصویر کے بھی ہاتھ قلم کرتے ہین

بانکپن کرتی ہین فتنو نسے نگاہین تیری
چال محشر سی ترے نقش قدم کرتے ہین
مجھسے کہتا ہے یہ احسان جتا کر ظالم
ہم سوا تیرے کسی پر بھی ستم کرتے ہین

۱۸۸ جنکو تم داغ بڑا عہد شکن کہتے تھے
۱۱ لو مبارک ہو وہ پھر قول و قسم کرتے ہین

دل ہی تو ہے نہ آئے کیون دم ہی تو ہے نہ جائے کیون
ہمکو خدا جو صبر دے تجھسا حسین بنائے کیون
تیری تلافی جفا جب نہو تا بروز حشر
عاشق نامراد عشق اپنے کیے کو پائے کیون
جملہ رفیق ہمطریق رہزن راہ عشق ہین
سایہ خضر کیون نہو ساتھ ہمارے آئے کیون
گو نہین بندگی قبول پر ترا آستان تو ہے
کعبہ و دیر مین ہے کیا خاک کوئی اڑائے کیون
لاگ ہو یا لگاؤ ہو کچھ بھی نہو تو کچھ نہین +
بنکے فرشتہ آدمی بزم جہان مین آئے کیون
جرات شوق پر کہان وقت ہی جب نکل گیا
انتو ہین یہ ندامتین صبر کیا تھا ہائے کیون
رونے پہ میرے وہ ہنسین رنج پہ میرے شاد ہون
چھیڑ مین کچھ تو ہے مزہ ورنہ کوئی ستائے کیون
عشق جنون نسے مجھکو لاگ ہوش و خرد سے اتفاق
پر یہ کہون تو کیا کہون مینے ستم اوٹھائے کیون
ہان نہین غیرت رقیب خیر مین بیحیا سہی
جو نہ دوبارہ آسکے بزم سے تیری جائے کیون
فکر مین ہم تو رہ گئے اور وہ آج کہ گئے
عیب نہین تو راز دل ہمسے کوئی چھپائے کیون

۱۸۹ پردۂ عشق ہو چکا داغ یہی قرار تھا
۲۱ صبر پر آہ آہ کیا ضبط پر ہائے ہائے کیون

کیا کہا پھر تو کہو دل کی خبر کچھ بھی نہین
کیون یہ کیا ہے خم گیسو مین اگر کچھ بھی نہین
نہ یہ خورشید قیامت نہ یہ مہر لب غیر
کچھ تو ہو مال مگر داغ جگر کچھ بھی نہین
جوش ہے اہل ہوس کا مگر الطاف ترا
ابھی سب کچھ ابھی اے شعبدہ گر کچھ بھی نہین

نہ بصارت نہ اشارت نہ مجالت نہ حیا
تجھ مین تو دیکھنے کو دیدۂ تر کچھ بھی نہین

آنکھ پڑتی ہے کہین پاؤن کہین پڑتا ہے
سب کی ہے تمکو خبر اپنی خبر کچھ بھی نہین

دل ہے سینہ مین نہان دل مین نہان کیا کیا کچھ
چھوڑنے کی ترے دزدیدہ نظر کچھ بھی نہین

رات کی رات کا مہمان ہے مریضِ ہجران
صبح تم آئے تو کیا آئے سحر کچھ بھی نہین

دہوم ہے حشر کی سب کہتے ہین یون ہے یون ہے
فتنہ ہے اک تری ٹھوکر کا مگر کچھ بھی نہین

اُنکو بیتاب کیا کچھ نہ کیا نالۂ دل
یہ تو کچھ بھی نہوا یہ تو اثر کچھ بھی نہین

نہ کرون نالہ تو کس شغل مین کاٹون اوقات
یہ تو مانا کہ یہ مانوس اثر کچھ بھی نہین

کعبے جانا بھی تو بتخانہ سے ہو کر زاہد
دور اس راہ سے اللہ کا گھر کچھ بھی نہین

لامکان مین بھی تو کچھ جلوہ نظر آتا ہے
بیکسی مین تو اُدھر ہون کہ جدھر کچھ بھی نہین

اک جفا تیری جو کچھ بھی نہین تو سب کچھ ہے
اک وفا میری کہ سب کچھ ہے مگر کچھ بھی نہین

خواب مین دیکھ لیا خلد کو ہم نے واعظ
اجی بس بیٹھ وہان لطف بشر کچھ بھی نہین

کچھ ہے یان خاک تو اک جنبش دامان کیلیے
تیری موجون کے لیے باد سحر کچھ بھی نہین

آئینہ دیدۂ اعمیٰ ہے سہی پر اے چشم
وہ ہی کچھ دیکھتے ہین جنکی نظر کچھ بھی نہین

میرے ہی جوش طبیعت نے اُٹھائے ہین فساد
خیر سے آپکی طینت مین تو شر کچھ بھی نہین

عیب بے عیب ہے جب حد سے گذر جاتا ہے
اب بجز بے ہنری مجھ مین ہنر کچھ بھی نہین

اے نگاہِ غلط انداز ادھر کچھ تو سہی
اے تغافل اثر دعربدہ گر کچھ بھی نہین

غیر کے وصل کا انکار مزہ دیتا ہے
پھر اسی طرح کہو بار دگر کچھ بھی نہین

حشر مین دست جنون سے نہ مجھل ہون اے داغ
کہ مرے پاس بجز دامن تر کچھ بھی نہین

۱۹۰ ۲۳

دست وحشت کے لیے تار رگ جان مین نہین
ہاتھ اُس تار مین اُلجھا جو گریبان مین نہین

لخت دل کون سے دن پنجۂ مژگان مین نہین
مینے وہ پھول چنے ہین جو گلستان مین نہین

تیرے اقرار مین انکار تری ہان مین نہین
عہد مین عہد یہ پیمان کسی پیمان مین نہین

بے ثباتی کے سوا اور کوئی کیفیت
میری توبہ مین نہین آپکے پیمان مین نہین

راہ مین ہمسے ملا دیتی ہے شوخی اُن کو
کہ ابھی ہین تو ابھی چشم نگہبان مین نہین

ہم نہ مدت سے یہ کہتے تھے کہ مرجائین گے
تم نہ برسون سے یہ سنتے تھے کچھ انسان مین نہین

گل کو ملکر ترے عارض سے ملا حسن قبول
ورنہ کیا سبزۂ بیگانہ گلستان مین نہین

خاک دیکھون تجھے اے چاک جگر کیا دیکھون
اُنکے دامن مین نہین اُنکے گریبان مین نہین

مجکو حیرت کا گمان دل مین تمنا کا یقین
نالہ کہتا ہے کچھ اس خانۂ ویران مین نہین

پہلے تھی دلمین کٹک اب تو ہے رگ رگ مین کسک
چین اے درد تجھے بھی شب ہجران مین نہین

جلوۂ ہوش ربا دیکھ لیا اے موسے
یان تحیر مین وہ لذت ہے جو عرفان مین نہین

نگہ شوخ جو ٹھیرے تو مرا دم نکلے
نیشتر مین وہ تڑپ ہے جو رگ جان مین نہین

داد بیداد ہے گر خاطر سفاک مین ہے
درد بیدرد ہے گر اس دل ویران مین نہین

دیکھیے راہ مین ٹھوکر سے نہ کھلجائے گرہ
ایک فتنہ ہے یہ دل گوشۂ دامان مین نہین

ناز کو فتنہ بناوٹ کو بلا کہتے ہین
سادگی اک تری گنتی کسی سامان مین نہین

اب کب اس چشم نظر باز نے دھوکا کھایا
جوڑ کیا آپکے ٹوٹے ہوے پیمان مین نہین

اُف رے جلوہ کہ نہین اور نگہ شوق مین ہے
بل بے پردہ کہ وہ ہے اور دل حیران مین نہین

رنگ گل نغمۂ بلبل اثر باد بہار
جیسے ہم قید ہوے کوئی گلستان مین نہین

مانگتا قرض ترے واسطے اے چشم خیال
پر سیاہی ہے سفیدی شب ہجران مین نہین

ہو جو تاثیر تو ہیرے کی کنی قاتل ہے
کیا کرون اشک مرا ہیرے نہ کہدائین نہین
خار ہین بلبل و پروانہ سر بزم و چمن
یہ کھٹکتے ہوے کانٹے تو بیابان مین نہین
اب تغافل ہی سے ہم چھیڑ کرینگے ماچار
آج لڑتی ہوئی نظرون صف مژگائین نہین

۱۹۱
داغ ہم تربت مجنون پہ چڑہاتے چادر
پیرہان تار کفن کو بھی گریبان مین نہین
۱۰

کہان وہ گئے عیش و عشرت کے دن
مصیبت کی راتین ہین آفت کے دن
خبردار اے دل خبردار ہو
نہین اب نہین تیری غفلت کے دن
فزون روز محشر سے ہے ہر گھڑی
کٹین کسطرح تیری فرقت کے دن
گذر جاے ہنس بول کر کوئی دم
کہ نزدیک آئے ہین رخصت کے دن
یہ افسانہ پورا تو ہوگا جبھی
جو دو چار ہون گے قیامت کے دن
ستم کرنہ پہلے ہی اے نوجوان
ابھی آئے ہین تیری شہرت کے دن
جوانی کو ترسا کرین خضر آپ
پھرینگے قیامت مین حضرت کے دن
بھلا دا تجھے دے دیا اے اجل
بلا لینگے ہم تجکو فرقت کے دن
وہ راتین وہ باتین وہ گھاتین غضب
جوانی مین تھے کس شرارت کے دن

۱۹۲
یہ ہے داغ کی عرض یا مصطفے
نہ محروم ہون مین شفاعت کے دن
۱۳

دست گلچین سے چھٹا آیا کف صیاد مین
مین گل بازی ہون کیا اس گلشن ایجاد مین
کونسی خوبی نہین تیرے قد آزاد مین
شاخ ہے کیا سرو مین طرہ ہے کیا شمشاد مین
حشر مین اُنکا مرا اس دھوم سے ہوگا ملاپ
اہل محشر کہینگے کا دن مبارک باد مین

یارب انداز ستم کوئی نیا نکلا کہ آج
غش ہے وہ بیداد گر خود لذت بیداد مین

بنتی ہین تیری کمر کی کیا خیالی صورتین
چمنتی ہین باریکیان کیا مانی و بہزاد مین

ناتوانی ناتمامی نا امیدی نارسی
ہمنے بہر رکھا ہے کیا کیا دامن فریاد مین

ہم اسیرونکی ہے اک بادصبا پر سارا حال
پوچھ جاتی ہے کہ کیا باقی رہا میعاد مین

آگئے یہ گردش کہان تھی پر کوئی گردش زدہ
آگیا تیری نگاہ خانمان برباد مین

ہے یہی ذوق اسیری تو اسیری ہو چکی
مین نہین پھولا سمانے کا کف صیاد مین

ہے جگر مین داغ یا ہے گنج قارون مین درم
غم ہے دلمین یا ہے قیدی قلعہ فولاد مین

عشق کے کوچے نے ہمکو وہ دکھایا ہے بہشت
حضرت آدم نے جو دیکھا نہ اپنی یاد مین

محتسب تپہرے دل تیرا ترے کس کام کا
ڈال دے اسکو کسی میخانہ کی بنیاد مین

۱۹۳ میرے دلسے داغ پوچھے کوئی دہلی کے فرے
۹ لطف تھا دونون جہان کا اک جہان آباد مین

مین کہان اور بزم خواب کہان
لائی اے ہستی خراب کہان

اُن سے کہدی ہے آرزو دل کی
اب مری بات کا جواب کہان

ہم نے بھی صبر دلکو دے ہی لیا
اب وہ اگلا سا اضطراب کہان

دلپہ گرمی سی تیرے ہے بلبل
یون کلیجا ہوا کباب کہان

رات اور رات بھی جدائی کی
اب نکلتا ہے آفتاب کہان

بات کرنی جسے نہ آتی ہو
بات سُن نے کی اُسکو تاب کہان

وعدۂ حشر آپ کرتے ہین
چار دن بعد یہ شباب کہان

کافرونسے ہے جب بھری دوزخ
غیر کے واسطے عذاب کہان

۱۹۴ کعبہ و دیر مین جو داغ نہین ۱۱
پھرتے ہے یہ خانماں خراب کہان

جلوے مری نگاہ مین کون و مکان کے ہین — مجھسے کہان چھپینگے وہ ایسے کہان کے ہین
کہتے نہین ہین راز جو سوز نہان کے ہین — کیا پھوٹنے کے واسطے چھالے زبان کے ہین
کرتے ہین قتل وہ طلب مغفرت کے بعد — جو تھے دعا کے ہاتھ وہی امتحان کے ہین
جسد لئے کچھ شریک ہوئی میری مشت خاک — اُس روز سے زمین پہ ستم آسمان کے ہین
قاصد بہا لئے برق تھا پر نصف راہ سے — بیمار کی سے چال قدم ناتوان کے ہین
بازو دکھائے تمنے لگا کر ہزار ہاتھ — پورے پڑین تو وہ بھی بہت امتحان کے ہین
ناصح کے سامنے کبھی سچ بولتا نہین — میری زبان مین رنگ تمہاری زبان کے ہین
کیسا جواب حضرت دل دیکھئے ذرا — پیغامبر کے ہاتھ مین ٹکڑے زبان کے ہین
کیا اضطراب شوق نے مجکو خجل کیا — وہ پوچھتے ہین کہئے ارادے کہان کے ہین
عاشق ترے عدم کو گئے کسقدر تباہ — پوچھا ہر ایک نے یہ مسافر کہان کے ہین

۱۹۵ ہر چند داغ ایک ہی عیار ہے مگر ۱۱
دشمن بھی تو چھٹے ہوے سارے جہان کے ہین

کھویا گیا ہون دیکے پتہ نامہ بر کو مین — اپنی خبر کو جاؤن الٰہی کدھر کو مین
مجکو تباہ چشم مروت نے کر دیا — ملجاے تو بتاؤن کسی کی نظر کو مین
بس جاؤ کیا کروگے نظر سے جگر مین چھپ — لو آؤ تم اُدھر کو کھڑے ہو اِدھر کو مین
خاموش ابتو شکوۂ ہمسایہ نے کیا — پہر تو ہے آہ نیم شبی اور سحر کو مین
جا کر درِ قبول پہ جھڑکی گئی دعا — صد شکر جا کے آپ نہ لایا اثر کو مین

مہر و وفا و راحت و آرام کو رقیب
جور و جفا و کاوش خون جگر کو مین

میرا طریق عشق جدا ہے جہان سے
چلتا ہون چھوڑ چھوڑ کے ہر رہگذر کو مین

تم تو وہ پارسا ہو کہ در تک کبھی نہ آؤ
آتا تھا منھ چھپائے کہین سے سحر کو مین

دل دیکھے اُنکو اور بھی امید بڑھ گئی
جانا تھا یہ کہ چھوٹ گیا عمر بھر کو مین

دونو نمین ایک تو نکل آئیگا سخت جان
دیکھون گا آج دل سے لڑا کر جگر کو مین

۱۹۶ اے داغ صبح حشر تھی صبح شب وصال ۹
جب یہ کہا کسی نے کہ جاتا ہون گھر کو مین

بات میری کبھی سُنی ہی نہین
جانتے وہ بُری بھلی ہی نہین

دل لگی اون کی دل لگی ہی نہین
رنج بھی ہے فقط ہنسی ہی نہین

لطف مے تجھ سے کیا کہون زاہد
ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہین

اوڑ گئی یون وفا زمانے سے
کبھی گویا کسی مین تھی ہی نہین

جان کیا دون کہ جانتا ہون مین
تم نے یہ چیز لے کے دی ہی نہین

ہم تو دشمن کو دوست کر لیتے
پر کرین کیا تری خوشی ہی نہین

ہم تری آرزو پہ جیتے ہین
یہ نہین ہے تو زندگی ہی نہین

دل لگی دل لگی نہین ناصح
تیرے دل کو ابھی لگی ہی نہین

۱۹۷ داغ کیون تم کو بیوفا کہتا ۸
وہ شکایت کا آدمی ہی نہین

سحر کو آئینہ یہ رشک ماہ دیکھتے ہین
نگاہ دیکھنے والے نگاہ دیکھتے ہین

کچھ اس طرح سے وہ قاتل سوال کرتا ہے
ہمارے منھ کو ہمارے گواہ دیکھتے ہین

ہمیشہ کسکی نہی اور کس کی نہتی ہے
نباہ ہے جاتے ہین جبتک نباہ دیکھتے ہین

کوئی بہی مجھسے شب وعدہ یہ نہین کہتا
اوٹھو چلو کہین جلدی وہ راہ دیکھتے ہین

خدا کا خوف نہین پر تبو لسے ڈرتا ہون
گنا ہگار نہ یہ بے گناہ دیکھتے ہین

اسی کے واسطے آنکھین خدا نے دین ہم کو
کہ روز شب یہ سفید و سیاہ دیکھتے ہین

غرض نہین ہے اونھین طور کی تجلی سے
جو خوش نصیب تری جلوہ گاہ دیکھتے ہین

۱۹۸ خدا کے واسطے لو داغ کی خبر جلدی ۹
ہم اوسکا حال نہایت تباہ دیکھتے ہین

کیون قسم کھاتے ہو ہم جور سے باز آتے ہین
ان فریبونمین کہین واقف راز آتے ہین

یون تو آفت ہے ہر انداز پر نیازدون کا
وہ قیامت ہین جنھین راز و نیاز آتے ہین

کچھ نہ پوچھو جو صدا آتی ہے میخانے سے
کبھی مسجد سے جو ہم پڑھکے نماز آتے ہین

سیکھ لے اے فلک اُسکی نگہ پرفن سے
شعبدے تجکو کہان شعبدہ باز آتے ہین

قاتل اُس شوخ کے انداز قیامت ہونگے
جسکی تصویر کو سو طرح کے ناز آتے ہین

آپکی بزم سے لیجاتے ہین سو رنج و ملال
جی سے جانیکو ہم اے بندہ نواز آتے ہین

لاکھ تو جال بچھاے مگر آزاد مزاج
تیرے پہندے مین کب اے زلف دراز آتے ہین

شمع کی طرح سے اپنا نہین جلنا رونا
غش پہ غش ہمکو دم سوز و گداز آتے ہین

۱۹۹ ساتھ نواب کے حج کرکے پھرے ہم اے داغ ۹
ہند مین دھوم ہے مہمان حجاز آتے ہین

کبھی فلک کو پڑا دلجلون سے کام نہین
اگر نہ آگ لگا دون تو داغ نام نہین

دفتر یاس نے یان کام ہی تمام کیا
زبان یار سے نکلی تھی نا تمام نہین

وہ کاش وصل کے انکار ہی پہ قائم ہون — مگر اونھین تو کسی بات پر قیام نہین
الٰہی تو نے حسینون کو کیون کیا پیدا — پھر انکی ذات سے دنیا کا انتظام نہین
سُناے جاتے ہین در پردہ گالیان مجکو — جو مین کہون تو کہین آپ سے کلام نہین
وہ آئینگے شب وعدہ یقین نہین ایدل — چراغ گھی کے جلاؤن یہ ایسی شام نہین
سواے جور و جفا اور اے بغض و دغا — تمھونکے واسطے دنیا مین کوئی کام نہین
پیون پلاون تجھے دور ہی سے ترساؤن — یہ روز عید ہے زاہد مہ صیام نہین

۲۰۰ — دباؤ کیا ہی سُنے وہ جو آپ کی باتین — رئیس زادہ ہے داغ آپ کا غلام نہین — ۹

مزہ جو چاہیے اُنکے ستم مین خاک نہین — جب آئے خاک اوڑانیکو ہم مین خاک نہین
مرے غبار کی اٹکھیلیان تماشا ہین — ابھی فلک ہے ابھی ایک دم مین خاک نہین
چلا ہے کعبے کو تو خاک چھان نے زاہد — فقط خدا ہی خدا ہے حرم مین خاک نہین
ہمیشہ کافر و مومن پہ ظلم ہوتے ہین — سواے سنگدلی اُس صنم مین خاک نہین
بنا ہے فتنہ خرامی سے فتنہ ہر ذرہ — زمین پر ترے نقش قدم مین خاک نہین
تمھونکے بدلے جو حورین ملین تو خاک ملین — ہمارے واسطے باغ ارم مین خاک نہین
ہمین تھے وہ جو کبھی تھے خزانۂ عرفان — ہمین ہین اب کہ جو ڈھونڈھو تو ہم مین خاک نہین
بنے تھے خاکمین اسواسطے کہ یار ملے — مگر ملا ہمین ملک عدم مین خاک نہین

۲۰۱ — گئے رقیب کے گھر داغ وہ شب وعدہ — اثر تری تپش و رنج و غم مین خاک نہین — ۱۷

بھرا ہوا جو کسی کی نظر کو دیکھتے ہین — لگا کے تیر ہم اپنے جگر کو دیکھتے ہین

نظر چرا کے وہ یون ہر بشر کو دیکھتے ہین
کسیکو یہ نہین ثابت کہ ہر کو دیکھتے ہین

بنے ہوے ہین وہ محفل مین صورت تصویر
ہر ایک کو یہ گمان ہے ادھر کو دیکھتے ہین

فروغ ماہ کہان یہ شب جدائی مین
چراغ لیکے فرشتے سحر کو دیکھتے ہین

تمہارے پاس کہین بھولکر نہ آیا ہو
ہمین تلاش ہے ہم نامہ بر کو دیکھتے ہین

ہمین گمان یہ ہوتا ہے ہمکو روتا ہے
کسی جگہ جو کسی نوحہ گر کو دیکھتے ہین

خیال بعد فنا بھی ہے دوست دشمن کا
ہم آنکھ بند کیے ہر بشر کو دیکھتے ہین

الہی آج ہی پورا ہو وعدۂ دیدار
نہین تو اور کسی جلوہ گر کو دیکھتے ہین

نئی ہوئی ہے لفافہ پہ خط کے آنکھ اپنی
قدم قدم روش نامہ بر کو دیکھتے ہین

مقام رشک ہوا عرصۂ قیامت بھی
تجھی کو دیکھتا ہے جس بشر کو دیکھتے ہین

یہ رشک ہے تن لاغر سے ناتوانونکے
وہ کھینچ کھینچ کے اپنی کمر کو دیکھتے ہین

بتونکے واسطے دنیا نہین ہے جنت ہے
بہشت دیکھتے ہین جسکے گھر کو دیکھتے ہین

حیا تو دیکھیے آئینہ سے بھی پردہ ہے
وہ اپنے ہاتھ ہی پہلے سحر کو دیکھتے ہین

خدا کرے سر محشر وہ بت ہو بے پردہ
کہ ہم بھی دیکھتے ہین سب کدھر کو دیکھتے ہین

نکل نہ آے کہین داغ آرزو ڈرسے
وہ چیر کر مرے زخم جگر کو دیکھتے ہین

کسی سے کچھ نہین مطلب کو دیکھنے والے
تمہاری آنکھ تمہاری نظر کو دیکھتے ہین

سکندر آئینہ اے داغ جام جم دیکھے
ہم اپنے خسرو والا گہر کو دیکھتے ہین

۲۰۲ ۱۳

شراب ناب ہے ہر رنگ کی اپنے پیالے مین
وہ طرہ کونسا گل مین ہے کیا ہر شاخ لالے مین

فغانمین آہ مین فریاد مین شیونمین نالے مین
سناؤن درد دل طاقت اگر ہو سننے والے مین

نکیون ہو لالہ کدہ مستانہ ادائین میرے نالے مین
گدائے میکدہ ہون ہر طرح کی ہے پیالے مین

لعل مین دل انہین معشوق ہے اور وہ ہی ہے مستا
بھرے ہین قہر کے انداز اس نازونکے پالے مین

خبر سنکر مرے مرنیکی وہ بولے رقیبون سے
خدا بخشے بہت سی خوبیان تھین مرنیوالے مین

قیامت کی خلش آفت کی گاوش قہر کی سوزش
مرے دلمین تری حسرت ہے یا کانٹا ہی چبھا لے مین

گھلا جاتا ہے زاہد آزرو مین حوض کوثر کی
کوئی تصویر اُسکی کھینچدے میرے پیالے مین

تمھارا اُٹھکے آنا اور مریض غم کا مرجانا
مسیحا جان فرق ہوتا ہے سنبھلنے مین سنبھالے مین

لباس سرخ سے ہوتا ہے کب خونین کفن کوئی
نچوڑو تو لہو کی بوند تک نکلے نہ لالے مین

عجب کیا ہے شب غم عکس سے اپنے جھجک جائے
جو دیکھے منھ یہ اپنا آئینہ لیکر اوجالے مین

یہ کیسا رنج ہے یارب ٹپکتی ہے خوشی جس سے
کہ نغمے کی ہے کیفیت مرے دشمن کے نالے مین

نگاہ شوخ ہے حلقے مین چشم شرم آگین کے
تماشا ہے کہ بجلی کوندتی ہے آج نالے مین

۲۰۳ ۱۹

ملے مجھ سے تو فرمایا تمھین کو داغ کہتے ہین
تمھین ہو ماہ کامل مین تمھین رہتے ہو لالے مین

رہیگا کوئی تو تیغ ستم کے یادگارون مین
مرے لاشے کے ٹکڑے دفن کرنا سو مزارون مین

کسیکی نرگس مخمور کچھ کہدے اشارون مین
مزہ ہے راتدن چلتی رہے پر ہیر گارون مین

وہ غنچہ ہون شگفتہ دل رہا عالم کے خارون مین
وہ کانٹا ہون نہ کھٹکا مین کسیکو گلعذارون مین

جنون مین دیکھیے میدان کسکے ہاتھ رہتا ہی
پڑی ہے آبلون مین پھوٹ اور یکا ہی خارون مین

بڑھی تمکین مین کچھ شوخی تو کچھ شوخین بیتابی
ہوئے تم اور سے کچھ اور آکر بیقرارون مین

وہ شرمائی ہوئی آنکھین وہ گھبرائی ہوئی باتین
نکلکر گھر سے وہ گھر نا ترا امیدوارون مین

عیادت کے لیے وہ بیخبر آیا کہ موت آئی
اشارے ہو گئے کیسے مرے بیمارون مین

اجل کا نام لین تقدیر کو روئین مجھے کوسین
مرے قاتل کا پھر چارا کیون ہے میرے سوگوار روئین

دل اپنا کسکا شیدا ہے تمہارا وہ الہ وشیدا
یہ کسکے جانثار روئین تمہارے جانثار روئین

پلک اٹھتی نہین میری طرف کیا تھک گئین آنکھین
ابھی تو ہو رہی تھین غیر سے باتین اشارون مین

کوئی جنت کا خواہان ہے کوئی کوثر کا طالب ہے
اڑا کرتی ہے بے پر کی ہمیشہ بادہ خوارون مین

اسی گلشن کی کھائی ہے ہوا آزندگی مین نے
جو مر جاؤن تو میرے پھول کرنا گلعذارون مین

ہوا ہے غیر کے طالع مین کیا نابت یہ سیارہ
نشان مشتری ملتا نہین میرے ستارون مین

جو ہم اوپر بڑھے ہوئے نیر مہربان ہو کر خزان گلچین
بجاے برگ پیدا ہون نشتر مین شاخسارون مین

پھرا جاتا ہے اُس بت کی طرف رخ اہل ایمان کا
مسلمان اپنے قبلہ سے نہ منھ پھیرین ہزارون مین

خفا ہوتے ہو کیون عہد وفا کے ذکر پر سچ ہے
نہ تم وعدہ خلا فہ ہم بے اعتبارون مین

غضب ہے اور یہی اس سادگی پر مر گئے لاکھون
کہا تھا کس نے بن بیٹھین وہ میرے سوگوارون مین

ملے کیا تیر ہر ہر زخم مین ہے چور اے قاتل
اجل کے ہوش گم ہوتے ہین تیرے دلفگارون مین

۲۰۴ جلانا داغ کا اچھا نہین یہ دم غنیمت ہے
کہ ایسا باوفا اک آدھ نکلے گا ہزارون مین ۲۱

کوئی جائے تو کیا جائے وہ یکتا ہے ہزارون مین
ستمگارون مین عیارون مین دلدارون مین یارون مین

کسیکا دانع کیا شیشہ ہے ٹوٹا بادہ خوارون مین
یہ توبہ توڑ کر کیون جا ملی پرہیزگارون مین

کہان ہے دخت رز اے محتسب ہم بادہ خوارون مین
ترے ڈر سے وہ کافر جا چھپی پرہیزگارون مین

ملیگا بعد میرے پیر نہ مجھسا قدردان اسکو
قیامت تک رہیگا بخت تیرہ سوگوارون مین

ہوئی گرم عنان جب ہوش و صبر تاب و عقل و دین
دل بیتاب بھی داخل ہوا پانچون سوارون مین

جو ارمانون مین دم میرا تو بیکا نو نہین دل میرا
یہ خوش ہے اپنے یارون مین وہ خوش ہے اپنے پیارون مین

فرشتون سے سر روز حجرا تکرار ہوتی ہے — لگا رکھا ہے ہمکو بھی کسی نے جان نثار ونمین
کوئی غنچہ دہن ہنسکر ہمین کیا اب ہنسائیگا — بہارین ہمنے لوٹی ہین بہت اگلی بہار ونمین
دکھا دینگے صف محشر مین ہم کتنے نکلتے ہین — جو پوچھا اُسنے کوئی ہے مرے امیدوار ونمین
پڑین جو تیرے گردنمین وہ لٹپٹین ہاتھ اے ظالم — کہ بوے غیر آتی ہے مجھے بہولونگے ہار ونمین
خوشی مرگ عدو کی لاکھ غم سے ہوگئی بدتر — مری آنکھون نے دیکھا ہے کسیکو سوگوار ونمین
تغافل مانع دیدار ہوگا مین نہ مانونگا — نگہ تیری تڑپ کر جا ملے گی بیقرار ونمین
مرا ہی دل نہو اُسمین نہون اے مرگ مایوسی — خدا جانے یہ کسکی فاتحہ ہے آج یار ونمین
حقیقت برق کی کیا ہے مگر اُس سے سبھی ڈرتی ہین — سنبھلکر بیٹھنا جب بیٹھنا تم بیقرار ونمین
خدا کے سامنے قسمین کھانا دیکھنا ڈرنا — ہمین تو آپنے ٹھیرا دیا بے اعتبار ونمین
اُنھین لوگونکے آنیسے تو میخانیکی عظمت ہے — قدم لو شیخ کے تشریف لائے بادہ خوار ونمین
تری برق تجلی گر ٹھہر جاتی تو کیا ہوتا — کہ ان بیتابیون پر لوٹتے امیدوار ونمین
وہ ہے افسردہ دل عالم بجا ہے یہ اگر کہیے — کہ مردے ہین نہ مین پر اور زندے ہین مزار ونمین
وہ کترا کر چلے ہین میکدے سے حضرت زاہد — بڑے مرشد ہین ہاتھون ہاتھ لاتا انکو یار ونمین
مرا اختر جلایا اے فلک تجھپر گرے بجلی — شب فرقت یہ کیسی آگ روشن تھی ستار ونمین

۲۰۵ — ۹

پڑا رویا کرے وہ داغ بیکس اسطرح تنہا
کہ جسکی راتدن ہنس بول کر گذری ہو یار ونمین

مکر جاتے ہو دل لیکر یہ دلدار ونکی باتین ہین — تمہاری تو وہ باتین ہین جو عیار ونکی باتین ہین
سوال وصل پر تکرار کیا کیا لطف دیتی ہے — اُنھین سے پسند اپنے خریدار ونکی باتین ہین
خراباتی ہین سب اللہ والے لوگ اے زاہد — جو باتین مرشدونکی ہین وہ میخوار ونکی باتین ہین

تجلی دیکھتے ہی حضرت موسیٰ کو غش آیا
نہ نکلی بات بھی منھ سے یہ ہشیاروں کی باتین ہین

دکھائین لب ترے اعجاز یا جادو کرین آنکھین
بظاہر فرق ہے پر ایک ان جادوؤں کی باتین ہین

نکر عشق و خون مین گفتگو اے ناصح نادان
ترا منھ ہے کہ تو بولے یہ سرکاروں کی باتین ہین

فرشتونکی الٰہی کیا سنون مین قبر کے اندر
کہ میرے کانمین اب تک عزاداروں کی باتین ہین

دکھادی کسنے چشم مست جو ایسے بہک اُٹھے
کہ مجھسے آج کچھ بہکی ہوئی یاروں کی باتین ہین

۲۰۶ بتون کی ایک چپ اے داغ لاکھون کو ہراتی ہے ۹
جسے سمجھے ہو خاموشی وہ عیارون کی باتین ہین

دیر سے کعبے کو ڈرتے ہوے ہم جاتے ہین
دیکھ لیتا ہے جو کوئی وہین تم جاتے ہین

آپنے گھر سے نکالا ہمین ہم جاتے ہین
پھر نہ آئینگے کبھی کھا کے قسم جاتے ہین

بیخطا سر مرے قاصد کا قلم ہوتا ہے
غیر کو تحفہ مین بن بنکے قلم جاتے ہین

دیکھتے ہی مجھے محفل مین رقیبونسے کہا
فتنے اُٹھتے ہین جہان انکے قدم جاتے ہین

یون تو دم بھر نہین آتا اُنھین شوخی سے قرار
جب تصور مین وہ آتے ہین تو کم جاتے ہین

مر گیا مین تو کس افسوس سے ظالم نے کہا
ہاتھ آئے ہوے انداز ستم جاتے ہین

دل کا کیا حال کہون صبح کو جب اُس بت نے
لیکے انگڑائی کہا ناز سے ہم جاتے ہین

خوف عصیان ہے کہ مردونے کفن پہنا ہے
بھیس بدلے طرف ملک عدم جاتے ہین

۲۰۷ حضرت داغ یہ ہے کوچۂ قاتل اوسے بیٹھے ۱۱
جس جگہ بیٹھتے ہین آپ تو جم جاتے ہین

تیری صورت کو دیکھتا ہون مین
اُسکی قدرت کو دیکھتا ہون مین

جب ہوئی صبح آ گئے ناصح
اُنھین حضرت کو دیکھتا ہون مین

وہ مصیبت سُنی نہین جاتی
جس مصیبت کو دیکھتا ہون مین

دیکھنے آئے ہین جو میری نبض
اُنکی صورت کو دیکھتا ہون مین

موت مجکو دکھائی دیتی ہے
جب طبیعت کو دیکھتا ہون مین

شب فرقت اُٹھا اُٹھا کر سر
صبح عشرت کو دیکھتا ہون مین

دور بیٹھا ہے اسر محفل
رنگ صحبت کو دیکھتا ہون مین

ہر مصیبت ہے بیمزہ شب غم
آفت آفت کو دیکھتا ہون مین

نہ محبت کو جانتے ہو تم
نہ مروت کو دیکھتا ہون مین

کوئی دشمن کو یون نہ دیکھے گا
جیسے قسمت کو دیکھتا ہون مین

۲۰۸ حشر مین داغ کوئی دوست نہین
ساری خلقت کو دیکھتا ہون مین ۱۱

دنیا مین وضعدار حسین اور بھی تو ہین
معشوق اک تمہین تو نہین اور بھی تو ہین

تیرے ہی در پہ حشر کا ہنگامہ ہے بپا
اس شہر مین مکان و مکین اور بھی تو ہین

لے آہ اک فلک کو جلایا تو کیا کیا
ایسے ہزار برسر کین اور بھی تو ہین

نکلا نہ دل سے تیر ترا بیٹھ کر کبھی
ہونے کو ورنہ گوشہ نشین اور بھی تو ہین

کیا فرض ہے ملے تو یہ زاہد ہی کو ملے
خواہان خلد و حور بریں اور بھی تو ہین

مرنا شب فراق مین جینے سے خوب ہے
بہلے گا دل کہ زیر زمین اور بھی تو ہین

کرتا ہے یون علاج کوئی درد عشق کا
تیرے علاوہ چارہ گرین اور بھی تو ہین

کیون چھوڑتی ہے جان و جگر کو تری نگاہ
سینے مین دل جہان ہے وہان اور بھی تو ہین

تمنے مری خبر بھی نہ پوچھی چلے گئے
غمخوار وقت باز پسین اور بھی تو ہین

تم خواب مین بھی آئے تو منھ کو چھپا لیا
دیکھو جہانگیر پردہ نشین اور بھی تو ہین

۲۰۹ یہ رنج یہ الم ہو تو کیونکر ہو زندگی
عاشق جہان مین داغ حزین اور بھی تو ہین ۱۱

خاک مین ملجائے دل گر مدعا پیدا کرون
جب مٹالون ایک کو تو دوسرا پیدا کرون

کیا کہون اللہ قدرت نے تو کیا پیدا کرون
پیشتر سب سے ترے دلمین وفا پیدا کرون

آفرینش سے مری کچھ اور تو مطلب نتھا
مدعا یہ تھا کہ پیدا کرکے نا پیدا کرون

مین تو خواہان اجل ہون چارہ گر کو یہ تلاش
ڈھونڈھکر سارے زمانے مین دوا پیدا کرون

یہ بتا دیتے ہین دشمن کو بھی اکثر راہ دوست
خضر مر جائین تو کوئی رہنما پیدا کرون

جو زمانے سے نرالا ہو فلک سے ہو جدا
فکر ہے انکو وہ انداز جفا پیدا کرون

روز اک دل میرے سینے مین خدا پیدا کرے
اور مین ارمان اس دل مین نیا پیدا کرون

غیر کو میرے جلانے کے لیے پیدا کیا
ہان تو یہ تھا آدمی ہر کام کا پیدا کرون

ہاے کیون آیا نہ صورت آفرین کو یہ خیال
آئینگے کس کام یہ بت انکو کیا پیدا کرون

سب دکھانیکے ہین قابل دلمین جتنے داغ ہین
کونسا پوشیدہ رکھون کونسا پیدا کرون

۲۲۰ دل کو ہے اے داغ عمر جاودان کی آرزو
مین کہان سے چشمۂ آب بقا پیدا کرون ۹

وہ سو یا بھی تو یون سو یا بت عیار پہلو مین
کہ رکھکر تکیہ شب کو کھینچ لی دیوار پہلو مین

حرارت عشق کی دلمین برہمن کی نہین ورنہ
برنگ موے آتش دیدہ ہوز نار پہلو مین

چھپایا ہے ترے تیرونکو تیری ہی نگاہون سے
ہزارون بار سینے مین ہزارون بار پہلو مین

اُسے لائین مجھے لیجائین یا پیغام پہونچائین
یہ کیا کرتے ہین سب بیٹھے ہوے غمخوار پہلو مین

جگر کی ناتوانی مین کہون یا دل کی رنجوری
ادہر بیمار پہلو مین اُدہر بیمار پہلو مین

کلیجا پیستا ہے دل مسلتا ہے کوئی پیہم
کہان سے آگئی ظالم تری رفتار پہلو مین

مریضِ شیخ صاحب آپکو سر پر بٹھا لینگے
بٹھاتے ہین بھلا ایسونکو کب مےخوار پہلو مین

یہ بجلی کیطرح تڑپے یہ سیمل کی طرح لوٹے
رہا تو کیا رہا اگر دل رہا بیکار پہلو مین

۲۱۱ ۱۱

یہ نقشہ ہو گیا ہے داغ اب تو آنکی محفل کا
کہ ہر دم آئینہ ہے سامنے اغیار پہلو مین

کیون نا امید ہون وہ خدا ہے بستر مرون
فردوس و اعظو کوئی قارون کا گھر نہین

وہ مست ناز ہو کہ کسی کی خبر نہین
اپنے ہی حال پر تمہین اب تو نظر نہین

آتا ہے مجکو یاد سوال وصال پر
کہنا کسی کا ہائے وہ منہ پھیر کر نہین

کیونکر یقین ہو کہ کیا وعدہ غیر سے
ہمنے سُنی ہے منہ سے ترے عمر بھر نہین

دو ہوتے میرے دشمن جان ایک ہی جگہ
اچھا ہوا کسی کا ترے دلمین گھر نہین

مین صبر دے بھی لونگا دل بیقرار کو
ٹھہرے جو ایک پل وہ تمہاری نظر نہین

ثابت جو بغض و کین ہو تو آجاے مجکو صبر
پھر کیا ہے دلمین آپکے یہ بھی اگر نہین

وحشت مین شغل چاک گریبان کا ہو گیا
اب ہاتھ بھی مرا دل بیتاب پر نہین

رہتا ہے کوئی جوش جنون بے اثر کیے
وحشت کی جو نہ لے وہ مرا چارہ گر نہین

بیشک مجھے ہے عشق ترا پر خدا گواہ
جتنا ترے گمان مین ہے اسقدر نہین

۲۱۲ ۱۱

اے داغ کب چھپائے سے چھپتا ہے آفتاب
شہرہ کہان نہین ہے تمہارا کدھر نہین

رخنہ گر پہ بت ہون یون اسلام مین
دخل ہے کس کو خدا کے کام مین

جنگ ہے ایک ایک مے آشام مین
بچ رہی تھی کس کی جھوٹی جام مین

گالیان دیکر پھڑک جاتے ہین آپ
کیا مزا ہے تلخیٔ دشنام مین

جب وہ سنتے ہین بنا لیتے ہین منھ
مل گیا کیا زہر میرے نام مین

ناز ہم سے اور دشمن سے نیاز
طاق ہے وہ فتنہ گر ہر کام مین

جب شب غم کی دعا آئی ندا
صبح محشر ہے ابھی آرام مین

دل سے وابستہ ہین لاکھون خسرتین
زلف سے بڑھکر پھنسے اس دام مین

شور یارب سے وہ کافر ڈر گیا
ہے اثر بیشک خدا کے نام مین

کوئے جانان کی زمین ہے فتنہ خیز
آسمان ہے مفت کے الزام مین

چشم دلبر نے دکھایا یہ طلسم
دل نہین دیکھا کسی بادام مین

۲۱۳ داغ زاہد سے کہو کہنچتی ہے مے ۱۴
ہو شریک اس کار نیک انجام مین

فلک دیتا ہے جنکو عیش اُنکو غم بھی ہوتے ہین
جہان بجتے ہین نقارے وہان ماتم بھی ہوتے ہین

گلے شکوے کہان تک ہونگے آدھی رات تو گذری
پریشان تم بھی ہوتے ہو پریشان ہم بھی ہوتے ہین

جو رکھے چارہ گر کا فور دونی آگ لگجائے
کہین پر زخم دل شرمندۂ مرہم بھی ہوتے ہین

وہ آنکھین سامری فن ہین وہ لب عیسےٰ نفس دیکھو
مجی پر سحر ہوتے ہین مجی پر دم بھی ہوتے ہین

زمانہ دوستی پر ان حسینون کی نہ اترائے
یہ عالم دوست اکثر دشمن عالم بھی ہوتے ہین

بظاہر رہنما ہین اور دلمین بدگمانی ہے
ترے کوچے مین جو جاتا ہے آگے ہم بھی ہوتے ہین

ہمارے آنسوؤنکی آبداری اور ہی کچھ ہے
کہ یون ہونیکو روشن گوہر شبنم بھی ہوتے ہین

ہمارے ساتھ ہی پیدا ہوا ہے عشق اے ناصح
جدائی کسطرح سے ہو جدا تو ہم بھی ہوتے ہین

خدا کے گھر میں کیا ہے کام زاہد بادہ خواروں کا
جنھیں ملتی نہیں وہ تشنۂ زمزم بھی ہوتے ہیں

نہیں گھٹتی شب فرقت سے اکثر ہم نے دیکھا ہے
جو بڑھ جاتے ہیں حد سے وہ ہی گھٹکر کم بھی ہوتے ہیں

بجا ہے دن پہ رہن کیا چار گز دست وحشت سے
کہیں ایسے گریبان دامن مریم بھی ہوتے ہیں

طبیعت کی کجی ہرگز مٹائے سے نہیں مٹتی
کبھی سیدھے تمھارے گیسوئے پرخم بھی ہوتے ہیں

جو کہتا ہوں کہ مرتا ہوں تو فرماتے ہیں مر جاؤ
جو غش آتا ہے تو مجھ پر ہزاروں دم بھی ہوتے ہیں

۲۱۴

کسی کا وعدۂ دیدار تو لے داغ برحق ہے
مگر یہ دیکھیے دل شاد اُسدن ہم بھی ہوتے ہیں

۱۳

روح کو چین ہجوم غم دلبر میں نہیں
صاحب خانہ کو آرام بھرے گھر میں نہیں

کچھ بجز یاس امید اب مشکل مری آسان ہوگی
جو رکاوٹ ترے دل میں ہے وہ خنجر میں نہیں

اے غم عشق نہ جا نامرے دل سے باہر
ایسے مہمان کی توقیر کسی گھر میں نہیں

کیوں تڑپتے ہو جو گھبرائے ہوئے پھرتے ہو
یہ وہ گردش ہے جو میرے بھی مقدر میں نہیں

کیوں نہ بیدار کرو تو بھی غنیمت جانو
تم سے امید کسی طرح کی محشر میں نہیں

کیجیے لطف وعنایت کا بھروسا کیا ہو
کہ گھڑی بھر میں اگر ہے تو گھڑی بھر میں نہیں

دل کہ ہے ڈوبنے کا مزہ حلق کی برش میں کہاں
نگہ ناز کی تیزی دم خنجر میں نہیں

لکھ لیے جاتے ہیں جو شیفتہ کہلاتے ہیں
کونسا نام ہے جو آپ کے دفتر میں نہیں

تیرا اک جہان اور بنا دے یارب
ہے لب عہد شکن پر ابھی محشر میں نہیں

سحر جانو نے جو منھ پھیر لیا اے قاتل
عرق شرم تو آب دم خنجر میں نہیں

ہمہ تن درد ہو عاشق تو مزہ ہے یہ کیا
سر میں ہے دل میں نہیں دل جو ہے پیکر میں نہیں

سینے کیا جانیے کیوں سجدہ کیا اُس بت کو
جانتا ہوں کہ خدا اور ہے پتھر میں نہیں

۲۱۵ غیر کے عیش سے جلتا ہے عبث تو اے داغ
۱۱ اُسکی تقدیر میں ہے تیرے مقدر میں نہیں

جب سر رہگذار پھرتے ہین — وہ بہت ہوشیار پھرتے ہین
کسکی آمد ہے میرے بالین پر — مضطرب غمگسار پھرتے ہین
عشق خانہ خراب کے ہاتھون — دربدر شہر یار پھرتے ہین
میکدے مین عجب تماشا ہے — چار بیٹھے ہین چار پھرتے ہین
حشر مین اینڈتے ہوے یارب — کسکے تقصیر وار پھرتے ہین
بات پر اپنی جان دیدین گے — قول سے جان نثار پھرتے ہین
دن مرے ہاے دیکھیے کسدن — اے شب انتظار پھرتے ہین
صدقے ہوتے ہین شمع رو اُس پر — گرد پروانہ وار پھرتے ہین
وہی کوچہ ہے اُسکا اے قاصد — کہ جہان بیقرار پھرتے ہین
ہاے اُنکا خرام مستانہ — پی کے جب بادہ خوار پھرتے ہین

۲۱۶ داغ کا ذکر سنکے وہ بولے
۱۲ کیسے کیسے ہزار پھرتے ہین

گر نہ بے اپنا ٹھکانا دشمن — دوست نادان ہین دانا دشمن
دیکھے گر اس کی پلک یا اللہ — تو ہو تیرون کا نشانا دشمن
دیدہ تر نہ بہانا آلسو — ڈھونڈھتے ہین یہ بہانا دشمن
دوست کو دوست نہ سمجھا تمنے — اور دشمن کو نجانا دشمن
دوستی کی نہ رہی بہر امید — کاش ہو جاے زمانا دشمن

دشمن جان ہین بہت پر لے عشق | تجھے جانا سے تجھے مانا دشمن

۲۱۷ | تم سمجھتے ہو اسے یار قدیم
۱۰ | دل سے ہے اے داغ پرانا دشمن

مزے عشق کے کچھ وہی جانتے ہین | کہ جو موت کو زندگی جانتے ہین
شب وصل لین اونکی اتنی بلائین | کہ ہمدم مرے ہاتھ ہی جانتے ہین
نہو دل تو کیا لطف آزار و راحت | برابر خوشی ناخوشی جانتے ہین
جو ہے میرے دل مین اُنھین کو خبر ہے | جو مین جانتا ہون وہی جانتے ہین
پڑا ہون سر بزم مین دم چرائے | مگر وہ اُسے بیخودی جانتے ہین
کہان قدر ہمجنس ہمجنس کو سے ہے | فرشتون کو بھی آدمی جانتے ہین
کہون حال دل تو کہین اس سے حاصل | سبھی کو خبر ہے سبھی جانتے ہین
وہ نادان انجان بھولے ہین ایسے | کہ سب شیوۂ دشمنی جانتے ہین
نہین جانتے اسکا انجام کیا ہے | وہ مرنا مرا دل لگی جانتے ہین

۲۱۸ | سمجھتا ہے تو داغ کو رند زاہد
۱۰ | مگر رند اُسکو ولی جانتے ہین

چاک ہو پردۂ وحشت مجھے منظور نہین | ورنہ یہ ہاتھ گریبان سے کچھ دور نہین
وصل سے یاس ہوا ایسا دل مہجور نہین | بت اگر دور ہے مجھسے تو خدا دور نہین
چھین لین دل کو اگر وہ تو یہ مجبوری ہے | مین کہے جاؤنگا محتاج ہون مقدور نہین
سجدے کرنے سے مٹا خط جبین اے زاہد | ہم کہے دیتے ہین قسمت مین ترے حور نہین
دل کو ہوتی ہے خبر آپ کہین یا نہ کہین | ہمکو معلوم ہے وہ بات جو مشہور نہین

محتسب مانع حلت ہے گمان مے سے
سو نگنے کو بھی میسر مجھے انگور نہین

لب تک آئی تھی شکایت کہ محبت نے کہا
دیکھ پچتاے گا خاموش یہ دستور نہین

رات دن نامہ و پیغام کہان تک ہونگے
صاف کہدیجیے ملنا ہمین منظور نہین

تمنے دی کوہکن و قیس سے مجکو نسبت
کوئی دیوانہ نہین مین کوئی مزدور نہین

۲۱۹ کیا کرے داغ کوئی اُسکی محبت کا علاج
وہ کلیجا ہی نہین جس مین یہ ناسور نہین ۱۱

گلے ملا ہے وہ مست شباب برسونمین
ہوا ہے دل کو سرور شراب برسونمین

خدا کرے کہ مرا انتظار کا نہ مٹے
مرے سوال کا وہ دین جواب برسونمین

بچین گے حضرت زاہد کہین بغیر پیئے
ہمارے ہاتھ لگے ہین جناب برسونمین

حیا و شرم تمہاری گواہ ہے اسکی
ہولے ہے آج کوئی کامیاب برسونمین

یہ ضعف دل ہی کی خوبی ہے بلکہ ہے احسان
کبھی ہوا تو ہوا اضطراب برسونمین

شب وصال اُسے کیون نہ شرم آجائے
جب آئینہ سے بھی ٹوٹے حجاب برسونمین

ہمارے بعد کچھ ایسا ہوا مزاج اُن کا
کہ لطف روز ہے سب پر عتاب برسونمین

نگاہ مست سے اُسکی ہوا یہ حال مرا
کہ جیسے پی ہو کسی نے شراب برسونمین

کہان ہوا ہے رخ یار قابل بوسہ
یہ دن دکھائے گا یہ آفتاب برسونمین

نہ کیون ہو ناز مجھے اپنے دلبر اے ظالم
کیا ہے تونے جسے انتخاب برسونمین

۲۲۰ وہ بولے داغ کی صورت کو ہم ترستے ہین
ملا ہے آج یہ خانہ خراب برسون مین ۱۱

یہ فتنہ آتش الفت کا پہنچے گا نہ محشر مین
لگی ہے آپکے گھر سے بھبھکی آپکے گھر مین

خمار آلودہ آنکھین بل جبین پر درد ہے سر مین
ہے تم رات بھر بیچین کس کمبخت کے گھر مین

ہوا جب چاک دامن بار سا لکھے گئے یوسف
پھٹے مین پاؤن یہ ضرب المثل ہے نام دفتر مین

مزا جاتا رہا چوری چھپے بھی دیکھ لینے کا
لگا دی غیر کی تصویر اُسنے روزن در مین

تری تو میکشی بھی جھوٹ سے خالی نہین ظالم
مجھے ملتی ہے وہ جو بچکے رہجاتی ہے ساغر مین

بدل جائیگی قسمت حشر کو اہل مصیبت کی
نہین ہے جب بھی تو ہو جائیگا میرے مقدر مین

مذمت کر رہا ہے بادۂ انگور کی واعظ
مزا جب ہے کہ ہو ایسی ہی تلخی آب کوثر مین

اثر ہوتا ہے ایسا جذب کامل انکو کہتے ہین
بجاے آب خون بیگنہ ہے تیرے خنجر مین

تڑپکر لوٹکر رویا ہون مین جسدم شب فرقت
تو عالم موج دریا کا رہا ہے چین بستر مین

نکال اہل حسد کی بیگنا ہی ورنہ اے واعظ
رقیبون سے گلے ملنا پڑے گا مجکو محشر مین

۲۲۱ چلو کعبے ملے گی دولت وصل صنم تمکو ۹
کمی کس چیز کی اے داغ ہے اللہ کے گھر مین

کوئی اب تجھ سے آرزو ہی نہین
اب جو دیکھا تجھے وہ تو ہی نہین

ناصحون سے کلام کون کرے
اپنی ایسون سے گفتگو ہی نہین

اسقدر نازہے تمھین کیا کیا
کوئی دنیا مین خوبرو ہی نہین

جو ترے لطف سے نکل جائے
وہ مرے دل کی آرزو ہی نہین

ہے وہ صورت پرست بھی دیکھو
فقط آئینہ عیب جو ہی نہین

روکش اُسکا ہو کیا گل فردوس
وہ نزاکت وہ رنگ و بو ہی نہین

سادہ لوحی تو عشق مین دیکھو
جانتا ہون کوئی عدو ہی نہین

تیغ تیری عبث ہے تشنۂ خون
اس تن زار مین لہو ہی نہین

۲۲۲ عشق مین وضع کیا ہے اے داغ ۱۳
کب تجھے پاس آبرو ہی نہین

ردیف واو

ضعف سے بیمار الفت کیا نکالے ہاتھ پاؤ
اس تپ اعضا شکن نے توڑ ڈالے ہاتھ پاؤ

تجھسے کیا نسبت کہ تھے لیلیٰ کے کالے ہاتھ پاؤ
حق نے تیرے نور کے سانچے مین ڈھالے ہاتھ پاؤ

ہاتھ پکڑے مجکو کھینچے پھر سود حشت بلا
اے جنون اب کر لیے تیرے حوالے ہاتھ پاؤ

صدقے اسی قید کے قربان اس زنجیر کے
وہ کہے یہ مجھسے جب جانین چھٹالے ہاتھ پاؤ

آپ اور مجکو تہ زانو باکر کیجیے ذبح
بیٹھے رہیے بس ہین صاحب دیکھے بھالے ہاتھ پاؤ

خواہ باندہین خواہ جکڑین انکو زنجیر دمین وہ
ہمنے اُن لفونکے ہاتھون بیچ ڈالے ہاتھ پاؤ

درد سے ہو ہم اسیرونکی خبر کیونکر اُسے
صورت زنجیر کب کرتے ہین نالے ہاتھ پاؤ

دوڑنے دو اپنی رہ مین پیٹنے دو سر مجھے
ذبح سے پہلے ہی یہ مجرم تھکالے ہاتھ پاؤ

سیکڑونکو قتل لاکھونکو کیا ہے پائمال
یہ نکالے میر بجان تمنے نرالے ہاتھ پاؤ

ہاتھ مجھے جیب سے پھر یا ؤن لپٹے خار سے
ہمنے زندانسے نکلتے ہی نکالے ہاتھ پاؤ

سرسنان نے سینہ خنجر نے لیا ناوک نے دل
ہین یہ تیری نذر اے تیغ جفا لے ہاتھ پاؤ

ذبح کرتے ہین ہی پامال کرتے ہین یہی
پھر بچا ئے رکھتے ہین یہ حسن والے ہاتھ پاؤ

۲۲۳ کر دیا ہے چور ہمکو نشۂ الفت نے داغ ۹
اب بھلا کوئی سنبھلتے ہین سنبھالے ہاتھ پاؤ

سچ ہے تیری ہے آرزو مجکو
کہین جینے دے یون ہی تو مجکو

بندۂ نو خرید ہون ہر دم — رکھیے آنکھون کے روبرو مجھکو
کل تک اُسکی تلاش تھی لیکن — آج ہے اپنی جستجو مجھکو
پہلے وہ تھا کہ تم نہ تھے آگاہ — اب وہ ہون سن لو کو بکو مجھکو
حشر مین کیا کہونگا جب وہ کہین — کیا نہین جانتا ہے تو مجھکو
وان شکایت پہ وہ حکایت ہے — کہ نہین جاے گفتگو مجھکو
اے حیات دو روزہ لے آئی — کن گرفتاریون مین تو مجھکو
نکہت گل ہے ناگوار دماغ — کیا سمائی ہوئی ہے بو مجھکو

۲۲۴ — داغ یکسو ہو خوش نہین آتی — نہ امیدی نہ آرزو مجھکو — ۹

دکھانا گر تمھین مد نظر ہے روے روشن کو — لگایا کیون ہے پردہ تم لگا دو آگ چلمن کو
ہمین صیاد گلشن مین بھی تھا شوق گرفتاری — بنایا بار ہا شکل قفس اپنے نشیمن کو
خدا چاہے اگر سنگین دلون کو سرنگون کرنا — تو پھر کیا ہے عجب گر بت کرے سجدہ برہمن کو
دم بسمل ہوئی کیون دیر اپنی دم نکلنے مین — قضا کیا مژدہ پہنچانے گئی تھی میرے دشمن کو
ملین روز ازل ہم غمزدو نکو نعمتین کیا کیا — دل بیتاب ماتم کو لب فریاد شیون کو
اسے کہتے ہین وصل عاشق و معشوق اے قاتل — کہ ملکر تیرے خنجر نے نچھوڑا میری گردن کو
لباس عاشق دیوانہ بھی گویا ہے دیوانہ — گریبان آستین کو آستین لپٹی ہے دامن کو
ستم تیرے جو دیکھے جلگئے معشوق سے عاشق — بجھاتے ہین پر پروانہ میری شمع مدفن کو

۲۲۵ — اجل کے ہاتھ سے اے داغ بچنے کا نہین کوئی — نچھوڑا دوست کو اسنے نہ یہ چھوڑے گی دشمن کو — ۱۵

پوشیدہ جب ہو راز کہ منہ مین زبان نہو
ہم بات بھی کرین تو بغیر از فغان نہو

لے جائین آہ مجکو مری بدگمانیان
ظالم وہان کہ تیرا پتا بھی جہان نہو

رکھنا ہماری خاک سے کچھ راہ اے صبا
مرقد مین بند سوز جگر کا دھوان نہو

مارا نگاہ ناز سے پہلے جگر پہ تیر
پھر اوسپہ حکم یہ ہے کہ لب پر فغان نہو

زاہد عذاب عشق صنم لطف حق سمجھ
یعنے عذاب ہم کو یہان ہو وہان نہو

کچھ چاہیے بشر کے لیے غم کی چھیڑ چھاڑ
ہم بھی نہون اگر ستم آسمان نہو

اوٹھونگا خاک ہوکے تری رہگذر سے مین
تا بعد مرگ میرا جنازہ گران نہو

نیرنگیے چمن بھی مجھے یاد آگئی
گل پر ہوا گمان کہ برگ خزان نہو

تم کو مزا نہ دے گی کبھی داستان عشق
جبتک ہمارے منہ سے یہ قصہ بیان نہو

کہتے ہین لوگ زیر زمین جس کو آسمان
وہ کشتگان آتش غم کا دھوان نہو

باز آئے ایسے لطف سے جو ہو ستم شریک
ظالم خدا کے واسطے تو مہربان نہو

رکھتے ہین کیا چھپا کے غم یار دل مین ہم
ڈر ہے کہ یہ نصیب دل دشمنان نہو

اس بیخودی مین مین نے گذاری شب فراق
زندہ ہون پر گمان ہے کہ تجھکو گمان نہو

نانے کو قیس کیا نہ لگائے راہ پر
لیلے کا راز دار اگر ساربان نہو

تہمت کسی کو ظلم کی اے داغ کیون لگائین
شکوہ تبون سے کیا جو خدا مہربان نہو

۱۲۶

یہ سن سن کے مرنا پڑا ہر کسی کو
نہین مرتے دیکھا کسی پر کسی کو

خدا دے تو دے اپنا غم ہر کسی کو
کرے پر نہ مائل کسی پر کسی کو

نجاؤنگا تنہا بہشت بریں مین
کہ لے جاؤنگا دل کے اندر کسی کو

یہ بجلی نہین جسکی اک سیر کرلی — تڑپ جاؤ دیکھو جو مضطر کسیکو
فکر ناصحا ایسی دیوانی باتین — یہ کیا کھینچ مارا جو پتھر کسیکو
زہے منصفی قتل تو نے کیا ہے — وفا لیکو دغا پر کسیکو
مجھے دیکھ لو ہو کے چین برجبین تم — نہ دیکھا ہو گر زیر خنجر کسیکو
محبت مین جسجا گے لٹ گئے ہم — لیا دل کسی نے دیا سر کسیکو
رہے تشنۂ دید مشتاق اُنکے — ملا بھی تو زہر آب خنجر کسیکو
بہت چھیڑ کر ہم کو پچھتائیے گا — ستاتے نہین بندہ پرور کسیکو

یہ کہتی ہے اے داغ جنون تمہاری
کہ تم چاہتے ہو مقرر کسیکو

۲۲۷ — ۱۱

وقت آخر پوچھتے ہو کیا ہماری آرزو — اشکباری ہے تمنا بیقراری آرزو
خاک کرتا ہے تغافل گرچہ ساری آرزو — اُسپہ تجھ سے آرزو دل بے ہماری آرزو
ایک سے ہے ایک الفت مین گرانبار الم — دل ہے مجھپر بار تو ہے دلپہ بھاری آرزو
چشم تر گریہ سے کب نکلے مرے دل کی مراد — ساتھ اشکون کے نہین ہونیکی جاری آرزو
کہدو یہ اہل ہوس سے لے رطھین کام آئے گی — کوڑیون کے مول بکتی ہے ہماری آرزو
گر لگا رکھنے کا مشتاقون کی آجائے مزہ — تم کو ہو جائے مری امیدواری آرزو
نبھ گئی اک وضع سے ابتک تو آگے دیکھیے — چھوڑتی ہے یا نہین یہ وضعداری آرزو
کون تہا مجھسا تمنائی کہ برسون میرے بعد — قبر پر آآکے چلائی پکاری آرزو
لطف حسن و عشق تو جب ہے کہ دلسے دل ملے — کچھ ہماری آرزو ہو کچھ تمہاری آرزو
رفتہ رفتہ تیر سینے سے مرے قاتل نکال — لطف کیا نکلے اگر اک بار ساری آرزو

۲۲۸

پھر مرے داغ کہن اے **داغ** تازہ ہو گئے
دل مین آئی صورت یار بہاری آرزو

۹

کیا چاک کیا تو نے مرے جان مرے دل کو
میرا ہی بنایا ہے گریبان مرے دل کو

اک کھیل ہوئی الفت جانان مرے دل کو
دشوار جو مجکو ہے وہ آسان مرے دل کو

تجکو ہے قسم درد محبت مرے دل کی
تو چین نہ دینا کسی عنوان مرے دل کو

پھر حسرت و ارمان و تمنا بھی نہونگے
اے یاس کر بے سر و سامان مرے دل کو

یا اُس بت گمراہ کو لا راہ وفا پر
یا پھیر دے اے گردش دوران مرے دل کو

اچھی لی اچھا نہین کچھ دل کا لگانا
یہ لگ گئی اے ناصح نادان مرے دل کو

تاثیر دکھا جائے محبت تو عجب کیا
سینے سے لگا آج مرے جان مرے دل کو

کچھ دور نہین بتکدہ وہ کعبہ سمجھ لین
کافر تری آنکھون کو مسلمان مرے دل کو

۲۲۹

ہے لطف تو یہ تجکو ہو محشر مین بھی انکار
اور **داغ** کہے تو نے لیا ہان مرے دل کو

۹

جوہر دکھا دو صاحب جوہر کے روبرو
ہے قدر آئینے کی سکندر کے روبرو

دل لیچلا ہے باندھکے دلبر کے روبرو
جاتا ہے اک اسیر ستمگر کے روبرو

کہتا ہے سرو شاخ ثمر ور کو دیکھ کر
مفلس ہے بے وقار تونگر کے روبرو

روکر تہی شکم کو بھرین کیون نہ اہل حرص
شیشے کو ہچکی لگتی ہے ساغر کے روبرو

دُر ہے کہے نہ یار سے چرخ ستم شریک
رویا ہون شب کو دیدۂ اختر کے روبرو

اس بت مین اک خدائی کا جلوہ ہے ورنہ شیخ
سجدے کیے سے فائدہ پتھر کے روبرو

آلنسو بہا رہا ہون خط یار پڑھ کے مین
یون دانہ ڈالتا ہون کبوتر کے روبرو

حاصل ہوئی یہی عقل فلاطون اگر تو کیا
چلتی نہیں کسی کی مقدر کے روبرو

(۲۳۰) ۹
اے داغ ہوگا ہم سے کسی کا جواب کیا
مقدار چشمہ کیا ہے سمندر کے روبرو

طریق عشق میں اے دل ہیں پیچ و خم سو سو
غلط پڑے ہیں یہاں خضر کے قدم سو سو

برس پڑے وہ مجھے دیکھکر خدا کی پناہ
ہزار ناز ہر اک ناز میں ستم سو سو

دل شکستہ کا مضمون لکھا نہیں جاتا
کہ ایک نکتہ پہ ٹوٹا کیے قلم سو سو

ہزار جلوے سے معمور ہے یہ کافر دل
اس ایک سنگ سے پیدا ہوئے صنم سو سو

خطر ہے پھینک نہ دے مرغ نامہ بر مکتوب
کہ نامے باندھتے ہیں ایک پر میں ہم سو سو

کہلیں ہم سے کبھی پیچ انکی باتونکے
جو ایک بات کے پہلو نہ ہم نکالیں سو سو

بنو گے حشر میں تم داد خواہ کس کس کے
یہی سوال وہ کرتے ہیں دمبدم سو سو

بہار خلد سے آباد تھا جہان آباد
ہر ایک کوچے میں تھے گلشن ارم سو سو

(۲۳۱) ۱۵
ابھی سے چرخ کی گردش کا داغ کیا شکوہ
ابھی تو لائے گا چکر یہ ستم سو سو

ہم تو مرتے ہیں ادا پر دلستان ہو کوئی ہو
دوست دشمن مہربان نامہربان ہو کوئی ہو

اُسنے لی ہے دست نازک میں جو بڑھکر عیسیٰ تیغ
یا الٰہی نیم بسمل نیمجان ہو کوئی ہو

شاد ہوں کیا وعدۂ فردا سے خلوت گر میں
یہ تو ممکن ہی نہیں ہے تو جہان ہو کوئی ہو

سر میں ہو گرد نمیں ہو پہلو میں ہو سینے میں ہو
تیغ ہو خنجر ہو پیکاں ہو سنان ہو کوئی ہو

غیر اچھا میں برا سچے ہو تم جھوٹے نہیں
آدمی کا آدمی راحت رسان ہو کوئی ہو

میرے قصہ میں برائی کیا ہے سن تو لیجیے
خواب راحت سے غرض ہے داستان ہو کوئی ہو

آدمی کیواسطے چشم بصیرت چاہیے
دل سے ہو منظور نظر وہ نہاں ہو کوئی ہو

ہم نہین اے آہ تو سارا زمانہ ہیچ ہے
پھونکدے سبکو زمین ہو آسمان ہو کوئی ہو

اس فلک پہ کیا ابھی کچھ تھا ابھی کچھ ہو گیا
غم ہو یا شادی ہو لیکن جاودان ہو کوئی ہو

آشنا حرف تمنا سے ہو تو کیجیے قلم
مین نہین کہتا کہ میری ہی زبان ہو کوئی ہو

وہ نہو تو یاس ہو یہ تو نہو کوئی نہ ہو
خانۂ دل مین الٰہی میہمان ہو کوئی ہو

غیر کو کیون چھوڑتے ہو قتل گاہ عام مین
امتحان کی جبکہ ٹھہرے امتحان ہو کوئی ہو

بزم دشمن مین ہے اذن عام یارب بیمحل
حشر ہو طوفان ہو مرگ ناگہان ہو کوئی ہو

مدفن عشاق پر کافی ہے تیرا نقش پا
عاقبتان بے نشانونکا نشان ہو کوئی ہو

۲۳۲ بعد مجنون داغ سے آباد ہے دشت جنون
اس خرابی کے لیے بے خانمان ہو کوئی ہو ۹

نالہ کھینچین گے اگر تاثیر اولٹی ہو تو ہو
راست ہے تدبیر کو تقدیر اولٹی ہو تو ہو

وہ بھی برہم مین بھی راضی قتل کا سامان درست
اب روان گردن پہ گر شمشیر اولٹی ہو تو ہو

کرلیا وعدہ انھون نے ہو گئی تدبیر وصل
اور اسپر بھی اگر تقدیر اولٹی ہو تو ہو

کچھ خیال وصل سے ایدل نہین ہوتا وصال
ہان مگر اس خواب کی تعبیر اولٹی ہو تو ہو

ہم گنہگارون کا لکھا ہو سکے تبدیل کیا
نامۂ اعمال کی تحریر اولٹی ہو تو ہو

مر بھی جاؤن تو نہو انکو مرا مردہ عزیز
بلکہ میری لاش کی تشہیر اولٹی ہو تو ہو

ہمنے جو نالہ کیا تدبیر اپنی ہے درست
عقل تیری آسمان پیر اولٹی ہو تو ہو

اُس ستمگر سے دل نافہم امید کرم
ہیگنا ہی پر تجھے تعزیر اولٹی ہو تو ہو

۲۳۳ سیدھی سیدھی ہم تو باتین انکو کہکھینگے داغ
وان اولٹ پھیرون کی گر تقریر اُلٹی ہو تو ہو ۱۳

اے فلک چاہیے جی بھر کے نظارا ہم کو
جا کے آتا نہیں دنیا میں دوبارہ ہم کو

کبھی ایما نہ کنایہ نہ اشارا ہم کو
کم نگاہی نے تیری جان سے مارا ہم کو

ہم کسی زلف پریشان کیطرح اے تقدیر
خوب بگڑے تھے مگر خوب سنوارا ہم کو

جب کھنچے اُنسے ہوے اور زیادہ مضطر
مرض عشق کے پرہیز نے مارا ہم کو

شکر صد شکر کہ اب قبر میں ہم جا پہونچے
تو سن عمر نے منزل پہ اوتارا ہم کو

روز تکرار کرے کون خریداروں سے
دل کی اس گرمیٔ بازار نے مارا ہم کو

چل تو اے دل رہ الفت میں کہیں راہ نما
مل رہے گا کوئی اللہ کا پیارا ہم کو

اب تو ہم تذکرۂ غیر پہ آفت بھڑے
پھر قیامت ہیں جو چھیڑو گے دوبارہ ہم کو

یا تیں اس آئینہ رو کی بھی ہیں گویا کہ طلسم
آج تو خوب ہی شیشے میں اوتارا ہم کو

آپ سے اب نہ بنے گا کوئی سودا اپنا
پھیر دیجیے دل بیتاب ہمارا ہم کو

ہم سیہ رو ہیں سو امرد مک چشم سے بھی
پر جو دیکھے تو کہے آنکھ کا تارا ہم کو

بدسلوکی میں مزہ کیا ہے مزہ ہے اس میں
کہ ہمارا ہو تمھیں پاس تمھارا ہم کو

بحر ہستی میں ہوے کشتیٔ طوفانی ہم
نہیں ملتا کہیں اے داغ کنارا ہم کو

۲۲۴ ۹

وہ طریق مہر و وفا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
تمھیں روز یاد دلاؤں کیا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کیا پہلے خط میں بہت رقم کہا پھر زبان سے اپنا غم
مگر اسپہ بھی مرا ماجرا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ہمیں کس کی شرم و لحاظ کیا یہ خدا کے واسطے کیا کہا

تمھین آئینے سے بھی تھی حیا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ کسی کا شکوہ کوئی مخل وہ کسی کا داغ کسیکا دل

وہ کسی کا کوئی تھا آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

مجھے ڈر ہے یہ نہون محبتین کہ بڑی ہین حشر کی مدتین

دم باز پرس مری خطا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

چڑھے ذہن پر نہ زبان پر اب مرے چار حرف وصال اب

تو پھر آگے کہنے کا لطف کیا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ابھی قول کرکے جو بھولے تم ہوئی اس سے تمھری عقل گم

کہ خدا کا نام بھی مہ لقا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

یہ کہان کہ بیٹھون ہزار مین تمھین شرم آتی تھی چار مین

یہ وہ دن ہی دن کا ہے ماجرا تمھین یاد ہو کہ یاد ہو

وہ جو داغ سحر بیان رہا کہ ثنا گر اُسکا جہان رہا

کوئی شعر اُسکا بُرا بھلا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

عرصۂ حشر مین اللہ کرے گم مجکو اور پھرو ڈھونڈھتے گھبرائے ہوئے تم مجکو

دیکھے مستی مین جو سرگرم تکلم مجکو کہے واعظ بھی کہ اللہ کوئی خم مجکو

غیرت ماہ کہے خسرو انجم مجکو نام کو داغ ہون کیا جانتے ہو تم مجکو

ساقیا اسمین کھنچی کیا کسی مجذوب کی روح کوئی کھینچے لیے جاتا ہے سو خم مجکو

جیسے آنکھو نمین سمائی ہین وہ کاذ نظرین رات دن اپنی نظر سے ہے تو ہم مجکو

یا سنا دے مرے مطلب کی کوئی اے ناصح یا یہ کہدے کہ نہین تاب تکلم مجکو

ساقیا نشہ ہے کیا تری آنکھین کم ہین
کہ ملے جام مجھے شیشہ مجھے خم مجکو

جم گئی گردہ میکدہ مجھپر واعظ
خاک سے پاک کرے بحر نہ قلزم مجکو

سہم جاتی ہے خوشی ڈرتی ہے فرحت مجھ سے
کبھی آتا ہے تو دزدیدہ تبسم مجکو

جب گئی کہہ کے گئی میری دعا سے تاثیر
گم کرے تجھکو خدا تو نے کیا گم مجکو

مین نے اس حال پہ بھی دلکو بہت سمجھایا
ضعف سے گرچہ نہ تھی تاب تکلم مجکو

تم کہان غیر کہان جھوٹ غلط محض دروغ
خفقان ہے یہ جنون ہے یہ توہم مجکو

ضعف نے نام کو تھوڑا سا نشان رکھا تھا
تو نے اے بیخودیٔ شوق کیا گم مجکو

ضبط وہ شے ہے کہ اے حضرت موسیٰ دیکھو
آپ دیتے ہین وہ تکلیف تکلم مجکو

لطف توبہ کا مزا توبہ کا یہ ہے زاہد
ضد سے ساقی نے پلائے ہین کئی خم مجکو

کیون نہ حیران و پریشان ہون سننے والے
مین بھلا تمکو کہون اور برا تم مجکو

مین بھی حیران ہون اے داغ کہ یہ ہے کیا بات
وعدہ وہ کرتے ہین آتا ہے تبسم مجکو

کیا ڈبوئے گا ترے عشق کا قلزم مجکو
موج ساحل ہے سفینہ ہے تلاطم مجکو

اپنے رونے پہ کچھ آیا جو تبسم مجکو
یاد نے اسکی کہا بھول گئے تم مجکو

دیکھ اے وادیٔ ایمن مجھے وہ خاک ہون مین
کہ فرشتون نے لیا بھر تیمم مجکو

رشک نے جلوۂ دیدار سے رکھا محروم
کہ رہے مد نظر دیدۂ مردم مجکو

دیکھنا چھیڑ مرے حشر مرے پاس آکر
کہتے ہین کون ہو نہین جانتے ہو تم مجکو

ہنستے ہنستے کبھی روتا ہون تصور مین ترے
روتے روتے کبھی آتا ہے تبسم مجکو

آتش تر سے یہ میخانہ ہے آتش خانہ
یان وضو چاہیے زاہد کہ تیمم مجکو

معجزہ حضرت عیسیٰ کا غلط بھی تو نہیں — درد اوٹھتا ہے وہ کہتے ہیں اگر تم مجکو
دل نے سرمایۂ صد راحت و آرام نشاط — کھو کے پایا تھا اُسے پا کے کیا کم مجکو
اس تمنا سے مرے در پے آزار نہ ہو — کہ مجھے ہو یہ گمان چاہتے ہو تم مجکو
غم و شادی یکے لیے شرط ہے الفت تری — نالۂ بلبل بے مجھے دے غنچہ تبسم مجکو
کیون گنہ لیتے ہین تھوڑی سی پلانے والے — کل ملے کوثر سے آج جو دے خم مجکو
دیکھنا پیر مغان حضرت زاہد تو نہین + — کوئی بیٹھا نظر آتا ہے پس خم مجکو
کیا کرے دیکھیے کوثر پہ مری تشنہ لبی — سوکھا جاتا ہے یہان دیکھ کے قلزم مجکو

۲۳۸ — مسکرائے مری میت پہ وہ منھ پھیر کے داغ — حشر تک یاد رہے گا یہ تبسم مجکو — ۱۷

اللہ رے تلون ابھی کیا تھے ابھی کیا ہو — شوخی ہو تو شوخی ہو حیا ہو تو حیا ہو
محشر مین اُسی بت کا طرفدار خدا ہو — جنت سے بدل جائے جہنم تو مزا ہو
بسمل کے تڑپنے کا تماشا تو ذرا ہو — تھم تھم کے چھری پھیریے رہ رہ کے جفا ہو
گھر اپنے گئے ہین وہ مٹاتے ہوے کسکو — یہ تو نہ ہو وہ غیر کا نقش کف پا ہو
برباد کرونگا اُسی کوچے مین وفا مین — کیون رکتی ہے آگے مرے اے باد صبا ہو
فریاد جگر نغمۂ سنے نالۂ بلبل — دلکش ہو کسی طرح کی ہو کوئی صدا ہو
کیون وصل کی حسرت سے دلسے نہین مٹتی — یہ کاش الٰہی اُسی بدخو کی دعا ہو
نیر نگئی خون شہدا دیکھ تو قاتل — پانی ہو بہائے سے لگائے سے حنا ہو
ہے عید کے اقرار پہ لی ہے رمضان مین نے — یہ قرض ادا ہو تو بڑا فرض ادا ہو
دعوی مجھے دل پر ہے زبان پر ہے تمھین ناز — یہ شرط ٹھہر جائے کہ جھوٹے کو سزا ہو

تعریف نے کوثر کی مجھے خوب پلائی
کیا بات ہے واعظ تری عقبیٰ کا بھلا ہو

بیوجہ چھپایا نہین قاصد نے خط انکا
ایسا نہو کمبخت کی مٹھی مین قضا ہو

کیا توبہ کرون عشق سے اے حضرت ناصح
ڈرتا ہون کہ یہ بھی نہ شب غم کی دعا ہو

اس دل سے مجھے لاگ ہے ہمپر تو مین ہون
تم شان وفا کان وفا جان وفا ہو

واعظ نکرے طعن مرے جرم و خطا پر
اسکا ہی اگر بخشنے والے کو مزا ہو

کیون نکرنہ پیرون کعبے سے بتخانہ کو زاہد
پھر جائے مرے ساتھ اگر قبلہ نما ہو

۲۳۸ ۱۷

کیون داغ کا نام آتے ہی نفرت ہوئی تمکو
اک شخص ہے وہ تم اُسے سمجھے ہوئے کیا ہو

کچھ سوچ سمجھ کر دل مضطر پہ جفا ہو
ایسا نہو اس مین کوئی تیری بھی ادا ہو

مینے جو کہا سیر ہو کل روز جزا ہو
فرماتے ہین واں بھی ہمین سچے ہون تو کیا ہو

کیون صبح شب وصل خدا کو مجھے سونپا
دشمن ہی کو دیجیے جو مرے حق کی دعا ہو

اسطرح سے قاصد نے تو رک رک کے کہا حال
جیسے کہ سبق پڑھ کے کوئی بھول گیا ہو

جلتا ہون الٰہی نفس سرد سے اپنے
اسکو نہ جلائے تو جہنم کو سزا ہو

دل ہم نے بنایا ہے ہدف تیر لگائے
اب جسقدر انداز کی چٹکی مین قضا ہو

ڈر ہے نہ اُگین خار مزہ قبر پہ میرے
یہ حسرت دیدار نہ انگشت نما ہو

قاصد یہ سمجھنا کہ یہی شہر ہے اُسکا
مشہور جہان نام تغافل کا حیا ہو

رنجش مری بڑھکر ہے تمھاری خفگی سے
مین جان سے بیزار ہون تم مجھسے خفا ہو

جی چاہتا ہے غیر کو دون اپنا مقدر
کیا اسمین برائی ہے کسی کا جو بھلا ہو

مین اور کرون دعوئے خون مجھسے نہو گا
تم چھوڑ بھی دو ہاتھ کوئی سوچتے کیا ہو

مطرب سے کہو اُنکو سنائے وہ سنینگے
جس ساز مین اک ٹوٹے ہوے دلکی صدا ہو

چاہت کا مزہ بعد ہمارے نہ ملے گا
ہر شخص سے تم آپ کہو گے ہمین چاہو

ہوتی ہے وہان روز جفا دن کی ترقی
اے ذوق فزون ہو ابھی اشوق سوا ہو

دیوانے لگاتے ہین عجب رنگ کی مہندی
جب آبلونمین خون چھلک آئے حنا ہو

بدلون نہ کبھی اور حسینون کی وفا سے
وہ کینہ بھی اچھا جو ترے دل مین رہا ہو

۲۳۹ ۱۳

اُس بت سے بگاڑی نہ بن آئے گی تمھین داغ
کیا پیش چلے جسکا طرفدار خدا ہو

کیا خود وعدہ عیاری تو دیکھو
دل آزارون کی دلداری تو دیکھو

مرے دل کی وفاداری تو دیکھو
پھر اُسپر اپنی عیاری تو دیکھو

کیا جب وعدہ آنے کا نہ آئے
اس آسانی کی دشواری تو دیکھو

بنا روز جزا جسکی سزا کو
مری قدر گنہگاری تو دیکھو

وہ کہتے ہین مرے غم مین نہ مرنا
یہ مجبوری یہ ناچاری تو دیکھو

بنا لین شرم آلودہ نگاہین
تغافل مین یہ ہشیاری تو دیکھو

مٹا نقش وفا اُس بت کے دل سے
ہماری گریہ وزاری تو دیکھو

نہ عاشق کا نہ یہ معشوق کا دوست
فلک کی تم ستمگاری تو دیکھو

پھنسایا اُس بت بیگانہ وش کو
محبت کی گرفتاری تو دیکھو

خدا سے بخشوانے کو ہین موجود
رقیبون کی طرفداری تو دیکھو

خدا نے دی ہین آنکھین دیکھنے کو
تم اپنی مردم آزاری تو دیکھو

نہ آئی قبر مین بھی نیند مجھکو
مری قسمت کی بیداری تو دیکھو

غزل کیا خاک لکھین حضرت داغ ۲۴۰ ۱۵
ہجوم کار سر کاری تو دیکھو

چلتے نہین ہین ساتھ مرے ہمسفر کے پانو ہر گام پر دبانے پڑے راہبر کے پانو
آنکھونکے بل چلونگا تری راہ شوق مین موے مژہ بنینگے مری چشم تر کے پانو
کیا مضطرب رہی شب فرقت مری عزیز پھرتے ہی پھرتے ٹوٹ گئے سارے گھر کے پانو
آتی ہے کوئے یار سے مستانہ کسقدر کیا لڑکھڑائے جاتے ہین باد سحر کے پانو
وقت خرام ناز تعجب نہین اگر فتنے بھی اُڑکے چوم لین اُس فتنہ گر کے پانو
ہے کچھ جواب سست مقرر کہ جواب ہر اُٹھتے ہین دیر دیر مرے نامہ بر کے پانو
چلکر وہ میرے ساتھ بتائین جو راہ دوست آب بقا سے دھوکے پیونگا خضر کے پانو
صیاد ہمنفس سے چھٹے بھی تو کیا چھٹے کس کام کے ہین طائر بے بال و پر کے پانو
لاکھونمین مجکو تاڑ گیا وہ نگاہ باز رکھا جو مینے محفل اعدا مین ڈر کے پانو
آتا وہ دوڑکر شب غم اے دعائے وصل اللہ نے بنائے نہین ہین اثر کے پانو
تھک تھکے بیٹھ جائے نہ کیون تیری راہ مین لوہے کے تو نہین ہین آدمی بشر کے پانو
وہ آئے کسطرح یہ گیا کس طریق سے ہین میرے دل کے پانو نہ تیری نظر کے پانو
سینے سے اپنے ساتھ اوڑا کر یہ لیگئے گویا تمھارے تیر تھے میرے جگر کے پانو
پہنچی ہے ایک آنمین باب قبول تک پھیلائے کیا دعا نے مرے ہاتھ بھر کے پانو

اے داغ آدمی کی رسائی تو دیکھنا ۲۴۱ ۱۴
سر پر دھرے ہین عرش نے خیر البشر کے پانو

جو دل قابو مین ہو تو کوئی رسوائے جہان کیون ہو

خلش کیون ہو طپش کیون ہو قلق کیون ہو فغان کیون ہو
مزا آتا نہین تم کھا کے تم سے کہا کر رنج و راحت کا
خوشی ہو غم ہو جو کچھ ہو الٰہی ناگہان کیون ہو
یہ مصرع لکھدیا ظالم نے میری لوح تربت پر
جو ہو فرقت کی بیتابی تو یون خواب گران کیون ہو
ہمیشہ آدمی کا آدمی غم خوار ہوتا ہے
یہی بے اعتباری ہو تو کوئی رازدان کیون ہو
بہت نکلین گے روز حشر تیرے جور کے خواہان
ستم کا حوصلہ دنیا مین صرف امتحان کیون ہو
غضب آیا ستم لوٹا قیامت ہو گئی برپا
یہ پوچھا تھا کہ تم آزردہ مجھسے میری جان کیون ہو
اونہین گو رنجش بیجا ہے لیکن ہے تو ہم سے ہے
محبت گر نہو باہم شکایت درمیان کیون ہو
گئے ٹھکرا کے مجکو اور پھر کہتے گئے یہ بھی
نصیب دشمنان تو پامال آسمان کیون ہو
نئی تاکید ہے ضبط محبت کی وہ کہتے ہین
جگر ہو تو فغان کیون ہو دہن ہو تو زبان کیون ہو
شریک دوسرے بزم عدو مین خاک ہوتے ہم
کسی نے رات بھر اتنا نہ پوچھا تم یہان کیون ہو

تحمل کر سکے کیا حسن نازک ان نگاہون کا +

اوسے مین نے چھپایا ہے وگرنہ وہ نہان کیون ہو

خدا شاہد خدا شاہد ہے کیون کہتے ہو وعدون پر

خدا کو کیا غرض میرے تمھارے درمیان کیون ہو

جگر سے کم نہین اے چارہ گر داغ جگر مجکو

جو پیدا کی ہو مرہم کے وہ دولت رایگان کیون ہو

نوید جانفزا ہے کیا خبر قاتل کے آنے کی

بتاؤ تو سہی تم داغ ایسے شادمان کیون ہو

۱۴۳

ردیف ہاے ہوز

لڑ گئی یار گلعذار سے آنکھ — اب نہین جھپتی ہزار سے آنکھ

کچھ وہ حیرت سے کچھ وہ حسرت سے — خوب بنتی ہے انتظار سے آنکھ

دید کا بھی ہے کیا برا لپکا — نہین رہتی ذرا قرار سے آنکھ

اُنکو دیکھا ہے جو مکرر آج — بھر گئی سرمہ غبار سے آنکھ

تو وہ ناوک نظر سے کیجے کیا — کیون چُرائی مرے مزار سے آنکھ

دو بدو یون ہے میکشی کا مزا — جام سے لب ملے تو یار سے آنکھ

اشک خونین نے گل کھلائے ہین — آنکھ آئی ہے کس بہار سے آنکھ

کیا بچے ناوک نظر سے دل — چوکتی ہی نہین شکار سے آنکھ

بولے وہ شکوۂ تغافل پر — ملی کس کس امیدوار سے آنکھ

یار سے آنکھ کیا ملاؤن مین | نہین ملتی ہے رازدار سے آنکھ

۲۴۳ | نشتر اور تر گیا اے داغ | کھل گئی غفلت خمار سے آنکھ ۲۱

یون شب وعدہ رہی طالب دیدار کی آنکھ | جسطرح سوے چمن مرغ گرفتار کی آنکھ
کبھی ملتی ہی نہین نرگس بیمار کی آنکھ | اُسنے دیکھی ہے چمن مین کسی ہشیار کی آنکھ
ہم دکھلائین تجھے نرگس بیمار کی آنکھ | دُور سے ڈالیگی مگر بلبل گلزار کی آنکھ
آنکھ تقدیر نہ پھیرے نہ پھرے یار کی آنکھ | کیا ہوا ہم سے اگر پھر گئی اغیار کی آنکھ
نیند آئی ہے سر شام شب وصل اُنھین | کیا بُرے وقت لگی طالع بیدار کی آنکھ
شوق نظارۂ گلشن ہو تو لیچل صیاد | سیر گلزار کو اس مرغ گرفتار کی آنکھ
رقص بسمل کے تماشے کا ہوا شوق ایسا | بنگیا حلقہ جوہر تری تلوار کی آنکھ
زلف دیتی ہے تری ابرو سے پرخم کا جواب | داد دیتی ہے تری شوخی رفتار کی آنکھ
طور بیطور ہوے دلکے خدا خیر کرے | بیطرح گھات مین ہے اُس بت عیار کی آنکھ
وہ تھے موسیٰ ہی جنھین تاب نظارہ نہوئی | یان نہ جھپکے گی ترے طالب دیدار کی آنکھ
اے دل صاف صفائی کے تو یہ معنی ہین | کبھی میلی نہو اُس آئینہ رخسار کی آنکھ
اشک خون دیکھکے آنکھین نہ نکال اے ظالم | دُکھنے آئی ہے ترے طالب دیدار کی آنکھ
کیون نہ پر خون ہو ازل سے کہ ملا ہے مجکو | شیشہ بادہ کا دل ساغر سرشار کی آنکھ
جلوۂ یار نے دو رنگ دکھائے اپنے | ایک ظاہر مین تو ہے کافر و دیندار کی آنکھ
اللہ اللہ کشش حسن کو ہمراہ نگاہ | کھنچی جاتی ہے ترے طالب دیدار کی آنکھ
ہوئی جاتی ہے سوا بوسۂ لب کی قیمت | دیکھنے جاتے ہین وہ اپنے خریدار کی آنکھ

آگ عشق دل فرہاد کی بجھنے کی نہین — بنے دریا بھی اگر چشمۂ کہسار کی آنکھ
گفتگو سے جو تھمی بات اشارونسے بڑھی — جب تھکی اُنکی زبان لڑنیکو طیار کی آنکھ
اے صبا اُسکی گلی مین نہ اوڑا خاک مری — کہین میلی نہو اُس روزن دیوار کی آنکھ
دل چرایا ہے وہ اب آنکھ ملائین کیونکر — سامنے ہوتی ہے مشکل سے گنہگار کی آنکھ

۲۴۴ ۱۳
ٹپکی پڑتی ہے نگہ سے تری الفت اے داغ
کوئی چھپتی ہے محبت کی نظر پیار کی آنکھ

یان تو بنا ہے جاتے ہین عشق بتانکے ساتھ — زاہد نبیڑ لینگے وہان کی وہانکے ساتھ
پھونکا نہ دام کو نہ جلایا قفس مرا — بجلی کی تیز یان تھین فقط آشیانکے ساتھ
میرے غبار نے بھی کیا مُنھ نہ اُسطرف — مجکو کدورتین جو رہین آسمانکے ساتھ
آجائے خوب ناز و نزاکت کی تمکو چال — تم دو قدم چلو اگر اس ناتوانکے ساتھ
مانا کہ وہ ہین گھر ہی مین اپنے مگر یہان — سو جگہین ہین روز دل بدگمانکے ساتھ
واماندگی نے ایک جگہ تو بٹھا دیا — پھرتے تری تلاش مین کیا کاروانکے ساتھ
اے عشق باز آئے رفاقت سے تیری ہم — تو بھی کہین روانہ ہو عمر روانکے ساتھ
سب کو ہے تیری یاد کی لذت جدا جدا — دلکی ہے دلکے ساتھ زبانکی زبانکے ساتھ
زاہد کو ایک قطرۂ زمزم پہ ناز ہے — یان خم کے خم اوڑا ہے ہین پیر مغانکے ساتھ
مٹتی نہین ہے خانہ خرابی کسی طرح — کیا میری بیکسی بھی بنی تھی مکانکے ساتھ
ہم ایک کہکے سنتے ہین دو چار گالیان — اک چھیڑ ہو گئی ہے ترے پاسبانکے ساتھ
اقرار حشر اے دل مضطر غلط نہ جان — تھوڑا یقین بھی چاہیے وہم و گمانکے ساتھ
اللہ کرے کہ بند نہو داغ کی زبان — تعریف آپکی ہے اُسی خوشبیانکے ساتھ

دن گذارا اب دل مہجور صدمات کے ساتھ
وہ مزے رات کے نادان گئے رات کے ساتھ

حفظ تسلیم ادب خلق تواضع تعظیم
کتنی تکلیف ہی اے شوق ملاقات کے ساتھ

بیقراری تو ٹھہرتے ہی ٹھہرتے جاتی
آگیا صبر مگر مرگ مفاجات کے ساتھ

چار دل بیٹھے جہان بھر وہی رنگ اور ترنگ
کچھ عجب لطف ہے رندان خرابات کے ساتھ

لب ترے ذکر مسی پر مجھے یاد آتے ہین
چشمۂ خضر کا مذکور ہے ظلمات کے ساتھ

سرنہا بادیہ گردی کو ہوئی جیب دری
پانوٗن چلتے ہین اشاریہ مری بات کے ساتھ

جلوہ دیکھے جو بت ہوش ربا کا صوفی
روح کیا سلب نہو جائے کرامات کے ساتھ

اپنے مذہب مین ہی برسونکی عبادت سے فزون
گذری جو کوئی گھڑی نہ خوش اوقات کے ساتھ

دست نواب گھر بار فلک دریا بار
داغ برسات نئی آئی ہے برسات کے ساتھ

۲۴۵ ۳۷

یارب دے ہمین عشق صنم اور زیادہ
کچھ تجھسے نہین مانگتے ہم اور زیادہ

دل لیکے نہ کچھ مانگ صنم اور زیادہ
مقدور نہین تیری قسم اور زیادہ

ہستی سے ہوئی فکر عدم اور زیادہ
غم اور زیادہ ہے الم اور زیادہ

بھرتا نہین جب زخم کسی شکل سے قاتل
بھرتا ہون تری تیغ کا دم اور زیادہ

تھی بخت زلیخا مین خریداری یوسف
اورون نے لگائے نہ درم اور زیادہ

تلوار جو ہو جائے کمان خوب نہین ہے
ابرو مین نہ دو تان کے خم اور زیادہ

انسان کی خواہش کو بڑہاتی ہے سخاوت
کرتے ہین ستم اہل کرم اور زیادہ

یارب ہین مرے ساتھ بہت حسرت و ارمان
ہو وسعت صحرائے عدم اور زیادہ

زندان سے بیابان مین تواضع ہوئی بڑہکر
کانٹون نے لیے میرے قدم اور زیادہ

ہے دلمین کسی عالم تصویر کے تصویر — بس چھیڑ نکرنا خن غم اور زیادہ
دشمن کیطرف سے وہ ادھر بھولکے آجائین — تاریک ہو تو لے شب غم اور زیادہ
القاب ہی پر ختم ہوا نامہ کرون کیا — چلتا نہین مطلب پہ قلم اور زیادہ
پہونچا ہون اودھر عرش سے اے ہمت عالی — اچھا ہے پڑے بڑھکے قدم اور زیادہ
لے اے دل بیمار تمنائے شفا کر — درمان سے ہو اور دوا لم اور زیادہ
جبتک وہ تماشے کو کھڑے تھے لب ساحل — بیتاب تھی موج لب یم اور زیادہ
دل بیچ مین تقدیر کے پابند اور اُسپر — طرہ ہے تری زلف کا خم اور زیادہ
رہبر نے ترا کوچہ دکھا کر مجھے چھوڑا — آگے نہ بڑھا چار قدم اور زیادہ
پہونچا ہون لب گور تو مین اے غم الفت — اب چھوڑ کہ مجھ مین نہین دم اور زیادہ
بگڑی تھی ہوا آہ کی آخر شب وعدہ — نکلا مرے نالون کا بھرم اور زیادہ
کیا صلح کرین دلکی ترے تیر نظر سے — چبھتی ہے صفائی مین بہم اور زیادہ
دل بوسہ پہ ٹھہرا تھا جگر چھین لیا کیون — کیا مفت مین لی ایک رقم اور زیادہ
پائی ہے امان کسنے تری تیغ نظر سے — قربان ہوے صید حرم اور زیادہ
خط اُسکا بہت خوب عبارت بہت اچھی — اللہ کرے حسن رقم اور زیادہ
گھر بیٹھے کرے دل سے طواف اُسکی گلی کا — جھگڑا ہے بس اے اہل حرم اور زیادہ
وہ حال ہے میرا کہ عدو کہتے ہین اُسسے — کرنا نہ خبردار ستم اور زیادہ
قاصد مگر اغیار کا لکھا ہے جہان حال — پاتا ہون وہان نذر قلم اور زیادہ

صد شکر کہ نواب کے الطاف سے اے داغ — چند اہل سخن جمع ہین کم اور زیادہ

نہین ہوتی بندے سے طاعت زیادہ
بس اب خانہ آباد دولت زیادہ

محبت مین سو لطف دیکھے ہین لیکن
مزا دے گئی ہے شکایت زیادہ

مریض محبت کی اچھی دوا کی
اُسے کل سے ہے آج غفلت زیادہ

وہ تشریف لاتے ہی بولے کہ رخصت
نہین ہمکو ملنے کی فرصت زیادہ

الٰہی زمانے کو کیا ہو گیا ہے
محبت تو کم ہے عداوت زیادہ

عدم سے سب آئے ہین یان چار دن کو
نہین ہوتی منظور رخصت زیادہ

بنے حوض مے صحن میخانہ بھر کر
زیادہ برس ابر رحمت زیادہ

تم آئینہ دیکھو تو ہم بھی یہ دیکھین
کہ ہے کونسا خوب صورت زیادہ

مری بندگی سے مرے جرم افزون
ترے قہر سے تیری رحمت زیادہ

حیا اُسکی آنکھو نمین کیونکر ہو یارب
کہ شوخی سے بھی ہے شرارت زیادہ

بہکتے نہ تھے داغ یون گفتگو مین
مگر پی گئے آج حضرت زیادہ

۲۴ ۹

ردیف یای تحتانی

مجکو جنت مین نہ راحت ہوگی
گر یہی دل یہی قسمت ہوگی

اس بُرے حال پہ وہ کہتے ہین
رنج و غم کی یہی صورت ہوگی

جان دیدون تجھے پر ڈرتا ہون
کہ امانت مین خیانت ہوگی

تیرے ہاتھون مجھے اے رنج فراق
کبھی مرنے کی بھی فرصت ہوگی

یا مری داد ملے روز جزا
یا قیامت پہ قیامت ہوگی

کوچۂ یار کہین چھٹتا ہے — مین نہونگا مری تربت ہوگی
جسکو کہتے ہین جہنم کی آگ — غیر کی گرمیٔ صحبت ہوگی
اپنے مطلب کی تو سن لو مجھسے — یہ نہ جانو کہ شکایت ہوگی

۲۴۸ — ۷

اب کی میخانے سے اوٹھ کر اے داغ
کعبے جاینگے جو وحشت ہوگی

جب وہ بت ہمکلام ہوتا ہے — دل و دین کا پیام ہوتا ہے
اونسے ہوتا ہے سامنا جسدن — دور ہی سے سلام ہوتا ہے
دلکو روکون کہ چشم گریان کو — ایک ہی خوب کام ہوتا ہے
آپ ہین اور مجمع اغیار — روز دربار عام ہوتا ہے
زیست سے تنگ ہین بچھیڑ ہمین — دیکھ غصہ حرام ہوتا ہے
بھیجے موسیٰ سے لن ترانی کی — اب تو ہم سے کلام ہوتا ہے

۲۴۹ — ۱۱

داغ کا نام سنکے وہ بولے
آدمی کا یہ نام ہوتا ہے

اللہ اللہ رے پریشانی مری — زلف جانان بھی ہے دیوانی مری
کیا ٹھکانا مجھ سے نازک طبع کا — ہو چکی جنت سے مہمانی مری
تیز ہے خنجر تو قاتل نازنین — سخت دشواری ہے آسانی مری
رو برو اس بدگمان کے ذکر عشق — میرے آگے آئی نادانی مری
آجکل ہے انکو تصویرون سے شوق — کیا کبھی دیکھی تھی حیرانی مری
رو سیاہی کام آئی روز حشر — شکل زاہد نے نہ پہچانی مری

بنگیا کعبہ وہی میرے لیے ٹک گئی جس در پہ پیشانی مری
ہاے دل لے کر ترا ناز و غرور واے دل دے کر پشیمانی مری
تر ہوا دامن مے گلرنگ سے رنگ لائی پاک دامانی مری
اس گرفتاری پہ مین اپنی نثار لو وہ کرتے ہین نگہبانی مری

۲۵ آگیا داغ اُنکے دل مین یہ غرور ۱۲
شکل ہے دنیا مین لاثانی مری

بے لاگ ہے تیغ جنگجو کی رکھتی ہی نہین لگی لگو کی
جب پاؤن تھکے تو جستجو کی جب دل نہ رہا تو آرزو کی
رستے پہ ترے چلی قیامت سچ ہے کہ بڑی ہی چال چوکی
جب تم نہ ملے تو درد دل نے اوٹھ اوٹھ کے اجل نے جستجو کی
مطلب کی کہی نہ ایک ظالم کیا بات ہے تیری گفتگو کی
اُنکو ہے عدو سے وہ تمنا جس بات کی ہم نے آرزو کی
پھر وحشت دل ہے اور صحرا لین خارنے دہجیان رفو کی
کچھ کم نہین قدر نا امیدی ہے یہ بھی ہزار آرزو کی
ہم بادہ کشونکی خاک سے بھی آئیگی صدا سبو سبو کی
اللہ کو کیا جواب دونگا عادت ہے تمہون سے گفتگو کی
کچھ ضبط ہماری خاطر اے چشم کچھ شرم ہماری آبرو کی

۲۵۱ اس خانہ خراب دل مین اے داغ ۱۳
مٹی ہے خراب آرزو کی

تدبیر سے قسمت کی بُرائی نہین جاتی
بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہین جاتی

دل لیکے وہ اب جان طلب کرتے ہین مجھسے
یہ ایسی دھری ہے کہ اوٹھائی نہین جاتی

مے پی تو سہی تو بہ بھی ہو جائیگی زاہد
کمبخت قیامت ابھی آئی نہین جاتی

آلنبو نہ پیے جائینگے اے ناصح نادان
ہیرے کی کنی جان کے کھائی نہین جاتی

پیسا ہے یہانتک تری رفتار نے ظالم
آندھی سے مری خاک اوڑائی نہین جاتی

دل میرا سراہو کہ تہِ تیغ نہ اُف کی
اک پھانس کی تکلیف اُٹھائی نہین جاتی

گرتی ہے نشیمن پہ مرے کوند کے بجلی
صیاد کے گھر آگ لگائی نہین جاتی

ہر چند ہے افشاے محبت مین خرابی
یارون سے مگر آنکھ چُرائی نہین جاتی

بے دیکھے یہان دلمین ہے کیا ایک تمنا
وہ تا بزبان خوف سے لائی نہین جاتی

اللہ رے تنگیٔ دہن نازکیے لب
وعدہ پہ قسم آپ سے کھائی نہین جاتی

للہ مرے ذبح پہ تکبیر تو پڑھ لو
اتنی بھی زبان تم سے ہلائی نہین جاتی

یارب کوئی آفت تھا محبت کا پتنگا
وہ آگ لگی ہے کہ بجھائی نہین جاتی

۲۵۲ ۱۱

اے داغ کہا حال دل اُس دشمن جان سے
نادان ترے دل کی صفائی نہین جاتی

اشک خون رنگ لائے جاتا ہے
داغ اپنے جمائے جاتا ہے

کس صفائی سے تیرے دلکا غبار
مٹتے مٹتے مٹائے جاتا ہے

کتنا باوضع ہے خیال اُسکا
بیکسی مین بھی آئے جاتا ہے

دیکھنا رشک اُسکی محفل مین
ایک کو ایک کھائے جاتا ہے

نا امیدی مٹائے جاتی ہے
شوق نقشہ جمائے جاتا ہے

ہمت ایخاک ہان مدد ائی ضعف — کوئی دامن بچائے جاتا ہے
وہ جدہر کو گئے اوٹھا یہ شور — وہ قیامت اُٹھائے جاتا ہے
دل وہ نعمت ہے تجھسا شیرین لب — نظرون نظرونمین کھائے جاتا ہے
آتش شوق کیا بجھے ناصح — توپتنگے لگائے جاتا ہے
غم نے اُسکے گھلا دیا دیکھو — مجکو مہمان کھائے جاتا ہے

۳۵۳ — اُسکا آنا تو درکنار اے داغ
دل ہی قابو سے ہائے جاتا ہے

۹

ہر بات مین کافر کی کیا آن نکلتی ہے — وان آن نکلتی ہے یان جان نکلتی ہے
سو حسن اوبلتے ہین سونا برستے ہین — اے صل علی تجھمین کیا شان نکلتی ہے
قسمت پہ مری کیا کیا رمال کو حیرت ہے — جو شکل نکلتی ہے حیران نکلتی ہے
وعدہ نہ وفا کرنا پھر اوسپہ یہ تاکید ین — تا حشر پھر جاؤ کیون جان نکلتی ہے
یہ خانۂ دل جیسا سنسان نظر آیا — بستی کوئی کم ایسی ویران نکلتی ہے
آبادی دل کا ہے اسدرجہ خیال اتنو — حسرت بھی نکلتی ہے تو جان نکلتی ہے
چتون کے مٹینگے بل ابرو کے کھلینگے خم — پر دل کی گرہ کوئی آسان نکلتی ہے
دلبر ہین ادائین بھی دلکش ہین جفائین بھی — اک آن ستمگر مین ہر آن نکلتی ہے

۳۵۴ — بے طرح کبھی جی مین اے داغ پلک اُسکی
یہ پھانس کوئی دل سے نادان نکلتی ہے

۹

داغ ہر خید جہان گرد ہے سودائی ہے — آپکے سر کی قسم آپ کا شیدائی ہے
صورت وصل نہ تھی کوئی بجز رنجش غیر — وہ جو بگڑے ہوئے آتے ہین تو بن آئی ہے

اور کیا خاک ملے گی دل بسمل کی مراد
جو تماشا ہے جہان کا وہ تماشائی ہے

شکوہ ظلم پہ اول تو وہ خاموش ہوے
پھر یہ جھجھلا کے کہا کیا مری رسوائی ہے

جب کبھی بیٹھے بٹھائے خفقان اوچھلا ہے
ہمنے جا کر اُسی کوچے کی ہوا کھائی ہے

نہین معلوم کہ ہین کون بلا حضرت عشق
یون تو اپنی بھی زمانے سے شناسائی ہے

مژدہ اُسکو ہے جو ناکام ازل ہے تجھ سے
حسرت اُس پر ہے جو کمبخت تمنائی ہے

نہ سُنی ایک بھی مینے دم بوسہ اُنکی
وہ یہ کہتے ہی رہے موت تری آئی ہے

۲۵۵ | ۹ | داغ کو اب کسی گلرو سے ملاقات نہین
ہم نے برسون اسی گلشن کی ہوا کھائی ہے

ہمارے قتل کی تدبیر روز وان ٹھہری
یہ زندگی تو نہ ٹھہری بلاے جان ٹھہری

ہزارون دفن ہوے مجھسے مضطرب یارب
یہ کسطرح سے زمین نہ پر آسمان ٹھہری

ہماری خاک کی بربادیان ذرا دیکھو
کہان کہان سے اوڑی اور کہان کہان ٹھہری

مرے تڑپنے سے شبکو تمہین تو چین آیا
چلو تمھاری طبیعت تو مہربان ٹھہری

سر نیاز ہوا ٹھوکرون ہی مین پامال
جبین عجز مری سنگ آستان ٹھہری

پڑھا دیے جو اُسے چند حرف بیتابی
پیام بر کے دہن مین نہ پھر زبان ٹھہری

جب آیا چین ہمین اُسنے کر دیا بیچین
تری نگاہ ہماری مزاجدان ٹھہری

یہان یہ غم کہ چکا دل کا مول اک بوسہ
وہان یہ فکر کہ قیمت بہت گران ٹھہری

۲۵۶ | ۹ | نہ لا رنگ دکھائے گا داغ داغ جگر
مری بہار نہ ٹھہری کوئی خزان ٹھہری

تجھ سے دل خاک ملے دلسے بھی تو ملتا ہی
کوئی ملتے ہی سے اے عربدہ جو ملتا ہے

اسطرح دشمن جانسے نہین ملتا کوئی
کیا لپٹ کر ترے خنجر سے گلو ملتا ہے

کیجیے اے قسمت برگشتہ تلاش دشمن
دوست کو ڈھونڈھتے ہین ہم تو عدو ملتا ہے

ملگیا دلسے یکایک ترے سوفار کا رنگ
ورنہ بیگانے سے برسون مین لہو ملتا ہے

چرخ کم مایہ سے کچھ ہمکو ملے یا نہ ملے
یہ بڑی دولت دنیا ہے کہ تو ملتا ہے

دیکھ چل کر مرے ساقی کی سخاوت زاہد
ایک ساغر کوئی مانگے تو سبو ملتا ہے

گل کھلائیگی عجب رنگ کی یہ شاخ مژہ
اسکو پانی کی جگہ روز لہو ملتا ہے

ارمغان لیتے ہین ہم پیر مغان کو جاکر
کوئی اچھا جو ہمین ظرف وضو ملتا ہے

۲۵۸ خاک مین داغ ملاتے ہین جو عزت تیری
مر بھی کمبخت کہ ایدون ہی سے تو ملتا ہے ۹

چھوٹے ہزار مرتبہ قاتل کے ہاتھ سے
نکلے نہ ایکبار بھی ہم دل کے ہاتھ سے

اے قیس گر صبا نے اوڑایا تو لطف کیا
اوٹھا نہ پردہ صاحب محمل کے ہاتھ سے

اے اضطراب شوق یہ کیسا اثر کیا
تلوار چھوٹی پڑتی ہے قاتل کے ہاتھ سے

ہے خط جادہ راہ محبت مین تیغ تیز
کٹتے ہین پاؤن دوریٔ منزل کے ہاتھ سے

بدلے شراب کے ہے مجھے زہر بھی قبول
اس انجمن مین ساقیٔ محفل کے ہاتھ سے

ٹھہرو ذرا الگ ہی الگ وار کر چلے
دامن بچائے جاتے ہو بسمل کے ہاتھ سے

کوئی سمجھ کے بات کرے تو جواب دین
دم ناک مین ہے ناصح جاہل کے ہاتھ سے

پہونچی نہ اہل فیض سے نوبت سوال کی
خود ہاتھ وہ ملاتے ہین سایل کے ہاتھ سے

۲۵۹ لے داغ دستگیر ہے وہ پیر دستگیر
مل جاے ہاتھ مرشد کامل کے ہاتھ سے ۹

بے وجہ جناب نے رسوا کیا مجھے — ظالم ترے حجاب نے رسوا کیا مجھے
مین نے جو آہ کی تو کہا اُسنے غیر سے — اس خانماں خراب نے رسوا کیا مجھے
کہدی ہے اُسنے نشہ مین سب دلکی آرزو — اک ساغر شراب نے رسوا کیا مجھے
یارون پہ کھل گیا اثر الفت نہان — اُس بت کے اضطراب نے رسوا کیا مجھے
اُس بدگمان سے پوچھ کے تعبیر ہون بخل — میرے بیان خواب نے رسوا کیا مجھے
محشر مین حال دل دم پرسش کہے بتا — کیا کیا مرے جواب نے رسوا کیا مجھے
کچھ اُنکے مہر و لطف نے مشہور کر دیا — کچھ رنجش و عتاب نے رسوا کیا مجھے
اس زلف خم بخم نے کیا شہرہ آپکا — اس دل کے پیچ و تاب نے رسوا کیا مجھے

۲۶۰ — ۱۱

اے داغ سب یہ حضرت دل کے سلوک ہین
جو کچھ کیا جناب نے رسوا کیا مجھے

آئینہ مُنہ پہ بُرا اور بھلا کہتا ہے — سچ ہے یہ صاف جو ہوتا ہے صفا کہتا ہے
دم اعجاز مسیحا کو بُرا کہتا ہے — لب ترا اہ کہ اے ہوش ربا کہتا ہے
مرے افسانہ پہ وہ ہوکے خفا کہتا ہے — کوئی سُنتا بھی ہے اسکی کہ یہ کیا کہتا ہے
حق ہے اس باتمین ناصح کا طرفدار ہو مین — دلکی کہتا ہے جو اس دلکو بُرا کہتا ہے
ہر دم اپنا دم آخر کی سُناتا ہے خبر — ہر نفس ہر نفس احوال فنا کہتا ہے
چل چکی خوب ستمگر ترے خنجر کی زبان — دہن زخم کی سُن تو کہ یہ کیا کہتا ہے
غیر اچھے جو زمانیکے بُرے کہلائین — مین بُرا ہون کہ جہان مجکو بھلا کہتا ہے
ہے تری شربت دیدار کی تاثیر عجیب — زہر کہتا ہے کوئی کوئی دوا کہتا ہے
دیکھنا میرے بت ہوش ربا کا جلوہ — دیکھکر شیخ جسے صل علی کہتا ہے

شور محشر ترے مستوں پہ بہت چلایا | یہ بھی جانا نہ کسی نے کہ یہ کیا کہتا ہے

۲۶۱ | ۱۲

ہند سے تا بہ دکن داغ ہے شہرت تیری
اب تو کچھ اور ترا بخت رسا کہتا ہے

اس انجمن سے بت بیقرار ہو کے چلے | سرور ہو کے ہم آئے خمار ہو کے چلے
بتوں کے کوچے سے ہم رفتگار ہو کے چلے | شکار کرنے کو آئے شکار ہو کے چلے
بجھائے میرے سر شکبار نے نہ اے قاتل | کہ خوب تیغ تری آبدار ہو کے چلے
تری نگاہ بہت مست ہے سنبھل کے ذرا | سنبھالنا تو ادا پر سوار ہو کے چلے
ٹھہر گئے وہ جہاں سرو باغ تھے گویا | اگر چلے تو نسیم بہار ہو کے چلے
نہیں ہے بادہ ساغر تو اتنی اے ساقی | نگاہ مست مے خوشگوار ہو کے چلے
الٰہی برائیں کے کس گھر پہ ہے وحشتناک | بہشت سے بھی اگر بیقرار ہو کے چلے
پیا مبر بھی تو انسان ہے فرشتہ نہیں | الٰہی صبر دل بیقرار ہو کے چلے
وہ تفتہ دل ہوں جو دریا میں ہاتھ ڈالوں میں | تو موج بحر یقین ہے غبار ہو کے چلے
کسی کی آنکھ میں وہ انتظار ہو کے رہے | کسی کے دل سے شکیب و قرار ہو کے چلے
خبر نہ مجھے وہ کشتۂ تغافل ہوں | جو حشر بھی مرے سوے مزار ہو کے چلے
گلے لگا کے انھیں عذر یہ کیا میں نے | مری گلی سے وہ جب شرمسار ہو کے چلے

۲۶۲ | ۱۵

نگاہ یار کی پھرتی ہے بزم سے اے داغ
رقیب بھی مرے یاروں کے یار ہو کے چلے

طبیعت کوئی دن میں بھر جائے گی | چڑھی ہے یہ آندھی اتر جائیگی
رہیں گی دم مرگ تک خواہشیں | یہ نیت کوئی آج بھر جائے گی

رہے پیروی ہجر ہو یا وصال — کہ اک بات آخر ٹھہر جائے گی
نہ تھی یہ خبر ہم کو اپنی بہار — ادھر آئیگی اور ادھر جائے گی
محبت مین ایدل نہ ڈر سر پہ کھیل — وہ بازی نہین یہ کہ ہر جائے گی
کہون گونہ مین حشر کو تیرے ظلم — یہ خلق خدا کیا مکر جائے گی
خدا کے لیے آج اقرار کر — کہ پھر بات کل حشر پر جائے گی
نہ گذری شب ہجر سمجھے تھے ہم — تڑپتے پھڑکتے گذر جائے گی
مرا حال بہتر ہے اُسسے کہو — ڈرین گے جو سیجی خبر جائے گی
نہ جائے کوئی میری میت کے ساتھ — مری بیکسی نوحہ گر جائے گی
رہے گا ترا جلوہ مدنظر — جہانتک ہماری نظر جائے گی
شب وعدہ آجاؤ ورنہ قضا — مرے سر پہ احسان دھر جائے گی
نہ چھوڑیگی دامن کبھی نعش خاک — صبا ہمسے اوڑکر کدھر جائے گی
صبا اُس گلی سے مری خاک کو — جب آئے گی برباد کر جائے گی

دیا دل تو اے داغ اندیشہ کیا — گذرنی جو ہو گی گذر جائے گی
۲۶۳ — ۱۳

دشمنونسے دوستی غیرونسے یاری چاہیے — خاک کے پتلے بنے تو خاکساری چاہیے
عشق مین کچھ یاس کچھ امیدواری چاہیے — کچھ تحمل چاہیے کچھ بیقراری چاہیے
جنکو حسن و عشق کے دعوی ہین اُنکے واسطے — دل ہمارا چاہیے صورت تمھاری چاہیے
وعدہ تو کرلو زبان سے پھر وفا کرنا نہ تم — ناامیدون کے لیے امیدواری چاہیے
اس تغافل اس حیا سے کب چھپا راز نہان — اب نرالی کوئی طرز پردہ داری چاہیے

چار حرف آرزو ہی سُن لو ساری رات مین
اور قصّے کے لیے تو عمر ساری چاہیے

دیکھ ہنس ہنس کر نہ کھو اپنی وفا کا اعتبار
مرگ عاشق پر ستمگر اشکباری چاہیے

کھل گیا جب راز تو اخفا کیے سے فائدہ
اُٹھ گیا پردہ تو پھر کیا پردہ داری چاہیے

مست و بیخود اسقدر [redacted] اپنی نہین تجکو خبر
اور تغافل کیش کچھ تو ہوشیاری چاہیے

چارہ گر مشکل ہے میرے داغ سودا کا علاج
جائے پنبہ دامن باد بہاری چاہیے

اے فلک منکر ہی کچھ رہجائین ہم انجام کار
اس مرقع مین کوئی صورت ہماری چاہیے

ملگیا ہم کو وفا و عشق و الفت کا صلہ
بندہ پرور آپکی بس یادگاری چاہیے

۲۶۴ ۹
دل پہ گر قابو نہین اے داغ تو ہے جائے شکر
عاشقون کے واسطے بے اختیاری چاہیے

حسرتین لیگئے اس بزم سے چلنے والے
ہاتھ ملتے ہی اُٹھے عطر کے ملنے والے

وہ گئے گور غریبان پہ تو آئی یہ صدا
تھم ذرا اور فرش ناز سے چلنے والے

دیکھیے کیا ہوا اُنکی مرے نامہ کا جواب
پاس اُنکے ہین بہت زہر اُگلنے والے

ان جفاؤن پہ وفا کوئی نہ کرتا لیکن
دل بدلتا نہین اور آنکھ بدلنے والے

شرم آلودہ نگاہین تو کرین گی بسمل
اب کوئی آن مین یہ تیر ہین چلنے والے

دل نے حسرت سے کہا تیر جو اُسکا نکلا
دیکھ اسطرح نکلتے ہین نکلنے والے

دل بیتاب وہ آتے ہین خبر آئی ہے
صبر کر صبر ذرا میرے مچلنے والے

امتحان تیغ جفا کا جو اُنھین ہو منظور
بچ بچا کر ابھی ٹل جاتے ہین ٹلنے والے

۲۶۵ ۹
گرمی صحبت اغیار کے شکوے پہ کہا
آپ اے داغ ہمیشہ کے ہین جلنے والے

جفا کرتا ہے تو مد کے وفا کے
خدا کو مان اے بندے خدا کے

کسی کے عشق نے کی دل مین گرمی
کھلے رہتے ہین بند اونکی قبا کے

پریشان کر دیا دل نے اولجھکر
کھلے جاتے ہین بل زلفِ دوتا کے

ہوا ہون کشتۂ پائے نگارین
مرا خون سر ہوا رنگِ حنا کے

نہ خوش ہوائے بتون ہمکو ستا کر
ڈرو سو کارخانے ہین خدا کے

ہوئی جاتی ہین کیون نیچی نگاہین
کہو تو کیا ہے قربان اس حیا کے

وہ روئے دیکھکر میّت کو میری
پچھے آنسو ذرا اہل عزا کے

اولجھنا زلف سے لڑنا نگہ سے
بنے ہین حضرت دل بھی بلا کے

۲۶۶ مری مشکل ہوئی اے داغ آسان
۱۸ تصدق اپنے ہین مشکل کشا کے

خون مین تن پہ لباس غبار باقی ہے
کب اپنے پاس کفن کو بھی تار باقی ہے

ابھی نزاکت رفتار یار باقی ہے
ابھی زمانۂ نا پائدار باقی ہے

خزان ہے دیکھکے وحشت ہی جا گئی دلپر
ابھی نظارۂ فصل بہار باقی ہے

نہ دیکھی عیش گذشتہ کی پھر کبھی صورت
غلط کہ گردشِ لیل ونہار باقی ہے

وہ چشم زار کا سنتے ہی ماجرا کھبرائے
ابھی تو شرح دلِ بیقرار باقی ہے

خرام یار نے تھوڑی قیامتین کی ہین
وہ دیکھیے تو کسی کا مزار باقی ہے

رہے نہ ہم عدو و دل مین کینہ جو کی جگہ
جو ہم نہین تو ہمارا غبار باقی ہے

جو یہ نہین ہے تو کچھ بھی خلش نہین باقی
جو عشق ہے تو غم بیشمار باقی ہے

امید وصل چلی جائے او دل نادان
بہت ابھی تو شب انتظار باقی ہے

جنون کے ہاتھ سے تار نفس بچائے خدا
رہا سہا یہی لے دے کے تار باقی ہے

صبا اوڑا نہ سکی آسمان مٹا نہ سکا
کہ دل مین اُنکے ہمارا غبار باقی ہے

کرونگا مین بھی ترا ایک ہی لہو پانی
جو دم مین دم مرے اے تیغ یار باقی ہے

صفائیون سے مجھے خاک مین ملاتے ہو
صفائیون پہ بھی اتنا غبار باقی ہے

بیان سوز جگر پر یہ آپ گھبرائے
نکالنا ابھی دل کا غبار باقی ہے

مریض عشق کی کیا پوچھتے ہو یہ پوچھو
کہ زندہ کوئی بھی بیمار دار باقی ہے

رکھینگے عمر بھر اس دل کو بس مین اے ظالم
اگر تجھا ہے تو کل اختیار باقی ہے

پھر ایکی لوٹ لے ظالم نگاہ ناز سے تو
کہ دل مین مایۂ صبر و قرار باقی ہے

۲۶۷

دم اخیر ہے اے داغ توبہ کر لو توبہ
کہ روسیاہ ابھی اختیار باقی ہے

۱۰

کچھ بھی الفت نے ترے دل مین نہ چھوڑا باقی
رہ گئی ایک تمنا ہی تمنا باقی

دم اولجھتا ہے جو سینے مین تو دل مین شاید
رہ گیا اُسکی مژہ کا کوئی کانٹا باقی

گو وہ دل اُنکا نہین کرتے ہین ظاہرداری
پر غنیمت ہے کہ اتنا ہے سہارا باقی

سنگ مین لعل بنا عشق کی نیرنگی سے
خون فرہاد کا تھا کوئی جو قطرا باقی

صبح اُن مست نگاہون کا نہ پوچھو عالم
جن مین تھا رات کا کچھ نشۂ صہبا باقی

دیکھ کر تیرگی گور کو مین چونک پڑا
مین نے جانا کہ ابھی ہے شب یلدا باقی

بسملون کو جو ترے مل گئی راہ ظلمت
چشمۂ خضر مین پانی نہ رہے گا باقی

عاقبت کثرت عصیان نے مرے گھبرا کر
رہگیا کاتب اعمال کو لکھنا باقی

میری تحریر کے انداز تو دیکھو گویا
کوئی مطلب نرہا ہے نہ رہے گا باقی

۲۶۸ جیتے جی عشق و محبت کو مٹا دو اے داغ ۹
کیون رہے بعد فنا اُلفت کا جھگڑا باقی

کبھی کچھ درد رہتا ہے کبھی کچھ سوز رہتا ہے
ہمارے دل پہ صدمہ اک نہ اک ہر روز رہتا ہے

نگاہین اُنکی جادو سے قیامت ہوتی جاتی ہین
الٰہی کو لسانفتنہ سبق آموز رہتا ہے

دل اپنا چین سے رہتا نہین اک آن پہلو مین
مگر دلمین تمھارا ناوک دل دوز رہتا ہے

جو مین ہون عشق مین مضطر وہ ہے میرے لیے مضطر
زیادہ مجھسے آشفتہ مراد لسوز رہتا ہے

خوشی ہے عید ہے اغیار ہین جلسے ہین یا غوغے
وہان تو راتدن نوروز ہی نوروز رہتا ہے

مصاحب ہے یہی اک ہجر مین اسکو خدا رکھے
مرا ہمدم مرا مونس غم جانسوز رہتا ہے

رقیب روسیہ بھی راتدن پیرتا ہے سرگردان
خدا جانے کہان وہ شمع شب افروز رہتا ہے

کبھی کچھ غم اُٹھایا ہو تو جانین آپ کیا جانین
کہ کس کس غم مین آلودہ یہ غم اندوز رہتا ہے

۲۶۹ تصور مین کسی کے داغ نیند آتی نہین مجکو ۱۲
عجب بیدار اپنا طالع فیروز رہتا ہے

کیا صبا کوچۂ دلدار سے تو آتی ہے
مجکو اپنے دل گم گشتہ کی بو آتی ہے

صاف ہے سینہ ہمارا کہ نہ دل ہے نہ جگر
کیا صفائی تجھے اے آئینہ رُو آتی ہے

نہ کیا تو نے کبھی غیر کا شکوہ ہم سے
بات کہنے ہی مین اے عربدہ جو آتی ہے

ہو رسا آہ تو کیا جانے کہانتک پہونچے
نارسائی مین تو یہ عرش کو چھو آتی ہے

تیری تلوار نے بھی چال اوڑائی تیری
کھینچ کے آتی ہے یہ جب تا بہ گلو آتی ہے

دشمنی ختم ہوئی ایک وفا دشمن پر
دوستی مجکو تو اے عربدہ جو آتی ہے

تلخیٔ موت کو فرہاد کی وہ کیا جانے
مُنھ سے شیرین کے ابھی دودھ کی بو آتی ہے

یاد آجاتی ہے وہ چین جبین دیکھکے موج
لہر سے دلمین ہمارے لب جو آتی ہے

شجر خشک تو ہر سال ہرے ہوتے ہین
جا کر اے عمر جوانی کہین تو آتی ہے

دل اگر صاف نہو پاک نہو گا انسان
یون تو ابلیس کو بھی شرط وضو آتی ہے

جانتا ہون کہ یہی دشمن جان ہے میرا
اُسکے خنجر سے مجھے خون کی بو آتی ہے

۲۷۰

محفل یار مین اے داغ سوا حسرت کے
کب ہمین کیفیت جام و سبو آتی ہے

۹

طلب سے چاہنے والون سے امتحانونکی
بُری بنی ہے خدا خیر کرے جانون کی

خدا کرے ابھی اے باغبان گرے بجلی
ترے چمن کو لگے آگ آشیانون کی

تڑپ تڑپ کے یہ کمبخت صبر کرنہ سکین
خرابیان ہین محبت مین نوجوانون کی

قدم قدم ہے تری چال کا نیا انداز
وگرنہ ایک روش ہے سب آسمانون کی

اونھین تو کھیل تلون مزاجیان لیکن
یہان تو روز ہے شامت مزاجدانون کی

کسی لحاظ سے نالہ نہین کیا ہم نے
وگرنہ کون سی بنیاد آسمانون کی

عجب نھین ہے کہ ہنگامۂ قیامت کو
ملے نہ قبر کبھی ہم سے بے نشانون کی

سدہارتا نھین جنت کو کس لیے صیاد
کہ باغ خلد مین کثرت ہے آشیانون کی

۲۷۱

یہ زہد آپ کا اے داغ سب ہے مکر و فریب
ہزار پھیرے تسبیح لاکھہ دانون کی

۹

دل مرا لیکے مری جان دغا تم نے تو کی
تھی مجھے چشم وفا تم سے جفا تمنے تو کی

بے گناہون کو سزا دیتے ہو اللہ اللہ
بیخطا کہتے ہو ہان ہان کہ خطا تمنے تو کی

کوئی بیچارہ بلا سے ہو پریشان خاطر
رخ پر نور پہ وا زلف دوتا تم نے تو کی

ہمنے جو کی وہ بری کی یہ تو سچ ہے لیکن | تم تو اچھے ہو چلو ہم سے وفا تمنے تو کی
غم دیا رنج دیا داغ دیا زہر دیا | خوب بیمار محبت کی دوا تمنے تو کی
جانتے ہی نہین دشنام کا انجام ہے کیا | بات اک پہلے پہل نام خدا تمنے تو کی
ہمنے جانا تھا کہ دو پھول چڑھانے آئے | قبر عاشق پہ قیامت ہی بپا تمنے تو کی
رشک دشمن نہ اُٹھا ہمسے ہمین تھے نادان | دوستی ورنہ حقیقت مین ادا تمنے تو کی

۲۶۲ | چار دن بھی کہین آرام نہ پایا اے داغ | ۱۴
بیوفاؤن پہ یون ہی جان فدا تمنے تو کی

جفا کی ان تبون نے یاد وفا کی | دیا دل اب تو جو مرضی خدا کی
نئی شوخی ہے چشم فتنہ زا کی | تغافل یون کیا گویا حیا کی
ہمارا درد دیکھا جائے کس سے | ہمیشہ روح کھنچتی ہے دوا کی
شب اندوہ غم کا پوچھنا کیا | بنا کی جو مرے دم پر بنا کی
تم اتنے ہو کہ دو گے ہم کو تعذیر | نہین کی تو بھی ہان ہمنے خطا کی
مٹا دون داغ ہجران دل سے کیونکر | وہ پوچھین گے نشانی میری کیا کی
جواب قتل کیا قاتل نے سوچا | کہ اُسکو عید ہے روز جزا کی
کھلا انکی جفا کا کچھ نہ باعث | مگر اتنا کہ ہم سے کیون وفا کی
لگی ہے سینے سے دشمن کی تصویر | وہ کھولین کیا گرہ بند قبا کی
لڑے ہین غیر سے غصہ ہے مجھپر | کوئی پوچھے تو مین نے کیا خطا کی
الٰہی وصل کی ہی رات دے ڈال | مجھے کوئی گھڑی روز جزا کی
رہی یان صلح پر بھی جنگ باہم | طبیعت اُنسے مل مل کر لڑا کی

ابھی اقرار اس کا ہو چکا تھا | ادھر دیکھو تو پھر ہم سے حیا کی

۲۷۳ | پھر اُس بت پر فدا ہیں حضرت داغ | ۱۳
قسم کھائی تھی کیسے میں خدا کی

منصفی دنیا سے ساری اُٹھ گئی | اے بتو ایمان داری اوٹھ گئی
دل سے وہ بے اختیاری اُٹھ گئی | اب تمنا ہی تمہاری اوٹھ گئی
وہ سوم میں میرے کب آئے کہ جب | بیٹھ کر مخلوق ساری اوٹھ گئی
وائے دشمن ہو گیا سارا جہان | ہائے رسم دوست داری اوٹھ گئی
رہ گئے لاکھوں کلیجہ تھام کے | آنکھ جس جانب تمہاری اوٹھ گئی
جب ہوا سجدہ میں اُس بت کا خیال | خود بخود گردن ہماری اوٹھ گئی
آئے بن ٹھن کر مرے ماتم میں وہ | جب کہ رسم سوگواری اوٹھ گئی
بیطرح پھیلا ہے ان زلفوں کا جال | اب امید رستگاری اوٹھ گئی
عشق نے بیباک آخر کر دیا | اب وہ شرم آہ و زاری اوٹھ گئی
دور میں اس چشم مست ناز کے | لذت پرہیزگاری اوٹھ گئی
ہے عجب اس نازکی پر بار ناز | تجھ سے یہ تلوار بھاری اوٹھ گئی
ہم کھنچے ایسے کہ آخر انکو بھی | اب توقع ہی ہماری اوٹھ گئی

۲۷۴ | کس سے رکھے داغ چشم دوستی | ۱۰
اوٹھ گئی یاروں سے یاری اوٹھ گئی

اے فلک دے ہمکو پورا غم تو کھانے کیلیے | وہ بھی حصہ کر دیا سارے زمانے کیلیے
یا غمیں جاتے ہیں وہ تو گل کھلانے کیلیے | سید ھیاں سرو صنوبر کی سنانے کیلیے

سرگذشت اپنی فسانہ ہے زمانے کیلیے
گم ہوے تھے ہم جہان سے آپ آنے کیلیے

ماجراے دل ہے کیا یارب کہ جسکا شوق ہے
لب مرے مشتاق ہین میرے فسانے کیلیے

غنچۂ دل کے عوض تازہ ہوے داغ جنون
کیا بہار آئی تھی دیوانہ بنانے کیلیے

پاس اپنے دل کے رہنے دیجیے میرا بھی دل
اک خوشی کو چاہیے اک غم اُٹھانے کیلیے

بس رہا ہے جیمین تو وہ نازنین نازک مزاج
اب کہانسے لائیے دل چوٹ کھانے کیلیے

بعد محشر کیا یہ بُت بیکار ہی رہجائین گے
اک نہ اک فتنہ ہے لازم ہر زمانے کیلیے

زاہد صد سالہ آیا میکدے مین بھولکر
لا شراب کہنہ ساقی اس پُرانے کیلیے

قتل دشمن کا نہین مشکل بت آسان ہے
چاہیے اک دوست مجسا دل بڑھانے کیلیے

چار حرف آرزو سے دل ہین یہ تو مختصر
گر بڑھاؤ نہین تو قصہ ہے بڑھانے کیلیے

تم سے بچکر اک وفا حصے مین اپنے آگئی
تمنے خوبی کونسی چھوڑی زمانے کیلیے

آگیا کچھ یاد دل بھر آیا آنسو گر پڑے
ہم نہ روئے تھے تمہارے مسکرانے کیلیے

کسرت غم سے مرے دلمین جگہ ملتی نہین
عیش رستا ڈھونڈھتا پھرتا ہے آنے کیلیے

مر گئے تو مر گئے ہم عشق مین ناصح کو کیا
موت آنے کیلیے ہے جان جانے کیلیے

اُنکی چتون سے عیان ہے چاہتا ہے اُنکا دل
رشک لیلے ہم نہین مجنون بنانے کیلیے

۹ ۲۷۵

واع غربت کو سدھارا کب اُسی کو چین ہے
دور جائے پاؤن کیون اپنے تھکانے کیلیے

بیمثل کیا اُس بُت کافر کو خدا نے
سمجھے کہ نہ سمجھے کوئی مانے کہ نہ مانے

مایوس ہوے ہم تو ہوے غیر بھی ناکام
معمور کیا باب قبول اپنی دعا نے

اے حشر کچھ انصاف بھی ہوگا کہ نہوگا
بیفائدہ آیا ہے جو سوتون کو جگانے

اس باغ مین ہے رنگ شہادت ہی کی روانی
جو گل نے رکھا منہ پہ وہی دل مین جمانے

جب دل مین تمھارے ہی نہین گھر تو کہان گھر
کیا پوچھتے ہو خانہ خرابون کے ٹھکانے

انداز کیے دیتے ہین کشتے کے تمھارے
لوٹا ہے اسے ناز نے مارا ہے ادا نے

مرتے ہین ترے کوچہ مین پامال محبت
گھر دیکھ لیا گلشن جنت مین قضا نے

اوڑتے ترے ٹکرے مرے دامن کیطرح سے
اے چرخ مجھے چھوڑ دیا دست دعا نے

میخانہ ہے اور داغ ہے اور نشہ مے ہے
سوتا ہے رکھے خشت خم بادہ سرہانے

یہ شیشہ نہین وہ کہ جس مین پری ہے
فقط دل مین حسرت ہی حسرت بھری ہے

کہان تجکو سودائے زلف پری ہے
یہ اوٹھتی نہین ایسی قسمت دھری ہے

اشارے اُن آنکھونکے جان بخش ٹھہرے
یہ اعجاز ہے یا کہ افسون گری ہے

نہ آگے گئی اس سے وہ چشم خود بین
مگر آئینہ حد اسکندری ہے

اُسے دیکھکر دل مین قائل ہے ناصح
مگر بات کیا ہے سخن پروری ہے

ہوے طور بیطور الفت مین دل کے
قضا اک نہ اک روز آگے دھری ہے

گوارا نہین دل کی شرکت بھی ہمکو
محبت مین یان تک طبیعت بری ہے

کہان اسمین تیری سی محشر خرامی
لتاڑا ہوا تیر اکبک دری ہے

صبا بن گئی چور بادی چمن مین
کہ غنچے کی مٹھی جو زر سے بھری ہے

دلاسا بھی دیتے نہین عاشقون کو
یہ کیا دل دہی ہے یہ کیا دلبری ہے

ملا داغ سے آج وہ ماہ پیکر
مبارک قران مہ و مشتری ہے

سرو وہ سر ہے کہ جو دلدار کے سر تک پہنچے
دل وہ آئینہ ہے جو اُسکی نظر تک پہنچے

ناتوانی نے رکھا اُنسے شب وعدہ جدا
ہم چلے شام سے رستہ تو سحر تک پہنچے

دلکو تھامون کہ تری بزم مین آنسو پونچھون
ہاتھ جب دل سے اُٹھے دیدۂ تر تک پہنچے

شعبدے چال نے تیری تری آنکھون کو سکھائے
فتنے رفتار سے اُٹھ اُٹھ کے نظر تک پہنچے

دونون ہاتھون سے کیا ذبح مجھے قاتل نے
جب بھی کہتا ہے دکھے دو دو پھر تک پہنچے

اُسکے ہمراہ گیا ہے دل پر رنج وملال
یا الٰہی وہ سلامت کہین گھر تک پہنچے

زلف آہستہ جھٹکیے مرا جی ڈرتا ہے
دیکھیے ہاتھ کا جھٹکا نہ کمر تک پہنچے

پس دیوار چمن رکھدے قفس سے صیاد
مین نہ پہونچون مرا نالہ گل تر تک پہنچے

کسطرح لیگا بلائین کوئی آسودہ خاک
کچھ نہ پہنچے ترے گیسو جو کمر تک پہنچے

آپ لپٹ جامے سینہ سے کہ اے بحر جمال
کبھی ٹھنڈک بھی تو عاشق کے جگر تک پہنچے

(۲۷۸) شوق ہے داد خدا ذوق ہے امداد خدا
داغ کیونکر نہ شہ جن وبشر تک پہنچے (۱۸)

جانا تھا کہ ہے موت ہی آرام جدائی
وان تیر گئی گور ہوئی شام جدائی

حسرت ہے کہ جو شخص پئے وصل ہو مشتاق
دے نامہ بر آکر اُسے پیغام جدائی

پاس اپنے جو سرمایۂ الفت ہے تو یہ ہے
اک درہم داغ جگر انعام جدائی

ہے عالم دوری مین بڑا لطف تصور
اسواسطے ہون بندۂ بیدام جدائی

ملجائے کوئی عاشق دیرینہ تو پوچھون
کسطرح بسر کرتے ہین ایام جدائی

معشوق تو کیا ہمسے حذر کرتے ہین عاشق
اے داغ ترا نام ہے پیغام جدائی

قطعہ

گل داغ سے پوچھا یہ کسی نے کہ بتا تو
کیا حال ہے اے بسمل صمصام جدائی

سرشار ہے کیون بادۂ اندوہ مین غافل
گردون نے پلایا تجھے کیا جام جدائی

آنکھون سے برستے ہین دُر اشک یتما
سینہ ہے ترا مخزن آلام جدائی

کیون دل پہ ترا ہاتھ ہے کیون چشم ہے پرنم
ہے تجھسے جدا کون سا آرام جدائی

آغاز جدائی کو جدائی نہ سمجھ تو
ہوتا ہے وصال ایکدن انجام جدائی

ہان صبر ہے درکار مگر اُس عمر بدہ جو پر
حسرت نہ کھلے وصل کی ہنگام جدائی

یہ سُن کے کہا ہاے نہ پوچھو یہ نہ پوچھو
کچھ اور کرو ذکر نہ لو نام جدائی

کیا صدمہ قلق کیا ہے کہا نکا غم ہجران
ہے رنج کا مذکور نہ یان نام جدائی

احباب کہ تھے واقف اسرار محبت
جھنجلاے کہ او مورد الزام جدائی

ہم پوچھکے احوال خطا وار ہی ٹھہرے
گویا کہ دیا ہمنے یہ پیغام جدائی

اک نالہ کیا مرغ گرفتار کی صورت
مطلع یہ پڑھا اُسنے تہ دام جدائی

۲۷۹ ۹
اللہ نہ دے گردش ایام جدائی
کم صبح قیامت سے نہین شام جدائی

گھٹ کے یون خواہش دل شام و سحر بڑھتی ہے
جسطرح ہو کے قلم شاخ شجر بڑھتی ہے

قطع امید سے امید مگر بڑھتی ہے
کہ اودھر گھٹتی ہے الفت تو ادھر بڑھتی ہے

تول میزان نظر مین نظر دشمن و دوست
کسطرف کم ہے تری چاہ کہ ہو بڑھتی ہے

جلوۂ تابش خورشید سے گھٹتی ہے نگاہ
اُس مہ حُسن کے دیکھے سے نظر بڑھتی ہے

دیکھیے خوب گھٹا کر جو شب ہجران کو
روز محشر سے یہ دو چار پہر بڑھتی ہے

چشمِ قاتل کو مگر سنگ فشان ہے سرمہ
اور بھی برش شمشیر نظر بڑھتی ہے

یہ نہوگا کہ تجھے اسکے عوض دون یہ بھی
دل فقط بوسے کی قیمت ہے جگر بڑھتی ہے

اسقدر بھی جو نہوتی تو نہوتی ثابت
زلف کے تار سے کچھ اونکی کمر بڑھتی ہے

۲۸۰ کوے سفاک مین بے خوف چلا ہے دیکھو
گھر سے یہ داغ بھی کمبخت مگر بڑھتی ہے ۱۱

صبر آنا تو محبت مین بہت مشکل ہے
موت بھی تو نہین اسکو یہ وہ کافر دل ہے

ہجر ہے آفت جان وصل بلائے دل ہے
آدمی کے لیے ہر طرح غرض مشکل ہے

شمع چپ آئینہ حیران ہے عاشق مشغول
واہ کیا عالمِ تصویر تری محفل ہے

ہمنے جو راز کہ خلوت مین کہا تھا اُس سے
آج افشا وہ رقیبون مین سرِ محفل ہے

تجکو اے قیس ہے کیون ناقہ و محمل کی تلاش
دلمین لیلیٰ ہے ترے دل ہی ترا محمل ہے

حشر کے دن تو ملوگے یہ کیا مین نے سوال
سوچکر دیر مین ظالم نے کہا مشکل ہے

جمع ہین کسقدر آشفتہ خدا خیر کرے
اُسکی ہر ہر شکنِ زلف مین اک اک دل ہے

وہ زمانہ ہی گیا آپ کی دلجوئی کا
کہ تلاشین تھین زمانین کہین بھی دل ہے

صفحۂ دہر پہ ہستی موہوم مگر
حرف بھی ہے تو غلط نقش ہے تو باطل ہے

اے غمِ یار کوئی اپنا ٹھکانا کرلے
دل تو پُر درد ہے تو درد کے کیون شامل ہے

۲۸۱ ہمکو قسمت نے دیا داغِ تمنا اے داغ
وہی ملتا ہے جس انعام کے جو قابل ہے ۱۵

ہون تو دیوانہ مگر خالی نہین تدبیر سے
مین نے باندھا ہے جنون کو حلقۂ زنجیر سے

مجھان عشق کو کیا خوف ہے تعذیر سے
کٹ مکا کب شۂ الفت تری شمشیر سے

بچکے کیون چلتا ہے خاک عاشق دلگیر سے
آدمی اکسیر بنتا ہے اسی اکسیر سے

گر ترے وحشت زدہ کچھ بھی ہلائین ہاتھ پاؤن
شور محشر چیخ اُٹھے نالہ زنجیر سے

جب چھٹا وان شست سے ناوک چلا پہلو نے دل
یہ تنکا اُڑکر لپٹ جاتا ہے نوک تیر سے

سورۂ یوسف سنون کیا کان مین کر واعظو
کان اُسنے بھر دیے ہین لذت تقریر سے

ہر خطاوار آپکے احسان کا مارا گیا
عفو کرنا جرم کا بڑھکر ہوا تعذیر سے

ظلم ہے آزاد کو پابندی مقصود بھی
کتنا بچ بچکر گیا نالہ مرا تاثیر سے

سمجھے نامے کو مرے کاتب وہ فرط قہر مین
کچھ عجب انداز کی تقریر تھی تحریر سے

یہ نئی صورتکی پہنائین جنون نے بیڑیان
پڑ گئے تار گریبان پاؤن مین زنجیر سے

کیا کرون کچھ بس نہین تیری لیے ای روز وصل
عمر تھوڑی مانگ لیتے آسمان پیر سے

طبع نازک مین نلون اسقدر کاہے کو تھا
یہ اوڑا یا رنگ میرے رنگ کی تغییر سے

ہو کے بسمل اس نے بسیں کو جنبش ہو گئی
آ گیا دم مجھ مین گویا تڑپ شمشیر سے

شکر ہے ایدل کہ اُنکو غصہ آکر رہ گیا
آ لیا تھا موت نے پر بچ گئے تقدیر سے

کسقدر ہے داغ مہر و لطف کا دنیا مین کال
۲۸۲ مر گئے عشاق تو اس قحط عالمگیر سے ۱۲

چارہ گر ہم ہوش مین آئینگے کیا تدبیر سے
عقل دیوانی نہین باندہین جسے زنجیر سے

بڑھ گئی وحشت زیادہ چارہ و تدبیر سے
اور دونے پاؤن اپنے کھل گئے زنجیر سے

جب لڑے ہین وہ نگاہ عاشق دلگیر سے
چبھ گئی ہین برچھیا نسی کھپ گئے ہین تیر سے

فکر ہے لکھینگے کس پر نامۂ اعمال خلق
کون سا کاغذ بچا یان شوق کی تحریر سے

تو نے رکھا ہے کہا کا ہکو ایجوش جنون
جائینگے کس گھر نکل کر خانۂ زنجیر سے

کچھ توقع کچھ یقین کچھ یاس کچھ وہم و گمان
انتظار یار کی ہے کیفیت تاخیر سے

ہم کلام لطف مین بھی اک طرح کی نوک جھونک
میٹھی چھیڑیان چلتی ہین شیرینیٔ تقریر سے

بیقراری کا بڑا ہو منفعل قاتل سے ہون
اک جگہ ٹھہرا نہ مین بچ بچگیا ہر تیر سے

پڑگئی کیونکر اسی دلمین اُس بت کے گرہ
بچ رہا تھا کونسا عقدہ مری تقدیر سے

ہے تم عیسیٰ صدا قاتل کی مجکو وقت ذبح
جان آجاتی ہے ہر دم نعرۂ تکبیر سے

ہر سخن مین گرچہ سو پہلو بچاتا ہون مگر
آرزوئین ٹپکی پڑتی ہین مری تقریر سے

گر رسائی چاہتی ہے اور تو اپنا عروج
اے دعا مل جا کسی اُٹھی ہوئی تقدیر سے

۲۸۳ داغ جلنے کے لیے کافی ہے اُسکی بزم مین
کاٹ ڈالے کوئی پروانے کا سر گلگیر سے ۹

چھوڑا ہے ساتھیون نے پس کارواں مجھے
لیجائے دیکھیے مری قسمت کہان مجھے

شب کو نہ آئے تم تو دل بدگمان مجھے
وان لیگیا کہ موت ہے جانان جہان مجھے

چکر مین مثل سنگ فلاخن ہون دیکھیے
پھینکے مرے نصیب کی گردش کہان مجھے

کیا درد دل کہون کہ سراپا ہون درد مند
آتی نہین ہے بات سوائے فغان مجھے

پڑتی ہے اُنکی آنکھ سر بزم جب کہین
جاتے ہین اک نگاہ پہ سو سو گمان مجھے

ہوتی نہ وہ گلی تو بہلتا نہ دل مرا
ملتا اگر زمین کے عوض آسمان مجھے

افسانہ کہکے اُسکو سلاؤن تمام رات
نوکر ہی رکھ لے کاش ترا پاسبان مجھے

دل خط مین رکھدیا بھی تو کیا فائدہ ہوا
قاصد کا ہے سوال کہ دے تو زبان مجھے

۲۸۴ اے داغ اُسکے ہاتھ سے گر ہون شہید مین
وہ موت بھی ہو زندگیٔ جاودان مجھے ۹

ہر گھڑی مجکو قسم غیر کی دیجاتی ہے
وصل مین اُنکی نئی چھیڑ چلی جاتی ہے

کبھی اقرار ہے تجکو کبھی انکار وصال
بات تیری نہ اُٹھائی نہ دہری جاتی ہے

اللہ اللہ ری گرانباری غم بعد فنا
کہ مری خاک سے آندھی بھی دبی جاتی ہے

حشر تک شکوۂ اغیار رہے گا ظالم
آجکی آج کوئی یہ خفگی جاتی ہے

چارہ گر رکھ نہ مرے زخم جگر پر مرہم
کہ مری لذت ایذا طلبی جاتی ہے

راستی پر کبھی آنیکا نہین اون کا مزاج
اب بھلا کوئی طبیعت کی کجی جاتی ہے

اک ترا نام کہ ہر دم ہے وظیفہ مجکو
اک مری بات کہ ہر سو نہین سنی جاتی ہے

چھیڑ ناز لف پریشان کا بلا تھا ایدل
آئی شامت تری اب کوئی گھڑی جاتی ہے

۱۷

میرا چاہا نہ خدا نے کبھی چاہا اے داغ
غم تو بڑھتا ہے مگر عمر گھٹی جاتی ہے

۲۸۵

کیا بھیڑ میکدے کی ہے در پر لگی ہوئی
پیاسو سبیل ہے سر کوثر لگی ہوئی

یہ کسکی لو ہے اے دل مضطر لگی ہوئی
اک آگ سی ہے سینے کے اندر لگی ہوئی

دل کیا کھلے مرا کہ تری زلف کی طرح
مضبوط اک گرہ ہے گرہ پر لگی ہوئی

یون کون جانے درد محبت کو ناصحا
وہ جانے جسکے چوٹ ہو دل پر لگی ہوئی

یارب ہو دل کی خیر کہ بیڈھب ہے آجکل
ہے گھات مین نگاہ ستمگر لگی ہوئی

میرا ہی سا ہو حال تمھارا بھی ناصحو
چوٹ اک تمھین بھی عشق کی ہو گر لگی ہوئی

رکھے قدم سنبھل کے رہ عشق مین وہی
آگے بھی جسکو ہو کبھی ٹھوکر لگی ہوئی

گر زندگی خضر و مسیحا ہوئی تو کیا
ہے موت سبکے ساتھ مقرر لگی ہوئی

کوئی عدم سے آئے نہ اس قید خانے مین
قید حیات ساتھ نہو گر لگی ہوئی

بیشک ہے کچھ لگاؤ جو کرتا ہے یہ گریز — زاہد سے دخترِ رز ہے مقرر لگی ہوئی
ناقوس تکبے مین تو کعبے مین ہے اذان — ہے یاد میرے دوست کی گھر گھر لگی ہوئی
وان گالیون پہ مُنھ ہے ہمیشہ کھلا ہوا — یان مُہر خامشی مرے لب پر لگی ہوئی
جب مین نے آہ کی ہے قیامت اُٹھائی ہے — آواز پر ہے شورشِ محشر لگی ہوئی
کیا دخل بیقراری دل سے جو اک طرف — کروٹ ہری رہی سر بستر لگی ہوئی
ٹھہرے کبھی نہ اُس صفِ مژگان کے روبرو — ہو سامنے اگر صفِ محشر لگی ہوئی
تھوڑی نظر گذر کی مئے ہمکو ساقیا — ہے اپنی تاک جانب ساغر لگی ہوئی

۲۸۶ — مین آشنا نہین بت ناآشنا سے داغ — ۹
تہمت یہ صفت کی ہے مرے سر لگی ہوئی

کہنے دیتی نہین کچھ مُنھ سے محبت تیری — لب پہ رہ جاتی ہے آ آ کے شکایت تیری
اب ترا اے دلِ بیتاب خدا حافظ ہے — کر چکے ہم تو محبت مین حفاظت تیری
دیکھیے کرتی ہے رسوا ے زمانہ کیا کیا — مجکو یہ چاہ مری تجکو یہ صورت تیری
پوچھتے ہین رہ مری بات تو یون پوچھتے ہین — کہتے ہین کون ہے تو کیا ہے حقیقت تیری
یاد سب کچھ ہین مجھے ہجر کے صدمے ظالم — بھول جاتا ہون مگر دیکھکے صورت تیری
عدم آباد کو جاتے ہین بشر خالی ہاتھ — مجکو ہے ناز کہ لیجاؤن گا حسرت تیری
یار غمخوار مرے حال کو سب پوچھتے ہین — اور پھر پوچھ کے سب کہتے ہین قسمت تیری
ہے رقیبونکی زبان بھی ستم کا شکوہ — تو بھی مجبور ہے جاتی نہین عادت تیری

۲۸۷ — کوچۂ یار مین بھی جی نہین لگتا اے داغ — ۹
دیکھیے جائے گی کس روز یہ وحشت تیری

وصل کی شب بھی وہی عادتِ پرہیز رہی
مہربانی بھی تمہاری ستم آمیز رہی

دام پھیلائے تری زلف دلاویز رہی
تیغ کھینچے ہوے مجھپر نگہِ تیز رہی

اک اشاری مین یہ تا ملک عدم جا پہونچا
تو سن عمر کو کیا حاجتِ مہمیز رہی

وائے بربادی قسمت کہ گلی مین تیری
خاک ہوکر بھی رہے ہم تو ہوا تیز رہی

کون تھا گرم عنان آج کہ جو خاک مری
شوق بالبوس مین گردِ سم شبدیز رہی

کوئی دیوانہ رہا کوئی رہا سودائی
بو تری زلف کی کیا کیا نہ جنون خیز رہی

نعمتِ خلد کو بھی مُنھ نہ لگایا اُسنے
تیرے بیمار کو جو عادتِ پرہیز رہی

گالیان دیتے ہو پھر عذرِ خطا کرتے ہو
اس سے بھی تیز ہوئی اُس سے بھی تیز رہی

۲۸۸ گو کہ تیزی ہے طبیعت مین تمہاری اے داغ
۱۵ بات پر سامنے اُنکے نہ کبھی تیز رہی

کوئی کمی نہ کی تھی دلِ بیقرار نے
مجکو بچا لیا مرے پروردگار نے

پامال کر دیا فلکِ بدشعار نے
سیکھے ترے چلن روشِ روزگار نے

ایسے مرے لیے مرے پائے نگار نے
گھر دلمین کر لیا خلشِ نوکِ خار نے

سُنتے تھے ایک عمر سے طوفانِ نوح کو
ہمکو دکھا دیا مژۂ اشکبار نے

سو حسرتین دلمین ہین مرے ساتھ خاکمین
مٹی بھی دی تو اُنکو اسی خاکسار نے

مینے تو جان دی تھی بہانے سے موت کے
بدنام کر دیا اُسے ہر سوگوار نے

مجھ سے ہے یہ گلا کسی وعدہ خلاف کو
جھوٹا بنا دیا ہے ترے اعتبار نے

دیکھی ہے ہمنے آج وہ ظرف و ضو مین نبید
جو پی کے چھوڑ دی تھی کسی بادہ خوار نے

وہ بات ہی نہین وہ ملاقات ہی نہین
نادان جب اُبھار دیا تجکو چار نے

کہتے ہین مجھسے وصل مین کیون تجکو یاد ہین
رو رو کے پیٹ پیٹکے وہ دن گذارنے

سب بھیڑ چھٹگئی مرے جاتے ہی حشر مین
میدان کردیا نفس شعلہ بار نے

وہ اور مجکو خط مین لکھے شکوۂ رقیب
پٹی پڑھائی ہے یہ کسی ہوشیار نے

قسمین ہزار دون نہ بتائین گے ہم کبھی
مانگی ہے جود عادل امیدوار نے

غیرون کو آج بزم مین اُسکی رولادیا
بے اختیار نالۂ بے اختیار نے

۲۸۹

اے داغ ہائے داغ ہے عہد شباب کا
کیا داغ کھائے تیرے دل داغدار نے

۹

محبت کا اثر جاتا کہان ہے
ہمارا درد سر جاتا کہان ہے

دل بیتاب سینے سے نکل کر
چلا ہے تو کدھر جاتا کہان ہے

عدم کہتے ہین اُس کوچے کو ایدل
ادھر آ بے خبر جاتا کہان ہے

کہون کس منھ سے مین تیرے دہن ہے
جو ہوتا تو کدھر جاتا کہان ہے

ترے جاتے ہی مرجاؤنگا ظالم
مجھے تو چھوڑ کر جاتا کہان ہے

کہان جاتا ہے قاصد اُسکے در تک
خدا جانے وہ مرجاتا کہان ہے

ہمارے ہاتھ سے دامن بچا کر
ارے بیداد گر جاتا کہان ہے

تری چوری ہے سب میری نظر مین
چرا کر تو نظر جاتا کہان ہے

۲۹۰

اگرچہ پا شکستہ ہم ہین اے داغ
مگر قصد سفر جاتا کہان ہے

۹

چلے ہو دل بھی ہمراہ تم آنا یہان پھر بھی
کرم کرنا ہمارے حال پر اے مہربان پھر بھی

ابھی سمجھے نہین تم ہجر لے دل کی کیفیت
مسا ئینگے تمہین ہم ایکدن یہ داستان پھر بھی

عدو سے عیش ہے لیکن عدو ہی جان نہیں تجھ سا
غنیمت ہے ہزارون دشمنون میں آسمان پھر بھی

غش آیا ہاتھ کانپے تیغ کے ٹکڑے ہوے آخر
کہو تو سخت جانونکا کروگے امتحان پھر بھی

مری شوق شہادت نے تھکایا بازوے قاتل
دہان زخم سے یہ شور تھا اک ہاتھ ہان پھر بھی

نکل آیا ہے خط ہر چند تیرے روے گلگون پر
نکلتی ہے مگر اک بات تجھ میں دلستان پھر بھی

چلا میں ہوکے خائف کوئے جاناں سے تو رستے میں
لگی کہنے قضا جاتا ہے تو آگے کہان پھر بھی

دیئے ہیں امتحان کیا کیا کوئی انصاف سے دیکھے
رہا وہ بیمروت ہای ہمسے بدگمان پھر بھی

۲۹۱ تجھے ہے داغ کیا ارمان ایام گذشتہ کا
دوبارا جاکے آتی ہے کہین عمر روان پھر بھی ۹

عشق کا لطف غم سے اُٹھتا ہے
غم جو اوٹھتا ہے ہم سے اُٹھتا ہے

فتنہ اُنکے قدم سے اُٹھتا ہے
ہر قدم کس ستم سے اُٹھتا ہے

دیکھیے کیا فساد قاصد پر
میری طرز رقم سے اُٹھتا ہے

اُسکی کافرنگہ کے اُٹھتے ہی
شور دیر و حرم سے اُٹھتا ہے

ظلم تیرا اُٹھائے جاتے ہین
جبتک اے یار ہم سے اُٹھتا ہے

کس سے اُٹھتا ہے صدمۂ الفت
یہ ہمارے ہی دم سے اُٹھتا ہے

ہمپہ کیجیے جفا و فا آمیز
کہ ستم بھی کرم سے اُٹھتا ہے

گو قیامت اُٹھے مگر یہ دل
کوئی بیت الصنم سے اُٹھتا ہے

۲۹۲ گر نہ ٹھکرائے وہ تو پھر اے داغ
کون خواب عدم سے اُٹھتا ہے ۹

گمان تند خو کیا جانے کیا ہے
ہماری آرزو کیا جانے کیا ہے

اسے کچھ جانتے ہین دوست تیرے | محبت کو عدو کیا جانے کیا ہے
ہمارے اور اُنکے دل ہی دلمین | ہمیشہ گفتگو کیا جانے کیا ہے
ستم مین کیا تامل تجکو لیکن | لحاظ اے کینہ جو کیا جانے کیا ہے
بھروان کیا اُسکے آگے مین دم سرد | اسے وہ شعلہ خو کیا جانے کیا ہے
رواں آنکھو نسے یہ خون جگر ہے | کہ ہے دل کا لہو کیا جانے کیا ہے
قمر ہے یا کہ ہے مہر درخشان | تراروئے نکو کیا جانے کیا ہے
کہون کیا تجھسے ناصح لذت عشق | اسے کمبخت تو کیا جانے کیا ہے

۲۹۳ | جہان مین داغ نے دیکھا ہے کسکو | ۹
یہ تکتا چار سو کیا جانے کیا ہے

نکال اب تیر سینے سے کہ جان پُر الم نکلے | جو یہ نکلے تو دل نکلے جو دل نکلے تو دم نکلے
تمنا وصل کی اک رات مین کیا الصنم نکلے | قیامت تک یہ نکلے گر نہایت کم سے کم نکلے
خدا ہے حشر کے دن التجا تیری نمانو یمین | مرے مُنہ سے نہین نکلے تری مُنہ سے قسم نکلے
مرے دلسے کوئی پوچھے شب فرقت کی بیتابی | یہی فریاد تھی لب پر کہ یارب جلد دم نکلے
ہوئے مغرور وہ جب آہ میری بے اثر دیکھی | کسیکا اسطرح یارب نہ دنیا مین بھرم نکلے
مبارک ہو یہ گھر غیرونکو تمکو پاسبانون کو | ہمارا کیا اجارہ ہے نکالا تمنے ہم نکلے
نہ اُٹھے مرکے بھی ایسے تری کو چمین ہم بیٹھے | محبت مین اگر نکلے تو ہم ثابت قدم نکلے
نہ گذرا بے خلش یاد مژہ مین ایکدم ہم کو | کہ ڈوبے نشتر غم دلسے جب خار الم نکلے
رہ الفت کو اک سید ہا سارستہ ہمنے جلا تھا | مگر دیکھا تو اس رستے مین صد ہا پیچ و خم نکلے
سمجھکر رحم دل تمکو دیا تھا ہمنے دل اپنا | مگر تم تو بلا نکلے غضب نکلے ستم نکلے

نہ نکلا دل ہی سینے سے نہ پیکان ہی جدا نکلا
اگر نکلے تو دونون آشنا ہو کر بہم نکلے

بُرا ہو اس محبت کا کہ اسنے جان سے کھویا
لگا دل اُس ستمگر سے اجل کا جس سے دم نکلے

دمِ پرسش جو دیکھا اُس بتِ سفاک کو مضطر
صفِ محشر سے دل پکڑے ہوئے گھبرا کے ہم نکلے

کہین کیا دلمین کیا آیا کہین کیا بات منھ سے کیا نکلا
کبھی جو چلتے پھرتے ہم سوئے بیت الصنم نکلے

۲۹۴
گئے ہین رنج و غم اے داغ بعدِ مرگ ساتھ اپنے
اگر نکلے تو یہ اپنے رفیقانِ عدم نکلے
۹

دیکھ سکتے نہین اس بزم مین اغیار مجھے
لیچلی ہاے کہان حسرتِ دیدار مجھے

ایسی باتون سے تو بہتر ہے خموشی واعظ
کہ تری ضد نے کیا اور گنہگار مجھے

رحم آتا ہے دلِ زار تری حالت پر
کاش ہو جائے تری جان کا آزار مجھے

اپنے قاتل سے نہین خون کا دعوی مجکو
بلکہ خود جرمِ محبت پہ ہے اقرار مجھے

ہو گئی کثرتِ عصیان سے مری وہ نوبت
ہے یہ احسان ملالین جو گنہگار مجھے

مانگتا ہے مرے جینے کی دعائین ظالم
جان کر جیسے خفا جان سے بیزار مجھے

بوئے ہین تیری محبت نے ہزارون کانٹے
دل ملا ہے کہ ملا دیئے پُرخار مجھے

ہمنشین تجھسے وہ مین خاک کہون خلوتمین
آج جو اُسنے کہا ہے سرِ بازار مجھے

۲۹۵
دل مرا لیکے وہ بچتا ہے ہین دل مین اے داغ
نظر آتی ہے بھری چشمِ خریدار مجھے
۹

بلا سے نامہ کو ثابت اگر نہین رکھتے
وہ تیرے منھ پہ تو کچھ نامہ بر نہین رکھتے

بُرائیان نہ تری یاد آئین اس باعث
ہم اپنے حال زبون پر نظر نہین رکھتے

گلی مین یار کے جانا ہے جان سے جانا
جو پاؤن کہتے ہین وہ تن پہ سر نہین رکھتے

پسند آئی ہمین جب سے اُنکی طرز خرام
قدم زمین پہ سر رہگذر نہین رکھتے

ہزار حیف ہوے بیقرار جنکے لیے
وہ ہاتھ بھی دل بیتاب پر نہین رکھتے

جو ہوگی ہمپہ عنایت تو کیا غضب ہوگا
کہ کیا بشر سے محبت بشر نہین رکھتے

رہا اگر نہ مجھے ہوش عشق مین نہ رہا
تمھارا دل ہے کہان تم خبر نہین رکھتے

بشر ہین اہل ہوس بھی مگر یہ سوز کہان
جگر تو رکھتے ہین داغ جگر نہین رکھتے

(۲۹۶) اُٹھائین اُنکے ستم کسطرح سے ہم اے داغ
(۱۳) کہ دل مین تاب و تواں اسقدر نہین رکھتے

دیے اُس بوسۂ لب نے مجھے شکر کے مزے
کھا کے دشنام لیے قند مکرر کے مزے

لب شیرین سے دم ذبح جو تکبیر سُنی
مجھکو شربت ہوے زہرابۂ خنجر کے مزے

چھیڑ کر نشتر مژگانسے کہان جاتے ہو
دیکھتے جاؤ ہمارے دل مضطر کے مزے

دل ترا آئے کسی پر تو ہمین ہو انصاف
عشق دنیا مین چکھا دے تجھے محشر کے مزے

کچھ پیا خون جگر دل کا لہو کچھ چاٹا
چکھتی پھرتی ہین نگاہین تری گھر گھر کے مزے

دل کے سنّاٹونسے جنگل مین لرزتی ہے صبا
یاد آتے ہین جو غربت مین مجھے گھر کے مزے

جستجو زہر ہے گر حاصل مطلب نہو
آب حیوان نے کیے تلخ سکندر کے مزے

باغ مین چلکے دکھا دے روش مستانہ
کبک و طاؤس اڑا لین تری ٹھوکر کے مزے

زیست کے لطف جو کچھ خضر و مسیحا سے بچے
وہ لیے ہمنے ترے عشق مین مر کر کے مزے

جنکو ہے جان عزیز اُنکو نہین لذت عشق
خضر کیا جانے تری برش خنجر کے مزے

جلوۂ طور تو مین کہہ نہین سکتا زاہد
پوچھ آنکھونسے مری اُس رخ انور کے مزے

کاش بک کر ہی چھٹین قید سے ہر روز شتی
تجکو صیاد ستمگار پڑین زر کے مزے

۲۹۷ داغ اس چاٹ پہ ہے تشنہ لب و تشنہ دہن ۹
کہ ملیں ساقی کوثر مئے کوثر کے مزے

دوست خوش ہونیگے دوست کے مرجانیسے — غم کا یہ حال پڑا ہے مرے غم کھانے سے
کہیں دیکھی نہ سُنی ایسی تو ٹھنڈی مٹی — بجھ گیا اور بھی ناصح مرے بھڑکانے سے
وعدۂ وصل کی تکرار نے ہمکو مارا — فیصلہ خوب ہوا بات کے بڑھجانے سے
خود فراموش کیا یاد نے تیری اچھا — رہگئی اپنی مصیبت مجھے یاد آنے سے
یہ بھی دشمن ہی کے حصے میں سہی اے تقدیر — کام کیا اُسکے تصور کو یہاں آنے سے
مجرم عشق کے ارمان نرالے دیکھے — جرم کا حوصلہ بڑھتا ہے سزا پانے سے
خون بہا کی ہے عبث فکر مرے قتل کے بعد — اب دعا کیجیے کیا فائدہ گھبرانے سے
پند گو دیکھ ذرا ہاتھ تو رکھکر دل پر — لگ گئی آگ زیادہ ترے سمجھانے سے

۲۹۸ کیجیے فکر سخن خاک وہ دل ہی نہ رہا ۱۵
داغ فرصت ہی نہیں روز کے غم کھانے سے

لگ چلی باد صبا کیا کسی مستانے سے — جھومتی آج چلی آتی ہے میخانے سے
چور ہو جاؤں مگر جاؤں نہ میخانے سے — عہد شیشے سے تو پیمان ہے پیمانے سے
روح کس مست کی پیاسی گئی میخانے سے — مے اُڑی جاتی ہے ساقی ترے پیمانے سے
فکر ہے دوست کو احوال سناؤں کیونکر — ٹکڑے ہوتا ہے کلیجہ مرے افسانے سے
گر پڑا ہوں نگہ مست سے چکر کھا کر — ساقیا پہلے اُٹھا تو مجھے پیمانے سے
وہی وحشت ہے وہی خار وہی دیر اب نہ — وحشت کس بات میں اچھا مرے کاشانے سے
سختیاں کھینچنے کی ہو گئی عادت دل کو — بت چلے آئیں نہ کھنچکر کہیں بتخانے سے

ڈر ہے تاثیر نہ کر جائے کسی کی فریاد
کان بھر لیجیے پہلے مرے افسانے سے

دل برباد مین آباد ہوے عشق و جنون
کوئی بستی نہین بہتر مرے ویرانے سے

شکل ثابت نظر آتی نہین عمامے کی
شیخ نے بدلی ہے پگڑی کسی مستانے سے

کر دیا صاف الگ دل نے ہمین الفت مین
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین بیگانے سے

جانشین قیس کے سب وحشی صحرا ہو جائین
دشت آباد نہو گر ترے دیوانے سے

نگہ مست تری گر ہی پڑی دل پہ مرے
لغزش پا نہ سنبھالی گئی مستانے سے

اُسکی بیدادنے چھوڑی نہین عالم مین جگہ
نالے گھبرائے ہوے پھرتے ہین دیوانے سے

۲۹۹ ایک چلو مین بہت داغ بھک اُٹھے تھے ۱۱
آج سُنتے ہین نکالے گئے میخانے سے

آتش شوق کو کب دل سے جدا رکھا ہے
اس لگی کو تو کلیجے سے لگا رکھا ہے

دیکھ لینے کو تری سانس لگا رکھا ہے
ورنہ بیمار غم ہجر مین کیا رکھا ہے

ناامیدان وفا کا یونہین دل رکھتے ہین
آپ نے خاک مین جسطرح ملا رکھا ہے

کھائی ہے وعدۂ فردا پہ قسم کیا جھٹ پٹ
آج اس حرف تسلی نے لٹا رکھا ہے

اسقدر تو ہے ترا پردہ نشین پاس حجاب
کہ ترے درد کو بھی دل مین چھپا رکھا ہے

تجھے مکدر تو کدورت نے رکھا تھا برباد
صاف ہوا تو صفائی نے مٹا رکھا ہے

قطعہ

دل گم گشتہ کے مذکور پہ ایسے بگڑے
کہ بڑی دیر سے منھ تم نے بنا رکھا ہے

غائبانہ ہے گلہ کہ دل ہے مجھے معلوم نہین
دیکھ لو زلف گرہ گیر مین کیا رکھا ہے

قطعہ

ستم ایجاد کا انداز ستم تو دیکھو
امتحان عشق و ہوس کا یہ نیارا کھا ہے
ہر گھڑی عاشق مضطر سے وہ ملتی ہے شبیہ
نقشہ بگڑی ہوئی صورت کا بنا رکھا ہے

۳۰۰ شکوۂ ہجر سے اے داغ اثر کی امید ۱۲
آپنے نام شکایت کا دعا رکھا ہے

رنج و قلق کہ صدمہ و ایذا اوٹھائیے
دلکو بٹھا کے سینے مین کیا کیا اوٹھائیے
کس کس کا داغ اے ستم آرا اوٹھائیے
دل کا اوٹھائیے کہ جگر کا اوٹھائیے
ہم بھی جگر کو تھام لین دلکو سنبھال لین
تم تم کے رخ سے زلف چلیپا اوٹھائیے
عادت نہ جائے گرچہ قیامت ہی کیون آئے
ملنے کے بعد پھر کوئی جھگڑا اوٹھائیے
دام بلا ہے زلف سے باندھا ہے سلسلہ
دل چاہتا ہے پھر کوئی جھٹکا اوٹھائیے
یون خاک مین ملائیے اس شوخ چشم کو
پلکون سے اُسکا نقش کف پا اوٹھائیے
ہم بھی بھرے ہوے ہین کہ ہے چھیڑ نیکی دیر
بہتر ہمین نکالیے اچھا اوٹھائیے
اے ناتوانیٔ دل بیمار الامان
طاقت نہین کہ دلسے تمنا اوٹھائیے
الفت کا داغ تک بھی نہ دیجیے رقیب کو
دولت یہ وہ نہین جسے بیجا اوٹھائیے
اندازیہ کہ جان نہین چھوڑنے کے آپ
تاکید یہ کہ ناز ہمارا اوٹھائیے
ہر چند کوہ سے بھی گران تر ہے بار عشق
ہمت یہ کہہ رہی ہے کہ تنہا اوٹھائیے

۳۰۱ وہ داغ دردمند جو کل تک مریض تھا ۷
آج آکے آپ اوسکا جنازہ اوٹھائیے

غیر کو اُس بزم مین توقیر پھر پیدا ہوئی
دل کو میرے کاہش اے تقدیر پھر پیدا ہوئی

دیکھتے ہین وہ جو پھر پھر کر مری جانب مگر
آہ بے تاثیر مین تاثیر پھر پیدا ہوئی

جذبۂ دل مین مرے سُستی نہین تو کس لیے
اُنکے آنے مین یہان تاخیر پھر پیدا ہوئی

دیکھ تو قاتل مری شوقِ شہادت کی کشش
گُم ہوئی تھی جو تری شمشیر پھر پیدا ہوئی

بعد مجنون دیکھکر وحشت مری کہتی ہے خلق
اک بلا یہ زیرِ چرخِ پیر پھر پیدا ہوئی

ہوگئی تھی گُم جو اک مدت سے دل کی آرزو
سُنکے تیرے پیار کی تقریر پھر پیدا ہوئی

۳۰۳ از سر نو ہو گا پروانہ اسیرِ عشقِ داغ ۹
موجِ دودِ شمع سے زنجیر پھر پیدا ہوئی

گالیون مین ادا نکالی ہے
بات مین بات کیا نکالی ہے

دیکھے دل فکر پیش و پس کیسی
ابتدا انتہا نکالی ہے

تمسے کیا شکوہ ہے گلہ اُس سے
جسنے رسم وفا نکالی ہے

دردمندون کو قتل کرتے ہو
واہ اچھی دوا نکالی ہے

شبِ غم کا گذارنا کیا تھا
گھر سے اپنے بلا نکالی ہے

نام نکلا جہان مین پردہ نشین
یہ کہان کی حیا نکالی ہے

دل جو واپس طلب کیا تو کہا
یہ نئی التجا نکالی ہے

بات کیسی وہ ہوگئے ہین خفا
منھ سے جب اُف ذرا نکالی ہے

۳۰۴ داغ معجز بیان ہے کیا کہنا ۹
طرز سب سے جدا نکالی ہے

جس سے جانبر ہوون وہ تدبیر جفا کونسی ہے
موت کی کوئی بتائے کہ دوا کونسی ہے

تجکو مشکل دل بیتاب بہلا کونسی ہے
الیسی چلتی ہوئی وہ تیغ ادا کونسی ہے

خاک ہوکر کسی کوچے مین ہمین جانا تھا
آج کیا جانے کدہر کی ہے ہوا کونسی ہے

کوچۂ یار سے دیتا ہے جو واعظ تفصیل
الیسی جنت مین نرالی وہ فضا کونسی ہے

گو بُرا ہون مگر اچھا ہون کہ چاہا تمکو
میری تقصیر ہے کیا میری خطا کونسی ہے

ناز کرتے ہین وہ ہر ناز پہ یہ کہہ کہکر
اسکو کہتے ہین ادا اور ادا کونسی ہے

اُف نہ کی ہمنے تہ تیغ جفا اے ظالم
اس سے بڑھکر رہ تسلیم و رضا کونسی ہے

موت ہے زندگی ہجر اجل رشک رقیب
اور عشاق کے مرنے کو قضا کونسی ہے

۳۰۵ ۹

کیا کہون گا جو کہا اُس نے کہ اچھا کہیے
بات اے داغ محبت کے سوا کونسی ہے

راز الفت کا نہ ہرگز ہمنشین سے پوچھیے
یہ ہمین کچھ جانتے ہین یہ ہمین سے پوچھیے

آپنے جو جو دیئے ہین رنج سب کھُل جائینگے
اس دل غمگین سے اس جان حزین سے پوچھیے

میری خاموشی کا باعث پوچھیے مجھسے نہ کچھ
یہ حقیقت اپنی چشم سرمگین سے پوچھیے

داد کوئی دے سکے کیا اس حرام ناز کی
کیا زمین کے دم پہ بنتی ہے زمین سے پوچھیے

آپکا حال گذشتہ مین کہون گا ٹھیک ٹھیک
یاد ہے محکو یہ افسانہ کہین سے پوچھیے

گاہ کہتا ہون کہ کچھ دریافت کیجیے حال دل
گاہ کہتا ہون کہ کیا اس نکتہ چین سے پوچھیے

اُنسے پوچھی وصل کی صورت تو فرمانے لگے
پوچھیے اسکو تو صورت آفرین سے پوچھیے

نیک و بد ہمنے زمانے کا بتایا بھی تو کیا
آپ کا جنپر یقین ہے یہ اونھین سے پوچھیے

۳۰۶ ۱۱

جانتا ہے دل ہی داغ عشق کالے داغ لطف
یہ فروغ روسیاہی اس نگین سے پوچھیے

رنج وحشت سے جو واقف دل شیدا ہو جائے
داغ ارمان بنے درد تمنا ہو جائے

زندہ دل خاک یہ ناکام تمنا ہو جائے
سخت مشکل ہے کہ مر کر کوئی پیدا ہو جائے

کچھ نہ ہو تیری محبت مین پر اتنا ہو جائے
کہ تری بدمزگی مجکو گوارا ہو جائے

ہون وہ ناکام تمنا جو اجل چاہو نہین
موت آکر مرے بالین پہ مسیحا ہو جائے

تیرے انداز وہ کافر ہین بت ہوش ربا
آدمی کیا جو فرشتہ ہو تو شیدا ہو جائے

قابل رحم ہے اُس شخص کی رسوائی بھی
پردے پردے ہی مین کمبخت جو رسوا ہو جائے

ہائے کہنا وہ کسی بت کا دم نظارہ
آنکھ بھر کر ہمین دیکھے تو بس اندھا ہو جائے

ساتھ قاصد کے چلا ہے دل بیتاب اپنا
کہین ایسا تو نہو راہ مین جھگڑا ہو جائے

بزم مین آپ بھی ہین دوست بھی ہین دشمن بھی
امتحان آج جو ہونا ہے ہمارا ہو جائے

آسمانسے بھی شکایت نہ کرون مین کیا خوب
میرا چاہا تو نہو آپ کا چاہا ہو جائے

۳۰۷
دشمن جان نہ سہی آپ مسیحا ہی سہی
۹
داغ رنجور کسی طرح سے اچھا ہو جائے

کچھ خوب نہ یہ غیرت شمشاد کرین گے
بندون کو غلامی سے جو آزاد کرینگے

ایجاد ستم سے ہمین برباد کرین گے
گر تیس دن ایسے ہی وہ ایجاد کرینگے

بیٹھین گے نہ خاموش ہم اے چرخ ستمگار
تھک جائین گے نالونسے تو فریاد کرینگے

آباد رہین حضرت دل النسے یقین ہے
یہ خوب ہی مٹی مری برباد کرینگے

مانا کہ عداوت ہی سہی غیر سے لیکن
اتنے بھی نہین آپ کہ بیداد کرینگے

نشتر رگ جان کا ہی تو کانٹا ہے جگر کا
کیا رکھکے تجھے اے دل ناشاد کرینگے

نالو نسے مرے دیکھیے اب آئی قیامت
چھیڑا تھا کسے آپ بھی کیا یاد کرینگے

خاموش رہے وہ گلۂ غیر بھی سنکر | مینے تو یہ جانا تھا کچھ ارشاد کرینگے

۳۰۷ | گذری ہے شب وعدہ اس امید مین اے داغ
۱۲ | یا آئین گے خود یا وہ مجھے یاد کرین گے

وصل کی عیش مین سب ہجر کا غم بھول گئے | یاد رکھنا تھا ہمین جسکو وہ ہم بھول گئے
لکھدیا قہر وجفا مہر ووفا کے بدلے | مہربان آپ مگر طرز رقم بھول گئے
وعدۂ وصل قیامت مین بھی ہوگا نہ وفا | وان بھی کہئے گا ترے سر کی قسم بھول گئے
کتنے بیخوف وخطر ظلم وستم کرتے ہین | سچ تو یہ ہے کہ خدا کو یہ صنم بھول گئے
نہ تمنائے ستم یا نہ وہان مشق جفا | وہ ہمین بھول گئے اب اونھین ہم بھول گئے
کچھ عجب طور کٹی بیخودئ شوق مین راہ | دو قدم ٹھیک چلے چار قدم بھول گئے
لکھنے بیٹھے تھے اونھین حال پریشانی کا | حرف مطلب کو اوٹھاتے ہی قلم بھول گئے
میری قسمت سے پڑی کچھ غلطی روز حساب | سب کہین کاتب اعمال رقم بھول گئے
مجھپہ احسان کیا وعدہ فراموشی نے | اسکی عادت سے وہ انداز ستم بھول گئے
لیکے دل آپ جگر چھوڑ گئے سینے مین | اک رقم یاد رہی ایک رقم بھول گئے
برش تیغ فنا مین بھی عجب لذت ہے | زندگانی کے مزے اہل عدم بھول گئے

۳۰۸ | عشق کی راہ مین جب کافر ودیندار آئے
۹ | سب کے سب داغ رہ دیر وحرم بھول گئے

کل تک تو دام زلف مین سو دل رہا کیے | بھول آئے پھینک اوٹھے کہین آج کیا کیے
کچھ کم نہ تھی خرام سے گردش نگاہ کی | بیٹھے رہے وہ تو بھی تو فتنے اوٹھا کیے
تعذیر دیکے آپ نے عادت بگاڑ دی | دل مانتا نہین کہ رہون بے خطا کیے

مدت مین نامہ بر کو بنایا ہے قصہ خوان
برسون ترا جواب ہم اُس سے سُنا کیے

ہان جذب شوق لا اُسے بے پردہ کھینچکر
جاتا ہے کوئی مُنھ کو چھپائے حیا کیے

پہونچے کسی طرح سے نہ تا منزل مراد
بازو مین پر لگا کے ہم اکثر اوڑا کیے

رکھا تھا دل مین ہمنے کہ جانے نہ پائینگے
وہ خواب مین رقیب سے چھپ کر ملا کیے

بگڑے جو ذکر غیر پہ ہم اُس نے دہر لیا
کوئی جواب جب نہ بن آیا بنا کیے

۳۰۹ ۹

اے داغ ہمنے ہاتھ دعا سے اوٹھا لیا
تقدیر کا ملے گا بغیر التجا کیے

ہم دشمن بھی یکجا ہون تو الفت ہو ہی جاتی ہے
یہ ہے مل بیٹھنا ایسا محبت ہو ہی جاتی ہے

مصیبت گر کسی پر ہو مصیبت کا ہی خوگر ہو
اگر کیسا ہی مضطر ہو قناعت ہو ہی جاتی ہے

حیا گر مُنھ چھپاتی ہے ادا پردہ اوٹھاتی ہے
یہ شوخی کب بٹھاتی ہے قیامت ہو ہی جاتی ہے

پری وش کوئی ایسا ہو کہ اوسپر دم نکلتا ہو
جو ثابت عشق اعدا ہو تو نفرت ہو ہی جاتی ہے

تجھے کب صبر اے بدخو کہون کچھ گر کسی پہلو
ابھی قابو سے بے قابو طبیعت ہو ہی جاتی ہے

بھرا ہے رنج کا دفتر رُکے کیونکر دل مضطر
جفاے یار کی اکثر شکایت ہو ہی جاتی ہے

نبھی ہے عمر بھر کس کی یہ ہے دل کی غلط فہمی
عداوت کیا نہین ہوتی عداوت ہو ہی جاتی ہے
ہوا کیا وصل سے حاصل حیا ہے درمیان حائل
ہمارے واسطے نازل مصیبت ہو ہی جاتی ہے
نرکھ تو داغ کو نالان سمجھ لو وہ بھی ہے انسان ۱۳
کہ ان باتون سے اے نادان کدورت ہو ہی جاتی ہے ۳۱۰

وہ نگہ راہ پر نہین آتی
نظر آتی نظر نہین آتی
دلبرون پر طبیعت آتی ہے
اس طرح اسقدر نہین آتی
کوچہ یار ہی مین بیٹھ رہی
او قیامت ادھر نہین آتی
حسن محرم رہا کہ عشق رہا
غیب کی کچھ خبر نہین آتی
کیا رکی اُس نگاہ شوخ کی چوٹ
آتے جاتے نظر نہین آتی
گو طبیعت ہے اُسکی ہرجائی
پر مری راہ پر نہین آتی
قتل پر اپنے باندھ دیتے ہم
ہاتھ اُنکی کمر نہین آتی
دل کے لینے کی گھات ہے کچھ اور
یہ تجھے مفت بر نہین آتی
حال معلوم ہے قیامت کا
بات کہنے مین پر نہین آتی
آگے آتی تھی یاد بھی تیری
اب کبھی بھول کر نہین آتی
مرگ عاشق ہے کسقدر آسان
نوبت چارہ گر نہین آتی
حضرت دل اور اُنسے حال کہین
موت کہکر مگر نہین آتی
گل ہرے ہو گئے چمن مین داغ
تجھ پہ رونق مگر نہین آتی ۳۱۱ ۱۱

یون مٹا جیسے کہ دہلی سے گمانِ دہلی
تھا مرا نام و نشان نام و نشانِ دہلی

لیگئے لوٹ کے اب شوکت و شانِ دہلی
پوربی پہلے اوڑاتے تھے زبانِ دہلی

دلی والون کے لیئے تازہ بنے گی جنت
لے گئے سر پہ ملک تحفہ مکانِ دہلی

رشکِ شمشاد تھا ہر خوش قد و ہر خوش رفتار
سرو آزاد تھا ہر ایک جوانِ دہلی

عارض صاف تھا ہر ایک مصفا بازار
چشم پر جلوہ تھی ایک ایک دکانِ دہلی

گرمِ ہنگامہ ہوے لالہ رخانِ پنجاب
گل کھلائے ہین نئے تو نے خزانِ دہلی

اس سے بڑھکر کوئی مشہور نہین طبلِ حسّاد
بس یہی ہوگا کہ ہم اور بیانِ دہلی

دیدیا فوج کو انعام مین جسکا سب نے
گنجِ قارون سے فزون گنجِ نہان دہلی

یا خدا مسجدِ جامع کا رہے نام بلند
کعبے والے کہین وہ آئی اذان دہلی

آسمان پر سے بھی نوحے کی صدا آتی ہے
کیا فرشتے بھی ہوے مرثیہ خوان دہلی

۳۱۲ ۹

تیر و غالب و آزردہ سے پہر لوگ کہان
داغ اب ہین غنیمت ہمہ دانِ دہلی

غضب ہے جسکو وہ کافر نگاہ مین رکھے
خدا نگاہ سے اُسکی پناہ مین رکھے

براہون مین تو مجھے رکھیے اپنی پیش نظر
پری کو چاہیے انسان نگاہ مین رکھے

پنھایا ہار گلے کا پھر اُسپہ یہ طرّہ
کہ پھول غیر کے تم نے کلاہ مین رکھے

جو شیخ دیکھ لے اک بار کیفِ میخانہ
تو بھول کر نہ قدم خانقاہ مین رکھے

اُسی سے تو دلِ بیتاب ٹھیک رہتا ہے
جو تجکو باندھ کے زلفِ سیاہ مین رکھے

یہ فقر و فاقہ کی خوبی نہین ہے اے زاہد
کہ تیس روزے اگر ایک ماہ مین رکھے

سر نیاز ہو اس راہ مین قدم فرسا
جبین سے پاؤن تری جلوہ گاہ مین رکھے

تلاش دیر و حرم مین عبث نہ کیو تکرار ہم
نرا ظہور ہی جب اشتباہ مین رکھے

۳۱۳ ۱۳

خدا کے عشق مین اے داغ بت کی یاد رہے
ثواب ہم نے ملا کر گناہ مین رکھے

تو ہی مین اُنکی چھیڑ ہے کچھ اضطراب کی
گھر کر گئی وفا کسی خانہ خراب کی

اُس روئے بے نقاب کا جلوہ ہوا نقاب
نکلی ہے رنگ رنگ سے صورت حجاب کی

جنبش مین لون ہین وہ لب نازک نفس کے ساتھ
جیسے ہلے نسیم سے پتی گلاب کی

غصہ نے اور رنگ ترا شوخ کر دیا
اچھی بنی بگاڑ مین صورت عتاب کی

گو چپ ہے پر یہ جنبش لب کہ رہی ہے صاف
قاصد کے مُنہ مین پہرتی ہے شوخی جواب کی

تم اور آرزو مرے ملنے کی روز حشر
مین اور گفتگو ستم بیحساب کی

اے اشک دُور مرتری تاثیر دیکھ لی
اُلٹی ہنسی اوڑی مری چشم پر آب کی

در پردہ جوش حسن نے بے پردہ کر دیا
ٹوٹی گرہ تراق سے بند نقاب کی

اے دل کمی کرے نہ کہین طول مدعا
لینی ہے کل خبر مجھے روز حساب کی

پھرتا تھا چرخ دلمین کدورت بھرے ہوے
گر آگ میکشی کی سزا ہے تو یا خدا

دوزخ مین ایک نہر بہادے شراب کی
محشر مین توبہ توڑ کے مین جیت جاونگا
زاہد سے مجھسے شرط ہوئی ہے شراب کی

۳۱۴ ۹

اے داغ آہ کی تو غضب کو لسا کیا
ایسی بری لگی دل خانہ خراب کی

کیا شب ہجر مرے سر پہ بلا لاتی ہے
اپنے ہمراہ اجل کو بھی لگا لاتی ہے

نہین معلوم کہ ہے منزل مقصود کہان
عرش تک کی تو خبر آہ رسا لاتی ہے

ہم گرفتار ہین خود شوق گرفتاری مین
ہمکو کیا پیچ مین وہ زلف دوتا لاتی ہے

کون مرنے کو ترے کوچہ مین خود آتا ہے
پر یہ بیتابئ دل ہے کہ اوڑا لاتی ہے

کوچۂ یار مین یہ حسرت دیدار مجھے
روز لیجاکے نئی سیر دکھا لاتی ہے

پاسبان کو در جانان سے اوڑا کر لیجائے
خاک لاتی ہے اگر خاک صبا لاتی ہے

بت کیا کرتے ہین پامال اُسی مردے کو
اپنے ہاتھون پہ جسے خلق خدا لاتی ہے

جب کہین جانسے مین ہوکے خفا جاتا ہون
منتون سے مجھے تقدیر منا لاتی ہے

۳۱۵ ۹
مجکو اے داغ گئے دن سے وہ یہ کہتے ہین
تجکو کمبخت یہان تیری قضا لاتی ہے

بیدرد ہین جو درد کسی کا نہین رکھتے
ایسے بھی ہین یارب کہ تمنا نہین رکھتے

غیرت یہی کہتی ہے نہو عشق مین شرکت
ہم حضرت دل کا بھی سہارا نہین رکھتے

تم زندہ ہمین چھوڑ کے گھر جاؤ نہ شب کو
مردے کو کبھی انسان کے تنہا نہین رکھتے

پروانہ و بلبل کو تو سب کہتے ہین عاشق
کیا قہر ہے تم نام ہمارا نہین رکھتے

سچ ہے کہ یونہین ڈوب گئین اپنی وفائین
ہم تمپہ کسیطرح کا دعوا نہین رکھتے

بیباک ہو سفاک ہو جو آج ہو تم ہو
بندے ہو مگر خوف خدا کا نہین رکھتے

اچھا ہو تو کیا جانے کرے کیا یہ بُرائی
ہم جان کے دل کو کبھی اچھا نہین رکھتے

جس لطف و کرم پر مجھے امید بندھی کچھ
اخلاص وہ غیرون سے بھی ایسا نہین رکھتے

۳۱۶ ۹
اے داغ یہ کس کام کی مستی و جوانی
تم اس مین جو اندیشۂ فردا نہین رکھتے

تو قیامت کی چال کرتا ہے
بے چلے پائمال کرتا ہے

تجھسے جو عرض حال کرتا ہے — سچ تو یہ ہے کمال کرتا ہے
اُسکے انداز دیکھیے کیا ہون — ناز جسکا خیال کرتا ہے
دل کو اس عاجز سے دیتا ہون — کوئی جانے سوال کرتا ہے
تیغ کرتی ہے خون لے قاتل — مفت تو ہاتھ لال کرتا ہے
نہین گھٹتا یہ داغ دل یارب — بدر کو تو ہلال کرتا ہے
یہ ستم کب نصیب ہوتے ہین — مجکو ظالم نہال کرتا ہے
درد دلدار تک نہین جاتا — نامہ بر انتقال کرتا ہے

۳۱۷ — داغ سے اور مدعی اور مجھے — ۱۲
وہ تمھارا خیال کرتا ہے

مجھسا بھی زمانیمین کوئی سوختہ جان ہے — ہے برق جہان جو نفس شعلہ فشان ہے
زاہد نجد اکس کو یہان عشق بتان ہے — پر ضد سے تری اب جو نہین بھی ہے تو ہان ہے
کیا بزم ستمگار مین اندیشۂ جان ہے — قاصد نگہ یاس سے ہر سو نگران ہے
سُنتے ہین خوشی بھی ہے زمانے مین کوئی چیز — ہم ڈھونڈھتے پھرتے ہین کہ ہے یہ کہان ہے
کس شکل چھپاؤن تجھے اے راز محبت — جو دل مین نہان ہے وہی نظرون سے عیان ہے
رُکتی ہے دم ذبح کہین عرض وفا پر — یہ آپ کا خنجر تو نہین میری زبان ہے
دے مجکو خم بادہ مرے قد کے برابر — اے پیر مغان وزن مین کم رطل گران ہے
دل مین نے دیا ہے جسے دلدار سمجھ کر — کیون تم وہی معشوق ہو یا مجکو گمان ہے
قاتل ترے خنجر مین نہین مورچہ اصلا — اک اک نگہ تیز کا بسمل کے نشان ہے
واعظ وہ فضا کیا ہے زمانے سے نرالی — فردوس بھی اک باغ ہے جنت بھی مکان ہے

شوخی بھی ہے لازم نگہِ ناز و ادا مین
یہ تیر کا پیکان ہے یہ برچھی کی سنان ہے

۳۱۸ — ۱۲

کیا پوچھتے ہو دل کا تم ہم سے ٹھکانا
آوارہ ہے سرگشتہ ہے کیا جانیے کیا ہے

سودا ہے جو دل دیکے خریدار سے اُلجھے
سلجھے ہوے ہمسے نہ کبھی یار سے اُلجھے

آنکھون سے لڑے گیسو خمدار سے اُلجھے
یہ حضرتِ دل روز ہی دو چار سے اُلجھے

ہونے ندیا رشک نے اظہار تمنا
ہر بات مین ہم اپنی ہی گفتار سے اُلجھے

اُلجھاؤ سے اُلجھاؤ ہین اس عشق مین یارب
دلدار سے اٹکے تھے کہ اغیار سے اُلجھے

کیا سیر ہو تماشے سے لڑے گردِ صد چاک
ایک ایک گرفتار گرفتار سے اُلجھے

اٹکے تو کسی چشمِ فسون ساز سے اٹکے
اُلجھے تو کسی طرۂ طرار سے اُلجھے

کیون آنکھ لڑی کیون ہو یہ اس دل کی حقیقت
آفت مین پھنسے مجھسے رُکے یار سے اُلجھے

آنے ندیا اُنکو تو شوخی نے مرے ساتھ
ہر گام پہ وہ تیز رے رفتار سے اُلجھے

قاتل جو ذرا آنکھ چرا جاؤن تو پھرون
تا بر رگِ گردن تری تلوار سے اُلجھے

محشر مین سزا عشق کی مجرم کو کہان ہے
معلوم ہو جو تیرے گنہگار سے اُلجھے

چوری سے بھی پہونچے نہ ترے گھر مین کبھی ہم
برسون یون ہی خار سرِ دیوار سے اُلجھے

۳۱۹ — ۹

کھلتے نہین تم داغ اوجھتی ہے طبیعت
اچھے کسی عیار سے مکار سے اُلجھے

یہ بات کیا دمِ رفتار ہوتی آتی ہے
کہ اپنے سائے سے تکرار ہوتی آتی ہے

شبِ وصال قیامت تھی جب کسی نے کہا
وہ دیکھ صبح نمودار ہوتی آتی ہے

کچھ اور تو مرے ہمراہ بس نہین چلتا
نگاہ جانبِ اغیار ہوتی آتی ہے

تمھارے کوچے مین کیا تازہ گل کھلا کوئی
صبا جب آتی ہے گلزار ہوتی آتی ہے

یہ کس غضب کی ہے آمد تری خدا کی پناہ
نگاہ ناز سے تلوار ہوتی آتی ہے

ازل کے دن سے ہے مٹی خراب عاشق کی
یہ مشت خاک یون ہی خوار ہوتی آتی ہے

الٰہی خیر ہو وہ خشمناک آتے ہین
کچھ اپنے آپ ہی گفتار ہوتی آتی ہے

چرا کے بھاگ گئے دل پہر آپ پوچھتے ہین
یہ دھوم کیا سر بازار ہوتی آتی ہے

۳۲۰ — ۹

تمھین نے داغ نرالے نہین اٹھائے ستم
یونہین سلف سے مرے یار ہوتی آتی ہے

نگہ ناز جو غصے سے کبھی پھرتی ہے
دل پہ تلوار کلیجے پہ چھری پھرتی ہے

موت آتی ہے قیامت کو یہانتک آتے
پیچھے پیچھے کسی دامن کے لگی پھرتی ہے

آئے اترائے ہوے کسکی گلی سے یارب
کہ نسیم سحری ہم سے اوڑی پھرتی ہے

نہ دیا خواہش آرام نے آرام کہین
مجکو کھینچے مری راحت طلبی پھرتی ہے

غیر کے رنج کی مجکو نہ خوشی کیونکر ہو
آپ کیا پھرتے ہین تقدیر مری پھرتی ہے

ہے مرے قتل سے قاتل کی خوشی کو بھی خوشی
موجین کرتی ہوئی ہونٹون پہ ہنسی پھرتی ہے

جی دھڑکتا ہے کہ مین تجھسے کہون یا نہ کہون
بات اک دل مین مرے رشک پری پھرتی ہے

ہو گیا رنگ تف داغ جگر سے ایسا
آہ سوزان مرے سینے مین جلی پھرتی ہے

۳۲۱ — ۱۲

داغ آوارہ کا تابوت مین لاشہ نہ رہا
ڈھونڈھتی خلق بیابان مین پڑی پھرتی ہے

جہان لگ گئی کارگر ہو گئی
مری آہ تیر نظر ہو گئی

ہمین مر گئے صدمۂ رشک سے
بڑی خیر اے فتنہ گر ہو گئی

بنا حلقۂ زلف آغوشِ شوق
گرفتار اُنکی کمر ہو گئی

ملے ٹھوکرون ہی مین اہل نیاز
ہمارے جبین سنگِ در ہو گئی

نہ آئے محبت کے کوچے مین خضر
خدا جانے کیونکر بسر ہو گئی

ستم ہو گیا رازِ دل کھل گیا
چھپاتے چھپاتے خبر ہو گئی

کمی کی نہ تھی شوق نے قتل مین
ادھر ہی سے کچھ در گذر ہو گئی

فرشتے ہون مخبر تو کیا کیجیے
یہان بات کی واں خبر ہو گئی

وہان جھوٹے وعدے پہ لب ہل گیا
توقع یہان کسقدر ہو گئی

دکھا دینگے ایدل تجھے روزِ حشر
کہ ساری خدائی اودھر ہو گئی

کبھی یاس ہوتی نہ اپنی امید
تغافل سے تیری مگر ہو گئی

۳۲۲ یہان صبح پیری سے پہلے ہی داغ
۱۳ جوانی چراغِ سحر ہو گئی

قول تیرا شوق میرا چاہیے
جھوٹ سچ کے واسطے کیا چاہیے

اے فلک سامانِ محشر ہی سہی
اپنی آنکھون کو تماشا چاہیے

ہو سکے کیا اپنی وحشت کا علاج
تیرے کوچے مین بھی صحرا چاہیے

دل مین قاتل کے رکاوٹ ہے تو ہو
خنجر اپنے دم سے اچھا چاہیے

گو تری نظرون سے کل گر ہی پڑے ہین
آج تو کوئی سہارا چاہیے

کیجیے تیغِ تبسم سے ہلاک
جور بھی اچھون کا اچھا چاہیے

ہر طرف ہے تیرے بیمارون کا شور
ہر گلی مین اک مسیحا چاہیے

کیون نہ چھائے میکشونکے سر پہ ابر
کچھ گنہگارون کا پردا چاہیے

تیرے جلوے کا تو کیا کہنا مگر
دیکھنے والے کو دیکھا چاہیے

کاش دیکر کچھ گرہ سے ہو نجات
تجھکو زاہد دین و دنیا چاہیے

دل کے جانب سے تغافل کیون ہوا
قرضدارون پر تقاضا چاہیے

وعدۂ فردا پہ بھی جمتے نہین
کہتے ہین وہ وقت دیکھا چاہیے

۳۲۲ کیون نہین دیتے تسلی داغ کو
۲۱ اُس سے لیہے گر تمنا چاہیے

نکہ شوق بے اثر نہ ہوئی
تمکو پردے مین کیا نظر نہ ہوئی

ہم نے تقلید خضر کی لیکن
چلتے پھرتے بھی تو بسر نہ ہوئی

تارے گنتے ہو شام سے شب وصل
کیا کروگے اگر سحر نہ ہوئی

دل ویران مین دم رہا قائم
کبھی یہ شئے ادھر ادھر نہ ہوئی

ماتم غیر مین تھین دیکھا
ورنہ یہ عید کس کے گھر نہ ہوئی

شب فرقت کے دیکھنے والے
ایسے سوئے کہ پھر خبر نہ ہوئی

وائے بیگانگی طبیعت کی
کہ اُدہر سے کبھی ادھر نہ ہوئی

اس نزاکت سے قول اُسنے دیا
ہاتھ کی ہاتھ کو خبر نہ ہوئی

وعدہ اُسنے کیا وفا نکیا
دل کو تسکین ہوئی مگر نہ ہوئی

حال وہ کیا جو حشر مین نہ کہا
بات وہ کیا جو وقت پر نہ ہوئی

کسکے جلوے نے کر دیا محجوب
آنکھ کے سامنے نظر نہ ہوئی

کبھی اُسنے امید الفت ہے
کبھی یہ فکر ہے اگر نہ ہوئی

عشق مین ذوق اپنا اپنا ہے
دل مین کیفیت جگر نہ ہوئی

ہے بہت طول مدعا افسوس — ساری دنیا پیام بر نہ ہوئی
نہیں معلوم کسکے دل میں رہی — کبھی ظاہر تری کمر نہ ہوئی
غیر محفوظ ہے ہر آفت سے — شدنی بھی تو عمر بھر نہ ہوئی
نہیں سرکار عشق پر الزام — میں برا تھا مری بسر نہ ہوئی
خاک میخانہ تھی اسی قابل — یہ زمین آسمان پر نہ ہوئی
دل سے باتیں بہت رہیں شب غم — بات کرنے میں بھی سحر نہ ہوئی
دل جلے دفن ہو گئے جس میں — ابر سے وہ زمین تر نہ ہوئی

۳۲۴ — ۱۵

کیا تلوّن مزاج ہوا اے داغ — چار دن بھی کہیں بسر نہ ہوئی

سمجھے اے اہل کعبہ یاد کیا میخانہ آتا ہے — ادھر دیوانہ جاتا ہے اُدھر مستانہ آتا ہے
نہ دل میں غیر آتا ہے نہ صاحب خانہ آتا ہے — نظر چاروں طرف ویرانہ ہی ویرانہ آتا ہے
تڑپنا لوٹنا اوڑھنا جو بننا بانہ آتا ہے — یہ مرغ نامہ بر آتا ہے یا پروانہ آتا ہے
مری مژگاں سے آنسو پونچھتا ہے کسلیے ناصح — ٹپک پڑتا ہے خود جو اس شجر میں دانہ آتا ہے
یہ آمد ہے کہ آفت ہے نگہ کچھ ہے ادا کچھ ہے — الٰہی خیر مجھسے آشنا بیگانہ آتا ہے
وہ نازک ہیں تو کیا اپنے سے خنجر پھر نہیں سکتا — تجھے کچھ ننگ بھی اے ہمت مردانہ آتا ہے
ترا کوچہ ہے وہ دار الشفا بیمار وحشت کو — پری آتی ہے بنجاتا ہے جو دیوانہ آتا ہے
دم تقریر نالے حلق میں چھریاں چبھوتے ہیں — زبان تک ٹکڑے ہو ہو کر مرا افسانہ آتا ہے
رخ روشن کے آگے شمع رکھکر وہ یہ کہتے ہیں — اُدھر جاتا ہے دیکھیں یا ادھر پروانہ آتا ہے
جگر تک آتے آتے سو جگہ گرتا ہوا آیا — ترا تیر نظر آتا ہے یا مستانہ آتا ہے

دغا شوخی شرارت بیحیائی فتنہ پردازی
تجھے کچھ اور بھی اے نرگس مستانہ آتا ہے

سکندر آئنے سے جام سے جم خوش نہوا اتنا
کوئی میکش کو دیکھے ہاتھ جب پیمانہ آتا ہے

بھرے کچھ آنکھ مین آنسو پڑے کچھ حلق مین چھالے
قفس مین یہ میسر مجکو آب و دانہ آتا ہے

۳۲۵ — ۹

وہی جھگڑا ہے فرقت کا وہی قصہ ہے الفت کا
تجھے اے داغ کوئی اور بھی افسانہ آتا ہے

کسطرح ظاہر کرون حسرت جو مکنون دلمین ہے
جسطرح غنچے مین بو ہے آرزو یون دلمین ہے

دعوت مژگان کرون مہمانی پیکان کرون
آہ مین کیا کیا کرون اک قطرۂ خون دلمین ہے

یا تو ایسی تمکنت یا ہمسے وحشت اسقدر
یا جنون سر مین ہوا یا کوئی مجنون دلمین ہے

دیکھتے رہ جاؤگے گر کوئی لگا چل گیا
جو تمہاری آنکھ مین ہے یان وہ افسون دلمین ہے

کیا کرینگے اہل محشر میرے داغونکا شمار
عشق کی دولت ہے گویا گنج قارون دلمین ہے

آرزوے عیش سے کیا ہو جو قسمت مین نہو
جو نہین ہے تجھمین وہ اے بخت وارون دلمین ہے

اس محبت کا برا ہو ایک کو راحت نہین
دل مکدر سینے مین ہے جان محزون دلمین ہے

کس مصیبت مین پڑا ہو نمین دم تحریر شوق
وہ سما سکتا نہین خط مین جو مضمون دلمین ہے

۳۲۶ — ۱۱

ہان مدد اے جوش وحشت چلکے گر پڑتا ہے داغ
خار صحرا پاؤنمین ہے شوق ہامون دلمین ہے

کچھ تو لی زلف نے کچھ شب نے سیاہی تیری
بٹ گئی بخت سیہ خوب تباہی تیری

دم اظہار محبت ٹھہرے نالۂ دل
اولٹی ہو جائے نہ کمبخت گواہی تیری

یونتو اے ابر بتا بھی نہین ملتا تیرا
توبہ کرتے ہے جھلکتی ہے سیاہی تیری

جب کہی دار پہ منصور نے اپنی ہی کہی
مین نے ہر روز جزا بات نباہی تیری

عمر بھر تو نے بھلائی کبھی چاہی میری
جیتے جی مینے برائی کبھی چاہی تیری

دونون ہاتھون سے جگر تھام لیا ناصح نے
مینے فریاد جو کی داد جو چاہی تیری

ڈرتے ڈرتے وہ مرا حال طبیعت کہنا
پردے پردے مین وہ دزدیدہ نگاہی تیری

ناصحا کہدے محبت مین خدا لگتی کچھ
مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

نظر آئی نہ مجھے بعد فنا شکل عذاب
اتنی گہری تو ہوا ے قبر سیاہی تیری

سچ تو یہ ہے کہ برا حال برا ہوتا ہے
غیر نے مجھسے کہا ہائے تباہی تیری

۳۲۷ ۹

ہمنے لے داغ سفارش مین کمی کونسی کی
پر برائی تری تقدیر نے چاہی تیری

صبر کیا آئے مجھے سانس مشکل آئے
تو تو انسان ہے پتھر پہ اگر دل آئے

کسقدر تھی نگہ شوق کو قاتل کی تلاش
جب نظر مجکو فرشتے دم بسمل آئے

ہاے وہ جان بچانے کا زمانہ نہ رہا
اب تو اس بات کا رونا ہے کہین دل آئے

خواب مین بھی کبھی تنہا نہین دیکھا مجکو
دلمین بھی آئے تو اغیار کے شامل آئے

غیر معشوق ہو تجسا بھی تو الفت نکرون
ایسا آنا ہے تو مجھپر ہی مرا دل آئے

اس نزاکت پہ گئے غیر کے گھر چین سے تم
ہم اگر آپ مین آئے تو بمشکل آئے

مل گئے راہ مین مجھکو یہ بڑی خیر ہوئی
لوگ جو دیکھنے شب کو تری محفل آئے

کیا کہین کس سے کہین جاکے وہان کیا گذری
یار کہتے ہین مبارک ہو تمھین مل آئے

۳۲۸ ۹

جسکو ہو داغ بہت حسن و شجاعت پہ غرور
میرے نواب بہادر کے مقابل آئے

سنبھالکر کوئی لیجاے اسکے پاس مجھے
بٹھائے دیتی ہے اک اک قدم پہ یاس مجھے

بٹھا کے بزم مین اپنی سبک نہ کرا تنا
نہ لے اوڑین کہین ظالم مرے حواس مجھے

وہ چشم مست جو گلشن مین گل سے لڑتی ہے
اشارہ کرتی ہے بلبل کہ اک گلاس مجھے

وہ شبکو نشے مین چھکے جو عکس کاکل سے
بلا بلا کے بٹھاتے تھے اپنے پاس مجھے

غضب مین آگئے جنت کے رہنے والے بھی
اودا اس ہو گئے سب دیکھکر اودا اس مجھے

رقیب سے سر محفل کلام ہوتے ہین
سمجھ لیا ہے ستمگر نے بدحواس مجھے

دیا ہے زہر مرے چارہ گر نے تنگ آکر
دوا تو خوب ملی ہے جو آئے راس مجھے

بنا دیا غم فرقت نے سنگ دل ایسا
کہ موت سے نہین آتی کبھی ہراس مجھے

صنم پرست کو اے داغ شیخ کیا سمجھے
جو برہمن ہو تو جانے خدا شناس مجھے

۳۲۹ ۹

کون غمخوار الٰہی شب غم ہوتا ہے
اب تو پہلو مین مرے درد بھی کم ہوتا ہے

کیفیت خاص ہے گویا مری مجبوری کی
حال جو یار کا ہنگام قسم ہوتا ہے

کس تبسم سے ملی جاتی ہین آنکھین دیکھو
کس مسرت سے مری موت کا غم ہوتا ہے

رشک ہے اپنے خط شوق پہ مجکو کہ وہان
وہی مضمون مرے دشمن کو رقم ہوتا ہے

غیر کا دل کہین تلوونکے تلے تو نے ملا
فتنہ ہر ایک ترا نقش قدم ہوتا ہے

حشر مین پوچھتے پھرتے ہین وہ ایک ایک سے یہ
یان کہین بھی کسی عاشق پہ ستم ہوتا ہے

یاد آجاتے ہین جب زخم محبت کے مزے
شربت خضر بھی حق مین مرے سم ہوتا ہے

خانۂ غیر کی آرایش و زیبائش کیا
سوچ لیجے کہین دوزخ بھی ارم ہوتا ہے

رہ گیا چھیڑ کے مین قصۂ غم جب یہ سنا
داغ اس سر کی قسم مجکو الم ہوتا ہے

۳۳۰ ۹

چوٹ دل کی وہین اوبھر آئی جب ہنسی آئی آنکھ بھر آئی
جا شبِ ہجر وہ سحر آئی تو ہی جانے گی پھر اگر آئی
آئینہ کیون ہوا جمال ترا اپنی صورت مجھے نظر آئی
صبح سے تکمو آرہی ہے ہنسی خواب مین کس کی چشم تر آئی
تہی شبِ وصل کسقدر کوتاہ شام گذری کہ بس سحر آئی
اب کہانتک سناؤن قصۂ غیر میری آنکھون مین نیند بھر آئی
تم سے تو واسطہ ہی کچھ نرہا اب طبیعت رقیب پر آئی
میری مرقد پہ مجھسے کہتے ہین کیون تجھے نیند اسقدر آئی

(۳۳۱) صدمہ پہونچا جگر کا دل تک داغ ایک کی چوٹ ایک پر آئی (۷)

مطلب کی تم سنو تو ذرا کوئی کچھ کہے جب بے سُنے خفا ہو تو کیا کوئی کچھ کہے
سوچا جواب کیا مرے حاضر جواب نے تاکید ہے کہ روز جزا کوئی کچھ کہے
ہم آپ چھیڑ چھیڑ کے کھاتے ہین گالیان کانون کو پڑ گیا ہے مزہ کوئی کچھ کہے
بندے ہین ہم تو عشق کے اے شیخ برہمن پروا نہین ہمین بخدا کوئی کچھ کہے
کمبخت نامراد تو مدت سے ہے خطاب جی چاہتا ہے اِس سے سوا کوئی کچھ کہے
ناصح کہے سُنے پہ ہمارا نہین عمل جو جی مین آگیا وہ کیا کوئی کچھ کہے

(۳۳۲) اے داغ اُسکی بزم مین ہم گل کھلائین گے اس کا ہے انتظار ذرا کوئی کچھ کہے (۱۷)

مرے کوچے مین وہ کن شوخیون سے جا بجا ٹھہرے بڑھے بڑھکر تھمے دم بھر چلے چلکر ذرا ٹھہرے

تغافل کی ٹھہرے آج قاتل فیصلہ ٹھہرے
نہین تلوار تو فقرہ کوئی چلتا ہوا ٹھہرے

تسلی دلکو جو دیتے ہین کیسے لوگ ہین یارب
جگر ہی جب نہ ٹھہرے تو جگر پر ہاتھ کیا ٹھہرے

مسیح و خضر گو یکتا ہین نزدیک ہمتو جب جانین
جو دل گرتا ہوا سنبھلے جو دم جاتا ہوا ٹھہرے

اوڑا جاتا ہے مطلب کیا لکھو من خط مین اے قاصد
پریشانی ٹھہرنے دے تو دلمین مدعا ٹھہرے

بہار بیخزان دیکھی ہے کب تو نے دکھا دین ہم
جو اُسکی طبع مین اے باغبان رنگ وفا ٹھہرے

گلہ جور و ستم کا حشر مین پھر عشق کا دعویٰ
مرا ذمہ ترے آگے جو کوئی بیخطا ٹھہرے

مری اُفتادگی نے آسمان پر مجکو پہونچایا
زمین پر وہ نہ ٹھہرے جو تمہاری خاکپا ٹھہرے

وہی انسان پورا ہے اُسیکے ہمتو قائل ہین
بھلو نمین جو بھلا ٹھہرے بُرو نمین جو بُرا ٹھہرے

مزا چکھا نہین دنیا کا زاہد تو نے دنیا مین
کبھی تو بادہ نوشی کی بھی اے مردخدا ٹھہرے

صبا تجکو تو غنچے چٹکیون ہی مین اوڑا دیتے
جو نکہت خود ہوا آوارہ تو ٹھہرائے سے کیا ٹھہرے

ابھی سامان آہ و نالہ و فریاد پیچھے ہے
قدم آگے نہ رکھے عرش اعلےٰ پر دعا ٹھہرے

تری آنکھین ہی اُسنے تاک لین اپنے ٹھہرنیکو
ٹھہرتی ہے اگر تو چشم دشمن مین حیا ٹھہرے

متاع شوق بھی ہے مایۂ الفت بھی رکھتے ہین
اگر لیجیے تو سودا کچھ ہمارا آپ کا ٹھہرے

شب وعدہ جب اُسنے شکوۂ تاخیر کرنا ہون
تو کہتے ہین کہ ہم انسان کیا ٹھہرے ہوا ٹھہرے

رہا روز جزا کے بعد کا غم مجکو محشر مین
کہ دنکو تو یہ ٹھہرے رات کو کیا جانے کیا ٹھہرے

۳۳۴

قسم ہے اوسکی یہ مرضی نہین اے داور محشر
کہ مجرم داغ ٹھہرے اور دشمن بیخطا ٹھہرے

۱۱

شوق دیدار و فکر سر بھی ہے
اب اُدھر بھی ہے دل اُدھر بھی ہے

تجکو عشاق پر نظر بھی ہے
مرتے جیتونکی کچھ خبر بھی ہے

قتل کر چارہ گر جو صحت ہو — سر اگر ہے تو درد سر بھی ہے
چشم سفاک اسطرف بھی نگاہ — دل کے پہلو ہی مین جگر بھی ہے
کیا کرون برق ہے جو تو اے آہ — تجھ مین کمبخت کچھ اثر بھی ہے
اُسکے انداز سُن سبے قاصد — عشوہ گر ہے تو فتنہ گر بھی ہے
لکھ کے خط پوچھتا پھرا گھر گھر — کوئی دنیا مین نامہ بر بھی ہے
کیسے گھبرائے وہ جو مین نے کہا — لٹ گیا دل مرا خبر بھی ہے
دولت وصل ہے وصال کہان — نفع کے ساتھ ہی ضرر بھی ہے
دل ہمارا طریق الفت مین — راہزن بھی ہے راہبر بھی ہے

۳۳۴ تو ہے اے داغ اور کو چہ یار — ۱۰ خانہ آباد تیرا گھر بھی ہے

کون تسنیم کے چھینٹون پہ عبث شاد رہے — کچھ کمی یان بھی نہین میکدہ آباد رہے
طبع آزاد اگر ہو قد آزاد کے ساتھ — ایک ہی پاؤن سے گلگشت مین شمشاد رہے
عکس رخسار سے بنجاے مصور تصویر — دیکھ لے شوخ تو بہزاد نہ بہزاد رہے
اُسکے پھندے مین پھنسے دیکھیے کیونکر نکلین — جو نہ آزاد رکھے اور نہ آزاد رہے
کوئی پہلو تو رہے کہکے پلٹ جانے کا — آنکھ سے وہ نہ رہے لب سے جو ارشاد رہے
ہون وہ ناکام تمنا جو ترا ہاتھ پھرائے — مجھسے دامن مین چھپائے مری فریاد رہے
اُنسے شہرت نہ کبھی مجھسے طبیعت نہ رکی — جانے والے نہ کبھی اے ولی ناشاد رہے
خلد مین بھی نہ لگا دل ترے دیوانون کا — جان رہے وان نہ رہے ویران رہے برباد رہے
رنج وہ رنج ہے جسمین نہ جنون کو بھولین — عیش وہ عیش ہے جسمین نہ خدا یاد رہے

۳۳۵ **داغ** آزاد منش وہ ہے کہ اے بندہ نواز ۱۳
آپ کا بندہ رہے اور پھر آزاد رہے

یار کا پاس نزاکت دلِ ناشاد رہے
نالہ رُکتا ہوا گھٹتی ہوئی فریاد رہے

کہ گھڑی چین سے تو اے ستم ایجاد رہے
تیرے سینے میں جو میرا دلِ ناشاد رہے

وعدہ حشر پہ کیا صبر ہو تم کہدو گے
ایسے ہنگامۂ جانکاہ میں کیا یاد رہے

کوئی مشتاق شہادت نہ کہیں سرد ہو جائے
بس بہت حق میں ہر اک شخص کے جلاد رہے

کھو دیا عیش و قفس اپنی وفاداری نے
لطف صیاد سے ہم را تن آزاد رہے

دیکھ لی سیرِ حرم حضرتِ زاہد رخصت
آپ کا کعبہ مرا بتکدہ آباد رہے

یہ رہا عرش بس اے حوصلہ دل دیکھا
میں نہ کہتا تھا کہ سینے ہی میں فریاد رہے

خاک آیا جو مرے مُنھ کو کلیجا آیا
کوئی دن کاش یہ مُہرِ لبِ فریاد رہے

باہم اک وعدۂ فردا پہ نوشتہ ہو جائے
کہ مری سہو کی عادت ہی مجھے یاد رہے

اس دلِ تنگ میں کس کس کو جگہ دوں یارب
غم رہے دم رہے فریاد رہے یاد رہے

دلِ غمِ عشق سے دن رات گھلا جاتا ہے
کہیں محروم نہ ظالم تری بیداد رہے

تنگ آیا تو مرے مُنھ سے شکایت نکلی
لب پہ آئی ہوئی کیونکر ستم ایجاد رہے

۳۳۶ تم نے اے **داغ** محبت سے کیا ہے انکار ۱۱
یہ سخن یاد رہے یاد رہے یاد رہے

منا لیتے ہیں ہر مظلوم کو وہ عذر خواہی سے
گنہگارو نکو نفرت ہو گئی ہے بیگناہی سے

جفا کے بعد وہ اچھے ڈرے قہرِ الٰہی سے
مجھے کہتے ہیں جلدی تو بہ کیجے داد خواہی سے

نہ اُٹھیں کوچۂ قاتل سے لاشیں ناتوانوں کی
فلک تنکے ہی چُنوائے نسیمِ صُبح گاہی سے

شہادت دشمنونکی تنگ ہے شوقِ شہادت کو
مرا محضر بنائین دوست اپنی ہی گواہی سے

سیہ کاری سے میری کاتبِ اعمال حیران ہین
کہ اسکا نامۂ اعمال لکھین کس سیاہی سے

نہ دھو آبِ وضو سے داغِ پیشانی کو اے زاہد
ارے نادان یہ دھبا مٹے گا روسیاہی سے

گران بارِ محبت دفن ہین زیرِ زمین اکثر
الٰہی کسطرح یہ بوجھ اوٹھا پشتِ تباہی سے

سراسیمہ پریشان مضطرب آشفتہ وحیران
مرا قاصد تو آیا لیکن آیا کس تباہی سے

شہِ درویش خو نے لطف پایا دین و دنیا کا
یہ دولت لی گدائی سے وہ دولت بادشاہی سے

بنی ہے سرمۂ چشمِ ملائک دیکھنا رتبہ
اوڑی ہے گردِ راہ عشق مین جو پائے راہی سے

۳۳۷

مبارک دوستون کو آئین جو بیٹھین بزمِ عشرت مین
جنابِ داغ اچھے ہوگئے فضلِ الٰہی سے

ترے وعدے کو بت حیلہ جو نہ قرار ہے نہ قیام ہے
کبھی شام ہے کبھی صبح ہے کبھی صبح ہے کبھی شام ہے

مرا ذکر اُن سے جو آگیا کہ جہان مین ایک ہے باوفا
تو کہا کہ مین نہین جانتا مرا دور ہی سے سلام ہے

رہین کوئی دم جو لڑائیان یون ہی اُن نگاہون سے درمیان
تو ہمارے دل کا بھی مہربان کوئی یل مین قصہ تمام ہے

کبھی دیکھ تو سرِ رہگذر کہ تڑپتے کتنے ہین خاک پر
نہ چل ایسی چال تو فتنہ گر کوئی یہ بھی طرزِ خرام ہے

اوسے آج دیکھکے جلوہ گر مجھے آئی قدرتِ حق نظر
کہ یہ شمس ہے کہ یہ ہے قمر کہ وہ حورِ وش لبِ بام ہے

وہ ستم سے ہاتھ اُٹھائے کیون وہ کسی کا دل نہ دُکھائے کیون

کوئی اس مین مرہی نہ جائے کیون اُسے اپنے کام سے کام ہے

ہوئی مدتین کہ نہین خبر وہ کدھر ہین اور ہین ہم کدھر

نہ ہے نامہ برنہ پیام بر نہ سلام ہے نہ پیام ہے

دل و دین کا جس کو نہ پاس ہو یہی نامراد سے دیکھلو ۸

۳۳۸ جسے داغ کہتے ہین اے بتو ابھی رو سیاہ کا نام ہے

خوب اب دیکھ لیے طور تمہارے ہم نے دن مصیبت کے گذارے تو گذارے ہمنے

تری برہم ہی تری زلف پریشان کی طرح کام بگڑے ہوے ہر چند سنوارے ہمنے

جان و دل آپ سے واللہ نہین ہمکو عزیز جان و دل آپکے صدقے مین اوتارے ہمنے

پاس غیرون کو بٹھا کر یہ دکھایا تم نے سر پہ دیکھے نہ تھے چلتے ہوے آرے ہمنے

چوٹ کیا کیا نہ لگی دل پہ ہمارے لیکن درد پر درد محبت کے سہارے ہمنے

تنگی گوشۂ زندان کے جو ہم خوگر تھے گور پر بھی نہ کبھی پائون پسارے ہمنے

کچھ تو پایا ہے محبت کی مصیبت مین مزا عیش آرام کے ترک جو سارے ہمنے

۳۳۹ مطلب اے داغ نہین دیر و حرم سے ہمکو ۲۴
بستر اپنا تو کیا سب سے کنارے ہمنے

بھلا ہو پیر مغان کا ادھر نگاہ ملے فقیر ہین کوئی چلو خدا کی راہ ملے

گمان تھے رات کو ہمسے ذرا نگاہ ملے تلاش مین ہو کہ جھوٹا کوئی گواہ ملے

قریب میکدہ مجکو جو خانقاہ ملے گلے ثواب کے کیا کیا مرا گناہ ملے

وہ روز حشر ہے دنیا نہین کہ راہ ملے کہان چھپوگے جو دو چار دادخواہ ملے

مرے خرابے مین آگر وہ چوکڑی بھولے
کہ پھر نہ خانہ خرابی کو گھر کی راہ ملے

ترا دل آئے کسی پر تو عرش ہل جائے
اثر تلاش مین ہے اسطرح کی آہ ملے

تمھارے کوچے مین ہر روز وہ قیامت ہے
کہ سایہ ڈھونڈھ رہا ہے کہین پناہ ملے

ترا غرور سلایا ہے اسقدر دل مین
نگاہ بھی نہ اٹھاؤن جو بادشاہ ملے

سر برہنۂ مجنون پہ آشیان ہے تاج
نہ رکھے سر پہ جو فغفور کی کلاہ ملے

فلک کی طرح جفا مین نہ کیجیے ہر روز
اُسی کی قدر ہے نعمت جو گاہ گاہ ملے

تمھارے حسن سے کیا نسبت ماہ کنعان کو
وہی تو چاند جسے ڈوبنے کو چاہ ملے

سب اہل حشر جب اپنے کیے کو پائین گے
بڑا مزہ ہو جو مجکو مرا گناہ ملے

کرونگا عرض اگر جان کی امان پاؤن
کہون پتے کی اگر قہر سے پناہ ملے

یہ ہے مزے کی لڑائی یہ ہے مزے کا ملاپ
کہ تجھسے آنکھ لڑی اور پھر نگاہ ملے

ہوا ہے دود جگر سے یہ گھر مرا تاریک
کہ موت ڈھونڈھتی پھرتی ہو کوئی راہ ملے

نہ اسکو صبر نہ تاثیر کا پتا یارب
جلا دیا ہے مجھے خاک مین یہ آہ ملے

بلا سے دعوی الفت نہ پیش کرتے ہم
ملے ہوئے ہین جو دشمن سے وہ گواہ ملے

ٹھہر نہ آہ مری جان لیکے چلتی ہو
سفر کرے جو مسافر کو زاد راہ ملے

مثل سُنی ہے کہ ملتے سے کوئی ملتا ہے
ملے تو آنکھ ملے دل ملے نگاہ ملے

قمر کو جامۂ شب تو بصر کو پردۂ چشم
کئی لباس ترے نور کو سیاہ ملے

اگر کمان سے ملے جب یہ چھوٹ ہو باہم
الگ الگ سہے دونون نہ حرف آہ ملے

لگا کے پاؤن مین اُسکی اوڑھاؤن قاصد کو
اگر مجھے ترے توسن کی گرد راہ ملے

اس انقلاب مین ڈھونڈھو جو مشک اور کافور
تو سفید ملے اور وہ سیاہ ملے

۳۴۰ نوید بخشش عصیاں اُسے سُنا دینا
۱۸ جو شہ سوار کہیں داغ روسیاہ ملے

اے پریشانیٔ دل حُسن بھی کچھ غم میں ہے — زلفِ برہم کی ادا خاطرِ برہم میں ہے
رشک نے آگ لگا دی تپشِ غم میں ہے — بزمِ دشمن میں ہے ہم کہ جہنم میں ہے
چھین لیں حشر کے دن تم سے نہ حوریں مجکو — اُنکو حسرت ہے کہ ہمکو ملے یہ ہم میں ہے
مرگِ دشمن کی دعا مانگ کے پچھتاتا ہوں — کہیں ایسا نہو وہ غیر کے ماتم میں ہے
عاشق و شیفتہ و والہ و شیدا وہ ہے — رات دن لاکھ خوشی سے جو ترے غم میں ہے
واعظ ارمان کروں کیا یہ بہت مشکل ہے — آدمی بنکے کوئی جنتِ آدم میں رہے
غیر کا غم اُسے اشکوں میں ڈبوئے رکھے — جو نزاکت سے گھڑی بھر بھی نہ شبنم میں ہے
عقدۂ بندِ قبا کھولے ظالم شبِ وصل — یہ گرہ کاش ترے گیسوئے پُرخم میں رہے
وعدۂ وصل پہ ہر اک کو لگائے رکھے — کہ زمانہ اسی دھوکے میں اسی دم میں ہے
حور کے واسطے پریشان نہ چھوٹیں گی زاہد — اُسکی امید کہ جو دوسرے عالم میں ہے
جمع ہو تیر گئی داغِ جگر ہی چھٹ کر — کچھ سیاہی تو مرے دیدۂ پُرنم میں ہے
نغمۂ عیش سے یاد آ گئے نالے مجکو — بزمِ شادی میں ہے تو بھی تو ماتم میں رہے
گردشِ چشمِ بلا شوخیٔ رفتارِ غضب — ایسے چلتے ہوئے فتنے اسی عالم میں رہے
تیری اوتری ہوئی مہندی جو اُسی ہاتھ لگی — یدِ بیضا کا نشان پنجۂ مریم میں رہے
مجھسے مے نوش کو پلوا دے یہ میرا ذمہ — بوند پانی کی اگر کوثر و زمزم میں رہے
تیرے چھیڑوں سے فلک تا نہ رہا کب پھر دل — آگ لگجائے گل داغ جو شبنم میں رہے
دلمیں مہمان دلِ آزار سبب رہتے ہیں — کوئی ایسا نہیں جو دل کی طرح ہم میں رہے

۳۴۱ مجرم عشق کو کیا حکم ہے اے داورِ حشر ۲۱
داغ جنت مین رہے یا کہ جہنم مین رہے

ہر بات ہے شوخ فتنہ گر کی — شوخی سے مزاج مین نظر کی
تاثیر ہوئی ہے کس نظر کی — وہ آنکھ نہین ہے نامہ بر کی
بیچین ہے جان ہر بشر کی — چٹکی ہے غضب تری نظر کی
آمانہ شب وصال اے مرگ — مہمان ہے عمر رات بھر کی
مقبول نہو دعاے عاشق — ہر دم ہے یہی دعا اثر کی
رویا ہے مجھی کو خواب مین بھی — جب آنکھ لگی ہے نوحہ گر کی
خاطر ہے تری عدو کے خاطر — گو اپنے خلاف تھی مگر کی
زانو پہ ترے رہا تھا جب سے — لیتا ہون بلائین اپنے سر کی
کیون آئی صبا تری گلی مین — پھرنے والی ہزار گھر کی
کچھ کہتی ہے اپنی بدگمانی — سن لی ہے اونھون نے نامہ بر کی
سب اُسکی نظر کو دیکھتے ہین — تعریف کرین مرے جگر کی
امید سزا مین رات دن مین — گنتا ہون خطائین عمر بھر کی
اب میری عوض اُسے سنبھالو — ملتی نہین نبض چارہ گر کی
رہتی ہے برنگ شمع مردہ — وہ آہ کہ جان تھی اثر کی
کیا بات ہے خیر ہو الٰہی — رُکتی ہے زبان نامہ بر کی
تلوار مجھی کو ہے مری آہ — وہ بھی ظالم تری کمر کی
کچھ صبر کیے سے بن نہ آیا — یون بھی تو بہت دنون بسر کی

کیون رحم نہ آئے بیکسی پر جب مجھسے گئی رہی کدھر کی
اے شمع ہمارا ساتھ دینا تکلیف ہے اور دو پہر کی
انسان وملک ہین سب دعا گو پھر بھی تو کمی نہین اثر کی

۳۴۲ اے داغ وہ لطف کیا کرین گے ۱۹
احسان کیا جفا اگر کی

شوق مین ایک فتنہ قامت کے ہم گلے مل گئے قیامت کے
ولمین مضمون یاس وحسرت کے بن گئے نقش لوح تربت کے
یہ بھی احسان ہے جو وعدے ہین دوسرے تیسرے قیامت کے
کس نے کوسا مجھے کہ بہر دعا ہاتھ اُٹھے ہوے ہین خلقت کے
بتکدہ ٹوٹ کر بنے کعبہ کارخانے ہین اُسکی قدرت کے
کچھ عدو کو تو کچھ فلک کو ملے حصے ہو جائین میری قسمت کے
یاد رہجائے گی جفا تیری دن گذر جائینگے مصیبت کے
اُسنے پوچھا مزاج کیسا ہے رنگ اب دیکھنا طبیعت کے
اک ترے دل پہ اختیار نہین سب ہے قبضہ مین دست قدرت کے
رشک ہے دیکھیے ستم تیرے بعد میرے ہون کسکی قسمت کے
وہ نزاکت سے تھم گئے چل کر لو قدم گڑ گئے قیامت کے
اُنکو لطف عدم کہان جو غریب ہو رہے بعد مرگ تربت کے
کان رکھکر اگر وہ سُن لیتے بوسے لیتا لب شکایت کے
ہم ترے جور سب اوٹھائینگے اے ستمگر علاوہ فرقت کے

دل ترا چھین کر عدو کو دیا ہتھکنڈے ہین یہ دست قدرت کے
آئینہ دیکھکر یہ پھر کہیئے دو نہین ہوتے ایک صورت کے
آئی تیشے سے یہ صدا پیہم کوہکن کام ہین یہ فرصت کے
اپنے بدلے رقیب کو بھیجا یہ نئے ڈھنگ ہین عیادت کے

۳۴۳ داغ سا دوسرا نہ دیکھو گے ۱۸
گل ہزارون ہین ایک صورت کے

وہ قیامت توڑتے ہین پوچھکر کیا حال ہے پرسش دل بھی اسی پر پرسش اعمال ہے
بدنصیبی کو نکلنا اس سے اک اشکال ہے میرے ماتھے کی لکیرین کس بلا کا جال ہے
راہ مین لیتا ہے تیرے تیر کو میرا جگر پیشوائی نام اسکا ہے یہ استقبال ہے
جمگئی ہے آنکھ کی پتلی کسی مشتاق کی مین نہ مانونگا کہ عارض پر تمھارے خال ہے
داغ عصیان جذب کر لیتا ہے اشک شرم کو دامن تر ہے مرا منھ پر مرے رومال ہے
خون دل رگ رگ سے پانی کیطرح بہنے لگا سرخ آنسو کیا پسینا تک ہمارا لال ہے
شکوای ناصح خبر کیا عشق کے انجام کی کوئی کاہن ہے منجم ہے کہ تو رمال ہے
تنگ آئے ہین دل بیمار سے بیمار دار مجھسے بدتر پوچھنے والونکا میرے حال ہے
بس گئے ہین یونتو لاکھون گردش افلاک سے جسپہ عاشق ہے قیامت وہ ترا پامال ہے
مین سراپا درد ہون اللہ ہے اسکا گواہ شکل انگشت شہادت تن پہ ہر اک بال ہے
ایک مین سو مدعی اک تم ہزارون جان نثار عشق کا یہ حال دیکھا حسن کا وہ حال ہے
حضرت ناصح چلے ہین نذر دینے یون اسے دل بغل مین اور خالی ہاتھ پر رومال ہے
نامہ بر انکا تو وعدہ اور تیرا اعتبار مکر ہے فقرہ ہے عیاری ہے دم ہے چال ہے

مینے اُنسے عرض کی آنا جنازے پر مرے
پہلے تو بولے وہ اچھا پھر کہا اشکال ہے

وہ یہ سُنتے ہی رہے اور لیگئے دل جھین کر
ہم یہ کہتے ہی رہے دیکھو پرایا مال ہے

بولتے ہو موت کے معنی پہ تم لفظ وصال
اور بھی تو اک محل پر اسکا استعمال ہے

غیر تیرے فیض سے محسود عالم ہو گیا
جسنے دیکھا بول اوٹھا ہای کیا اقبال ہے

۳۴۴

فرض ہی کیا یہ کہ ہر مردے پہ ہوتا ہو عذاب
بلکہ ہستی ہے عدم مین داغ تو خوشحال ہے

۱۷

کیا تھا جرم و فالذت سزا کے لیے
ستم کے لطف اُٹھائے فرے جفا کے لیے

خدا کرے نہ کسی کا امید وار وصال
دعائین مانگتے ہین ترک مدعا کے لیے

جو یہ لباس ہو تجھسا ہی جامہ زیب بھی ہو
بنا نہ دامن محشر تری قبا کے لیے

مری خبر کو وہ آئین تو جلد آئین کہین
فرشتے کہتے ہین کیا حکم ہے قضا کے لیے

بڑا مزہ ہو جو محشر مین ہم کرین شکوہ
وہ منتون سے کہے چپ رہو خدا کے لیے

غرض جہان سے کیا اے فلک مرے ہوتے
غریب خانہ ہے موجود ہر بلا کے لیے

اثر تو لوٹ لیا بات بات نے تیری
رہا نہ کچھ بھی مری عرض مدعا کے لیے

زبان جلائی کیے قطع ہاتھ پونہچون سے
یہ بند و بست ہوئے ہین مری دعا کے لیے

مرے مزار کو تو دہ کیا ہے تیرون سے
بہانہ یہ ہے کہ روزن کیے ہوا کے لیے

رقیب سے بھی تو برسونمین بات کرتے ہین
یہ فکر ہے اُنھین افزایش جفا کے لیے

شریر آنکھ نگہ بیقرار چتون شوخ
تم اپنی شکل تو پیدا کرو حیا کے لیے

صفت کا رتبہ یہان ذات سے سوا دیکھا
دعا ہے تجھسے زیادہ تری وفا کے لیے

ملے تو حشر مین لیلون زبان ناصح کی
عجیب چیز ہے یہ طول مدعا کے لیے

کسی زمانے مین گستاخ ہم بھی تھے اتنے
زبان ہے بہر ستایش دل التجا کے لیے

نہین ضرور کہ اُسکی کوئی خطا ہی کرے
بہانہ چاہیے کیا ظلم نارواکے لیے

نیا ستم ہے ستمگر نے قتل پر میرے
کیا ہے جمع رقیبون کو مرحبا کے لیے

۳۴۵ ۱۱

ترے کہے سے ہم اے داغ چھوڑ دینگے عشق
خدا کے واسطے دیتا ہے کیون خدا کے لیے

گر ایک بھی ہزار مین وہ مان جائین گے
ہم اے پیا مبر ترے قربان جائین گے

یہ کہیے گا قتل ہمکو تو قربان جائین گے
پر سر کے ساتھ آپکے احسان جائین گے

مجنون کا حال سُنکے پریشان ہو گئے
میری اگر سنو گے تو اوسان جائین گے

کافر ہو گر رقیب تو وہ حور وش چھٹے
جنت مین تو تمام مسلمان جائین گے

روز جزا کا خوف دلایا تو یہ کہا
اِن دھمکیونکو آپ کی ہم مان جائین گے

پروا نہین وہ غیر کے گھر جائین غم یہ ہے
ہمراہ اُنکے سب مرے ارمان جائین گے

ہر چند آج کل سے زیادہ ہے سادگی
تیور یہ کہہ رہے ہین کہ مہمان جائین گے

جائین لباس غیر مین ہم بنکے دادخواہ
پر کیا کرین وہ حشر مین پہچان جائینگے

تنہا وہ کیا خیال مین میرے نہ آئینگے
دیکھون کہانتک اُنکے نگہبان جائین گے

مین لاکھ پہلوؤن سے کرون عرض مدعا
پہچاننے کی بات وہ پہچان جائین گے

۳۴۶ ۲۱

اے داغ ابتداے محبت مین کیا گلہ
وہ جانتے نہین ہین تمہین جان جائین گے

پوچھتا جا مری مرقد پہ گذرنے والے
کیا گذرتی ہے تری جان پہ مرنیوالے

مرحبا اے دل و دین لیکے مکرنیوالے
ہاتھ کانون پہ مرے نام سے دھرنیوالے

منزل عیش نہین ہے یہ سراے فانی
رات کی رات ٹھہر جائین ٹھہرنیوالے

کثرت داغ محبت سے کہلاے ہے گلزار
سیر کرتے ہین مرے دلمین گذرنیوالے

داغ دل داغ جگر نقش جفا نقش وفا
نہ مٹائے سے مٹین گے یہ ابھرنیوالے

ناتوان وہ ہون مرے نقش مین بہرتے ہین لہو
رنگ ہر پیکر تصویر مین بھرنیوالے

غنچہ و گل مین دہرا کیا ہے بتا اے بلبل
جمع ہین چند ورق وہ بھی بکھرنیوالے

زندہ میخوار ہے پیتے ہین پلا کر ورنہ
اپنی دوزخ کو بھرا کرتے ہین بھرنیوالے

یہی اقرار یہی قول یہی وعدہ تھا
اور دغا باز فسون ساز مکرنیوالے

مدفن اہل وفا پر یہ دعا کی اوسنے
حشر کے دن بھی نہ پیدا ہون یہ مرنیوالے

آہ وافغان سے گئے صبر و تحمل پہلے
چلنے والون سے بھی آگے ہین ٹھہرنیوالے

چارہ گر لاکھ کا منھ خاک سے بھرنا ہے محال
مشک نہ خم مین مرے بھرتے ہین بھرنیوالے

کھولتا کوئی تو جوڑ ایسے ترے دل کی گرہ
ہمنے دیکھے ہی نہین گانٹھ کترنیوالے

بدگمان ہون نظر آئی نہ وہ زلف سیاہ
وہم مین ڈالتے ہین خواب مین ڈرنیوالے

آپ محشر مین نہین قول کے سچے کیا خوب
اونگلیا اوٹھین گی وہ آئے مکرنیوالے

نہ ملی روز قیامت بھی حیات جاوید
ہمنے دیکھے بہت اس شوخ پہ مرنیوالے

گالیان غیر کو دیتا ہون سنو تم خاموش
مین بھی دیکھون تو بڑی بات نہ کرنیوالے

عمر بھر عالم ہستی مین جو معدوم رہے
حضرت خضر سے دیکھے نہین مرنیوالے

دختر رز ہے بہت تیز مزاج اے زاہد
تیرا کیا منھ ہے اسے بھرتے ہین بھرنیوالے

عمر بھر حسن خداداد رہا کرتا ہے
دو گھڑی بعد بگڑتے ہین سنورنے والے

۳۴۷ داغ کہتے ہین جنھین دیکھیے وہ بیٹھے ہین
آپکی جانسے دور آپ پہ مرنیوالے ۱۹

دیکھتا جا ادہر اوقہر سے ڈرنے والے
نیچی نظرین کیے محشر مین گذرنیوالے

راہ دیکھینگے نہ دنیا سے گذرنے والے
ہمتو جاتے ہین ٹھہر جائین ٹھہرنیوالے

قلزم عشق سے اے خضر ہمین خوف نہین
بیٹھ کر تہ مین اوبھرتے ہین اوبھرنیوالے

اس گذرگاہ سے پہنچین تو کہین منزل تک
جیسی گذریگی گذارینگے گذرنیوالے

مُنھ نہ پھیرا جگر و دل نے صف مژگان سے
سچ تو یہ ہے دو بھی بُری ہوتے ہین مرنیوالے

ہوکے لبریز نہ چھلکے کا مرا ساغر دل
میکدے سو ہون اگر لاکھ ہون بھرنیوالے

ایک تو حُسن بلا اوسپہ بناوٹ آفت
گھر بگاڑینگے ہزارونکے سنورنیوالے

کیا جہان گذرا نمین بھی لگی ہے گذری
مول لیجاتے ہین غم یا نسے گذرنیوالے

قتل ہونگے ترے ہاتھونسے خوشی اسکی ہے
آج اترائے ہوئے پھرتے ہین مرنیوالے

تیرے گیسوے پریشان نہ کرین سودائی
سر نہ ہوجائین کسی کے یہ بکھرنیوالے

آہ کے ساتھ فلک سے یہ ندا ئین آئین
جل گئے سایۂ طوبیٰ مین ٹھہرنیوالے

حشر مین لطف ہو جب اونسے ہون دو دو باتین
وہ کہین کون ہو تم ہم کہین مرنیوالے

کشتیٔ نوح سے بھی کود پڑون طوفان مین
دین سہارا جو مجھے پار اوترنیوالے

خوش نوائی نے رکھا ہمکو اسیر اے صیاد
ہمسے اچھے رہے صدقے مین اوترنیوالے

کیا ترے کاکل شبگونکی بلائین لینگے
بوالہوس تیرگیٔ بخت سے ڈرنیوالے

ہے وہی قہر وہی جبر وہی کبر و غرور
بُت خدا ہین مگر انصاف نہ کرنیوالے

غسل میت کی شہید و نکو تری کیا حاجت
بے نہائے بھی نکھرتے ہین نکھرنیوالے

حضرت داغ جہان بیٹھ گئے بیٹھ گئے
اور ہونگے تری محفل سے اوبھرنیوالے

دل دے تو اس مزاج کا پروردگار دے
جو رنج کی گھڑی بھی خوشی سے گذار دے

کسطرح چین مجکو دل بیقرار دے
تم اختیار دو نہ خدا اختیار دے

او ترے جوتن سے سر تو زہے سرفرازیان
ایسا نہو کہ وہ مجھے دلسے اوتار دے

دل اُس نگاہ ناز سے ہم نے لڑا دیا
آگے نصیب ہے جسے پروردگار دے

سنتے ہو داستان مری جانتے ہو جھوٹ
ہو بات کا مزہ تو خدا اعتبار دے

دل چاہتا ہے مفت ملے نقد داغ عشق
اس بدچلن کو کوئی نہ کوڑی اودھار دے

لیجاؤن جب بہشت مین اُس حورِ وش کو مین
پہلے فرشتہ دور سے پردہ پکار دے

جنت بغیر حور کے درکار ہے مجھے
دنیا مین دیکھلون جو خدا مستعار دے

فرقت مین آب و دانہ ہمین یون حرام ہے
جسطرح منھ کو قفل کوئی روزہ دار دے

جز بیکسی نہین ہے شب ہجر ہمنشین
کس سے کہون کہ کوئی اجل کو پکار دے

۳۴۹ کیون ناز اوٹھاؤن داغ کسی پر جفا کے مین
مجکو اگر مزہ ستم روزگار دے ۲۲

شرکت غم بھی نہین چاہتی غیرت میری
غیر کی ہو کے رہے یا شب فرقت میری

دل یہ کہتا ہی بنے گی یہین تربت میری
اک زمین ہے مری سینے مین کدورت میری

مر گیا مین تو نہ جانو کہ بلا سے چھوٹے
بندہ پرور یہ محبت ہے محبت میری

دل بری شئے ہی کہ اغیار سے مین کہتا ہون
تمھین للہ لگا لو کوئی صورت میری

مین نہ کہتا تھا کہ لے لیجیے دل گھلتا ہے
دیکھیے آپکی غفلت ہی کہ غفلت میری

دھوم ہے زیر زمین کشتۂ ناز آیا ہے
ہو گئی عید شہیدون کو زیارت میری

اپنے سائے سے یہ کہتا ہون کہ تو ہی ہنس لول
کچھ تو بہلے غم ہجران مین طبیعت میری

سر سے پہلے وہ زبان کاٹ لیا کرتے ہین
کہ خدا سے نکرے کوئی شکایت میری

کیا کہونگا اگر اُس نے کہا محشر مین
داور حشر ترے ہاتھ ہے عزت میری

خوب تقدیر کی خوبی نے کیا ہے برباد
جا بجا مجکو لیے پھرتی ہے شہرت میری

جب تری چال کا انداز صبا مین دیکھا
پس گئی خاک مری مٹگئی تربت میری

ناتوان دیکھکر افسوس نہ آیا مجھ پر
وہ خفا ہین کہ اوڑائی ہے نزاکت میری

شوق کہتا ہے ابھی عرض تمنا کیجیے
دل یہ کہتا ہے کہ پڑتی نہین ہمت میری

حشر مین تجسا جفا کار خدا سا منصف
دل سا انصاف طلب اور شہادت میری

کیا جدائی کا اثر ہے کہ شب تنہائی
میری تصویر سے ملتی نہین صورت میری

جب کوئی فتنہ زمانے مین نیا اوٹھتا ہے
وہ اشارا یسے بتا دیتے ہین تربت میری

اُسکے کوچے سے جنازہ نہ اُٹھائین احباب
مین نہ نکلونگا نہ نکلے گی جو حسرت میری

شوق کی چھیڑ نہ وہ آج تمنا کی خلش
بھر گئی کیا دل اغیار مین حسرت میری

بخشے جائینگے سیہ کار بہت روز جزا
کہین جنت مین نہ پہنچے شب فرقت میری

جسطرح تو میری آغوش سے نکلا اے شوخ
یون ہی ہاتھون سے نکلتی ہے طبیعت میری

قرض ملجائے گی وہ شے رمضان مین مجکو
حضرت شیخ جو کر لینگے ضمانت میری

۲۵۰ کہین دنیا مین نہین اسکا ٹھکانا اے داغ ۲۱
چھوڑ کر مجکو کہان جائے مصیبت میری

رحم آیا جو اُسے دیکھکے حالت میری
غم یہ کہتا ہے کہ اب دیکھیے فرحت میری

دوست کیون عشق مین کرتے ہین شکایت میری
مجھپہ کیا زور کسی کا ہے طبیعت میری

کون جائے گا ترا چاہنے والا مجکو
حشر کے روز بدل جائیگی صورت میری

بیحیا ہوتے ہین مہمان کہین ایسے بھی
کہ نکالے سے نکلتی نہین حسرت میری

کیا فلک ٹوٹ پڑا بعد فنا بھی مجھپر
بیٹھی جاتی ہے دبی جاتی ہے تربت میری

عمر بھر آئینہ اس غم مین رہا چشم پر آب
کسنے سکتے مین دکھادی اسے صورت میری

آؤ میدان مین گر غیر کی الفت ہے تمھین
چھپکے کیون سیکھتے ہو طرز محبت میری

جور وہ جور تغافل وہ تغافل اُن کا
دل یہ دل اور طبیعت یہ طبیعت میری

مجکو دو خامہ و قرطاس جو کچھ لکھ جاؤن
لکھ چکے کاتب اعمال حقیقت میری

صبح سے آج وہ نیو رہی نہین ہین اُنکے
آئینہ دیکھکے دیکھی ہے جو صورت میری

پھر لیے تیر و کمان کوئی چلا آتا ہے
خود چھپے یا کہ چھپائے مجھے تربت میری

یون تو برسون نہ پلاؤن نہ پیون اے زاہد
توبہ کرتے ہی بدل جاتی ہے نیت میری

دور بیٹھا ہون چھپائے ہوے بوتل خاموش
مجلس وعظ مین دیکھے کوئی خلوت میری

تم نہین غیر سہی غیر نہین چرخ سہی
اک نہ اک فتنہ لگا رکھتی ہے قسمت میری

بن گئی جی پہ کچھ ایسی کہ الٰہی توبہ
سانس لینے سے بگڑتی ہے طبیعت میری

پیر گردون ہے مگر پیر مغان اے ساقی
نہ سفارش تری منظور نہ منت میری

وہ دبے پاؤن چلین حشر کے ڈر سے توبہ
فکر ہے چال اوڑالے نہ قیامت میری

تادم مرگ محبت مین دعا مین دون گا
واہ کیا شے ہے سلامت ہے قسمت میری

کونسا لب ہے کہ جسپر نہین شکوہ تیرا
کونسا دل ہے کہ جسمین نہین حسرت میری

اپنی تصویر پہ نازان ہو تمھارا کیا ہے
آنکھ نرگس کی دہن غنچے کا حیرت میری

موت آئی ہوئی ٹلجائے یہ آئی نہ رہے
الامان داغ قیامت ہے طبیعت میری

آب بقا نے گرچہ بہت روک تھام کی
پیری چلی نہ خضر علیہ السلام کی

ساقی نہ رسم ترک ہو شرب مدام کی
پہلے چھڑک زمین پہ قاضی کے نام کی

کیا جانے خط مین کیا ہے کہ قاصد کا ہے یہ حال
پوچھی جو صبح کی تو کہی اُس نے شام کی

جس خط پہ یہ لگائی اوسیکا ملا جواب
اک مہر میرے پاس ہے دشمن کے نام کی

اللہ رے غرور کہ آئینہ دیکھکر
اپنے بھی عکس سے ہے شکایت سلام کی

ہو گرچہ بادشاہ رقیب سیاہ رو
خالق مگر بنائے نہ صورت غلام کی

صبح شبِ وصال نہ جانے دیا انھین
فرصت نہ آسمان کو ملی انتقام کی

افسانۂ فراق مین گذری شبِ وصال
جب صبح ہو گئی تو کہانی تمام کی

رکھنا الگ بچا کے رقیبو سے اے فلک
آزار میرے حق کا جفا میرے نام کی

تیری ہی یاد ہے انھین تیرا ہی ذکر ہے
دل اپنے کام کا نہ زبان اپنے کام کی

یہ چھیڑ دیکھنا کہ دمِ شکوۂ فراق
تائید ہو رہی ہے ہمارے کلام کی

۳۵۲

اے داغ قتل ہو کے ملا رتبۂ شہید
ہوتی ہے اب نیاز وہان میرے نام کی

۱۱

ہر ایک بے نمود کی اُس سے نمود ہے
موجود ہے وہی جو عدیم الوجود ہے

کیا قہر ناتوان کی ترے بے نمود ہے
افسوس فاتحہ ہے نہ جسکی درود ہے

اُس شعلہ رو کے رخنہ جو خط کی نمود ہے
کیا آتشِ خلیل کا یارب یہ دود ہے

پوشیدہ اُسکا حُسن ہوا کب نقاب سے
پردے مین بھی ہزار طرح کی نمود ہے

روزِ نخست ہین مری آہون نے چٹکیان
رنگ اسلیے فلک کا ازل سے کبود ہے

کیا دل دیا اگر نہ دیا جو ہر قبول
ایسے بھی ہین کہ جنکو زیان ہے نہ سود ہے

گو ناخنِ ہلال بڑھاتا رہے فلک
مشکل کسی کی عقدۂ دل کی کشود ہے

اس ہاتھ نے لٹائے ہین کس کس طرح گھر
مژگانِ چشمِ تر بھی عجب دستِ جود ہے

توبہ کا در کھلا ہے نہ کر چھپ کے میکشی
اے شیخ یہ طریقۂ شربِ الیہود ہے

دھوکا نہ دو کہ پہلے عداوت تھی اب نہین
ایسے محل مین ہوتے ہین معنی لبود ہے

۳۵۳ — ۱۵

وہ سر ہے سرفراز جو اے داغ تا بہ زیست
درگاہِ بے نیاز مین صرفِ سجود ہے

بعد میرے کیون نوید وصل یار آنیکو تھی
وہ چمن ہی مٹگیا جسمین بہار آنیکو تھی

سوت میرے پاس روز انتظار آنیکو تھی
آگئی تقدیر سے جو بیقرار آنے کو تھی

میرے مرنے کی خبر سنکر کیا مشکل سے ضبط
اُنکے ہونٹون پر ہنسی بے اختیار آنے کو تھی

گنجِ مرقد مین کرون کیا اب تڑپنے کا علاج
ایکبار آئی اجل بھی ایک بار آنے کو تھی

سُنکے آمد آمد اُسکی قبر مین یہ حال تھا
عمرِ رفتہ پھر مری زیرِ مزار آنے کو تھی

کوہکن کے پاس جاتا ہو نہ مجنون کا غبار
ایک آندھی آج سوے کوہسار آنے کو تھی

آسمان بہتر رہا ہے مضطرب وعدے کی رات
کونسی مجھتک خوشی پروردگار آنے کو تھی

صبر آتا دیکھکر ظالم نے پھر تڑپا دیا
میرے قابو مین طبیعت ایکبار آنے کو تھی

لوگ سمجھانے لگے یہ دن نہین تکرار کا
گفتگو اُنسے مری روز شمار آنے کو تھی

صبر و تسکین و تحمل یہ تو سب جانیکو تھے
یاد تیری دل مین اے غفلت شعار آنے کو تھی

نالہ کرتا تو قیامت تھا کہ پہلی آہ مین
آسمان پر سے فرشتونکی پکار آنے کو تھی

غیر کا مذکور کر بیٹھے وہ کچھ یاد آگیا
وصل مین لذت دمِ بوس و کنار آنے کو تھی

فتنۂ محشر نے آکر حشر برپا کر دیا
نیند آنکھون مین مری زیرِ مزار آنے کو تھی

ہائے زاہد چلدیا تو بزم مے سے تشنہ کام
تیری دعوت کو شراب خوشگوار آنے کو تھی

۳۵۴ ہے گران جنس وفا ہی داغ کیا ہر ایک شے
۲۶ اب روپے کو بھی نہین ملتی جو چار آنے کو تھی

وہ آئے خندہ پیشانی کہین سے
تبسم ہے عیان چین جبین سے

ملے کیا کوئی اُس پردہ نشین سے
چھپائے منھ جو صورت آفرین سے

شفا ہو عیسی گردون نشین سے
ہماری تبدگی پونہچے یہین سے

کسی کا رشک حوران کو الٰہی
نکلوادے نہ فردوس برین سے

شب وعدہ مدد کر اے نزاکت
قسم ٹوٹے نہ میری نازنین سے

اُسے افسانۂ غم ڈرتے ڈرتے
سنایا کچھ کہین سے کچھ کہین سے

وہ آئے کیون کہ طرز بے وفائی
اوڑا کر لے گئے جان حزین سے

مرے لاشے پر اُس نے مسکرا کر
ملین آنکھین عدو کی آستین سے

نگاہ گرم کو جب برق جانون
کہ مل جائے اس آہ آتشین سے

اثر تک دسترس کیونکر ہو یارب
دعا نے ہاتھ باندھے ہین یہین سے

اونہون نے دل لیا ہے مفت وہ بھی
بڑی حجت سے نفرت سے نہین سے

رہا اسمین ہمیشہ دست وحشت
گریبان کم نہین ہے آستین سے

بنایا تجکو اور ایسا بنایا
کہے کیا کوئی صورت آفرین سے

فرشتے کیا لکھین اُسکی برائی
اوڑے ہین ہوش زلف عنبرین سے

تمھین بیداد گر اللہ کی شان
جفا کی داد مین چاہون تمھین سے

تمھارے گھر مین ہے اوسکا ٹھکانا
گیا گذرا ہو جو دنیا و دین سے

گئے ہین اور یہ کہتے گئے ہین — بہل جاؤگے اپنے ہمنشین سے
قیامت کا تو وعدہ اُسپہ انکار — کلیجا پک گیا تیری نہین سے
عدو کی بات آیت جانتے ہو — خدا محفوظ رکھے اس یقین سے
میری بربادیون کی مشورت کو — فلک چھپ چھپکے ملتا ہی زمین سے
لگا دو تیر بھی انکار کے ساتھ — چلے گا کام کیا خالی نہین سے
ڈہلا سارا بدن سانچے مین گویا — ذرا اوترا نہین ظالم کہین سے
پڑا ہون منہ لپیٹے میکدے مین — حجاب آتا ہے مجکو اہل دین سے
یہ جان ناتوان لیجیے وہ دیجیے — بدلتے ہین نگاہ شرمگین سے
الٰہی وہ زمانہ پھر دکھا دے — کہ وہ واقف نہون کچھ مہر و کین سے
ٹپکتا ہے عرق بن بن کے آنسو — عیان ہے گریۂ قسمت جبین سے
شب وعدہ زبان تھک تھک گئی ہے — کہانتک قصہ خوانی ہمنشین سے
نہین آتا تجھے گر اے تمنا — نکلنا سیکھ لے جان حزین سے
ہمارے سامنے شکوہ عدو کا — ہماری گھات اے ظالم ہمین سے
بتا دون نام لے دربان تجھے کیا — یہ کہدے کوئی آیا ہے کہین سے
مرا احمد ملے محشر مین مجکو — کرون گا عرض رب العالمین سے

۳۵۵ — ۷

کبھی دیکھا ہے اتنا داغ کو خوش
چلے آتے ہین یہ حضرت وہین سے

وہ جو بولین تو بات جاتی ہے — چپ رہو ہمنین تو رات جاتی ہے
ساتھ حورونکے ہے شہید ترا — کیا عدم کو برات جاتی ہے

مے کے پینے سے کر تو لون توبہ — آرزوے نجات جاتی ہے
دل لگی کا مزا جب آتا ہے — ہستئی بے ثبات جاتی ہے
نگہ یار غیر کی جانب — کوئی بے التفات جاتی ہے
خوب آتا ہے لطف آزادی — جب یہ قید حیات جاتی ہے

۳۵۶ ۹
کیا کرون داغ وصل مین شکوہ
بات کہنے مین رات جاتی ہے

دل چرا کر نظر چرائی ہے — لٹ گئے لٹ گئے دہائی ہے
ایک بن ملکے پھر نہین ملتے — کس قیامت کی یہ جدائی ہے
اے اثر کر نہ انتظار دعا — مانگنا سخت بیحیائی ہے
مین یہان ہون وہان ہے دل میرا — نارسائی عجب رسائی ہے
اس طرح اہل ناز ناز کرین — بندگی ہے کہ یہ خدائی ہے
پانی پی پی کے توبہ کرتا ہون — پارسائی ہے پارسائی ہے
وعدہ کرنے کا اختیار رہا — بات کرنے مین کیا برائی ہے
کب نکلتا ہے اب جگر سے تیر — یہ بھی کیا تیری آشنائی ہے

۳۵۷ ۱۰
داغ اُن سے دماغ کرتے ہین
نہین معلوم کیا سمائی ہے

دلکی کلی نہ تجھسے کبھی اے صبا کھلی — چمپا کھلی گلاب کھلا موتیا کھلی
بیخود شب وصال عدو مین وہ مست ہے — اب مکر چاندنی جو کھلی بھی تو کیا کھلی
جام شراب ہاتھ سے ساقی نے کھینچ لی — جب مینھ برس کے دھوپ چمن مین ذرا کھلی

ہمتو اسیر دام ہین صیاد ہمکو کیا
گلشن مین گر بہار ہے خوشنما کھلی

نالون سے شق ہوا نہ جگر پاسبان کا
دیوار قید خانہ مگر بارہا کھلی

نرگس نہ اُسکی آنکھ سے شرمائی باغمین
اللہ ری ڈھٹائی کہ یہ بیحیا کھلی

مہتاب پر گمان ہوا آفتاب کا
رنگت جو تیری نشے مین اے مہ لقا کھلی

رونا نصیب مین ہو تو ہنسنا ہو کسطرح
تو شکل گل نہ بلبل خونین نوا کھلی

بہر دعا وہ دست حنائی جو اوٹھ گئے
طرفہ شفق زمین پہ روز جزا کھلی

۳۵۸ داغ شگفتہ دل کا ذرا دیکھنا اثر ۱۳
مانند غنچہ قبر بھی بعد فنا کھلی

قبر مین گر مرے ارمان سمانے پائے
تو یہ جانو نگا غریبون نے ٹھکانے پائے

دل بیتاب مرا وہ نہ پھنسانے پائے
دو ہی جھٹکے جو ذرا زلف دوتا نے پائے

پاسبان نے مرے دھوکے مین عدو کو روکا
حکم تھا اُنکا وہ آئے یہ نہ آنے پائے

ہاتھ آیا ہوئی میخانے مین زاہد سے کہین
ہمنے تسبیح کے بکھرے ہوے دانے پائے

چھیڑ منظور نہ تجکو تو مژگان تیری
دل بیتاب کو انگلی نہ لگانے پائے

جل گیا تھا مری آتش قدمی سے جنگل
چار تنکے نہ کہین باد صبا نے پائے

ہمنے اپنا دل گم گشتہ نہ پایا کھو کر
ورنہ یان ڈھونڈھنے والون نے خزانے پائے

لا شب وعدہ اُسے کھینچکے اے جذبۂ دل
حیلہ جو پاؤنمین مہندی نہ لگانے پائے

یہ مرے واسطے تاکید ہے دربانون پر
کہ اسے مین بھی بلاؤن تو نہ آنے پائے

حور کے واسطے زاہد نے عبادت کی ہے
سیر تو جب ہے کہ جنت مین نہ جانے پائے

شوق مٹجائیگا کیا میرے چلے جانے سے
دلکی تدبیر کرو کچھ نہ آنے پائے

تیرے مہجور کے پہلو ہی مین پائے ہمنے
سر بستر کبھی تکیے نہ سرہانے پائے

۳۵۹ داغ کی لاش سر راہ گذر ہے پامال
۱۱ مرتبے خوب تمھارے شہدا نے پائے

اُنکے خیال مین جو ذرا ہم بہل گئے
کیا رشک ہے وہ اپنے تصور سے جل گئے

سب حسرتون کا یاس نے کشکا مٹا دیا
جنسے خلش تھی دل مین وہ کانٹے نکل گئے

سچ ہے پرائی آگ مین پڑتا نہین کوئی
ہمراہ کوہ طور کے موسی نہ جل گئے

ہم کیا کہین گذرتی ہے کسطرح زندگی
دو چار یار آئے تو دم بھر بہل گئے

اب تک وہی زمین ہے وہی آسمان ہے
دو چار دن مین وہ نہ رہے تم بدل گئے

تنہا وہ جب ہوئے تو رہے محو آئینہ
ناگاہ کوئی آ گیا جھٹ سنبھل گئے

کیا برف ہو گیا ہے دم سرد سے بدن
دیکھی جو نبض ہاتھ طبیبونکے گل گئے

بیزار جس سے تھے یہ وہی دل ہے میرجان
اب کیا ہوا کہ دیکھتے ہی تم مچل گئے

اب کیا ہے گر کسی سے ملاتے نہین نظر
لاکھون ہماری آنکھ سے جلسے نکل گئے

مرتے کے ساتھ کوئی بھی مرتا نہین کبھی
فرقت مین رفتہ رفتہ سب احباب ٹل گئے

۳۶۰ احباب ڈھونڈھتے ہین پریشان ہین رفیق
۹ کیا جانے آج داغ کدھر کو نکل گئے

عدم سے دیکھنے رنگ ظہور ہم آئے
ملا نہ جسکے لیے اتنی دور ہم آئے

مدینہ چھوڑ کے پھر رامپور ہم آئے
یہ کس بلا مین دل ناصبور ہم آئے

جب اُنکی آنکھ مین بھولے سے شرم آئی ہے
پکارتے ہین یہ ناز و غرور ہم آئے

لکھا تھا خط اونھین مرتے ہین دیکھلو آکر
ملا جواب کہ اب تو ضرور ہم آئے

یہ بزم چھوڑ کے کیا جائین ہم جہنم کو
ترے بلانے سے اے رشکِ حور ہم آئے

گئے تھے پیر خرابات کی خرابی کو
وہان سے نشۂ صہبا مین چور ہم آئے

یہ خوف اہل وطن تھا کہ دشت غربت تک
وطن سے بجتے ہوئے دور دور ہم آئے

ہزار بھیج چکے ایک نامہ بر نہ پھرا
گئے تھے کہکے یہ سب اے حضور ہم آئے

۳۶۱ ہزار شکر ہمین داغ حج نصیب ہوا
قصور وار گئے بے قصور ہم آئے ۹

جسکے پہلو مین ہو تم اُسکا نصیب اچھا ہے
میری دانست مین تمسے بھی رقیب اچھا ہے

مرض عشق ہے آفت ہے دگر نہ ہم نے
کی دوا اُسکی سُنا جسکو طبیب اچھا ہے

بیٹھے ناوک کی طرح اُٹھے قیامت کیطرح
یہ ادب جسنے سکھایا وہ ادیب اچھا ہے

شہسوارانِ رہِ عشق کو پہونچا کب خضر
ہم غریبونمین یہ بیچارہ غریب اچھا ہے

اسکے معنے تو یہی ہین کہ ہنرمند نہین
کیون مجھے دیکھکے کہتے ہین نصیب اچھا ہے

آپ سُنتے ہی نہین ہائے مرا افسانہ
سو طلسمونمین یہ احوال عجیب اچھا ہے

اے دہن تیرے لیے حرف دعا ہو بہتر
اے زبان تیرے لیے ذکر حبیب اچھا ہے

شیخ کو تاک کے رندون نے کہا آپسمین
مال یہ جبہ و دستار و جریب اچھا ہے

۳۶۲ جو مصاحب ہون وہ اس رمز کو سمجھین اے داغ
دور رہنا ہے بُرا اور قریب اچھا ہے ۱۵

جوش وحشت سے کرون کیا سخت مشکل گھر مین ہے
گور مین کافر کا مردہ ہے کہ یہ دل گھر مین ہے

آئینہ مین عکس سے اپنے وہ لڑ جاتے مگر
بس نہین چلتا کہ خود باہر مقابل گھر مین ہے

تنگ ہو کر اُس نگاہ شوخ کو رو کے حیا
اسکو آسانی سفر مین اور مشکل گھر مین ہے

جان و دل ہے نذر لیکن مجھسے وہ راضی تو ہون — پاس میرے کونسی شے اُنکے قابل گھر مین ہے
ہر در و دیوار سے سر پھوڑنے کے واسطے — وہ بیابانمین نہین جو مجکو حاصل گھر مین ہے
جامۂ صبر و تحمل چاک ہے مثل کتان — گل سے جو مہمان رشک ماہ کامل گھر مین ہے
مضطرب اس فکر مین پھرتا ہی جاؤن یا نہین — روز قاصد کو مرے کوسون کی منزل گھر مین ہے
بعد میرے قتل کے ہنگامہ برپا ہو گیا — باہر انبوہ خلائق اور قاتل گھر مین ہے
پیٹھ پیچھے بادشہ کو بھی بُرا کہتے ہین لوگ — سامنے آکر کہو تقریر باطل گھر مین ہے
دیر آکر جلد تم سُن لو جو ہے میرا سوال — گر لگائی دیر تو جانو یہ سائل گھر مین ہے
چھوڑ کر وہ مجمع اغیار کیون آنے لگے — روز جلسے ہین نئے ہر روز محفل گھر مین ہے
رات بھر آئی ترے گھر سے صدا زنجیر کی — کیا کوئی دیوانہ پابند سلاسل گھر مین ہے
ذکر مجنون سُنکے لیلے نے کیا ترک سفر — نجد کے جنگل مین ناقہ اور محمل گھر مین ہے
بہر نظارہ کیا تھا اُنکے درہانون سے ربط — در کے آگے پردۂ دیوار حائل گھر مین ہے
روز گرتے ہین در و دیوار سیل اشک سے — کیا مری خانہ خرابی میرے شامل گھر مین ہے

۳۶۳ — چھوٹتی ہے آدمی سے داغ کب حُب وطن — گو نہین ہے نہین مگر ہر دم مرا دل گھر مین ہے — ۱۱

افسوس میری قدر نہین آسمان تجھے — تجھسا مجھے نصیب ہے مجھسا کہان تجھے
ظاہر کے لطف نے یہ بڑھایا ہے اعتبار — نامہربان بھی ہو تو کہین مہربان تجھے
عمر دو روزہ عیش دو روزہ نہین ہے تو — مین چھوڑتا ہون کوئی غم جاودان تجھے
جھڑکی ہوئی کہین سے نکالی ہوئی نہو — پاتا ہون آج اے شب غم مہربان تجھے
گو داد خواہ ہون نہین محشر کی آرزو — اسواسطے کہ ہو نہ کوئی غم وہان تجھے

تاثیر ہو جو عشق مین تڑپائے مثل برق
تیری فغان رقیب کو میری فغان تجھے

میری ہی وجہ خاص سے پایا ہے مرتبہ
یہ در کبھی نصیب نہو پاسبان تجھے

بہتر ہے اس سے اے دل آزردہ اور کیا
رہ تو وہین قرار ہو لے دل جہان تجھے

دل کو نکالکر مرے سینے سے دیکھ لے
مین خوب جانتا ہون دل بدگمان تجھے

اے بیوفا نہ آئے دوبارہ کسی طرح
کسنے سکھائی چال یہ عمر روان تجھے

(۳۶۴) وحشت مین کوچہ گرد کہان تک رہے گا تو (۱۱)
اے داغ کھا نہ جائے گا تیرا مکان تجھے

دیکھ سکتے نہین اُس بزم مین ناکام مجھے
اپنے حصے کی پلاتے ہین مے آشام مجھے

رشک کسکو ہے ندو مفت کا الزام مجھے
تم سے جب کام نہین غیر سے کیا کام مجھے

لوگ جانین گے قصور انکا نہین اسکا ہے
حشر مین آپ دیے جائیے دشنام مجھے

آج بگڑے ہوئے تیور ہین خدا خیر کرے
کہتے ہو رات بھر آیا نہین آرام مجھے

کسکے نالون نے جگایا ہے تمھین ساری رات
کون تھا اُسکا بتا دو تو سہی نام مجھے

آسمان دشمن ارباب ہنر ہوتا ہے
شکر صد شکر کہ آتا نہین کچھ کام مجھے

سخت دشوار ہوئی راہ طلب اے تقدیر
دیکھ کر تا ہون ذرا روک مجھے تھام مجھے

کوئی صیاد ستمگر کا تغافل دیکھے
کہ پھڑکتے ہوئے دیکھا نہ تہ دام مجھے

خود فراموش کیا یاد نے تیری ایسا
اُسکا احسان ہے بتا دے جو مرا نام مجھے

پوچھتا ہون یہ نکیرین سے مین بعد فنا
یاد کرتا ہے کبھی وہ بت گلفام مجھے

(۳۶۵) داغ یہ بات وہ سن لے تو غضب ٹوٹ پڑے (۹)
کہتے پھرتے ہو بلایا ہے سر شام مجھے

تیرے کوچے مین جو ہم بادیدۂ تر بیٹھتے
جوش طوفان سے زمین مین سیکڑون گھر بیٹھتے

چارہ گر بھی ہمنشین تمارا تکو ناصح بھی تھا
ورنہ بیتابی سے ہم کیا جانے کیا کر بیٹھتے

ہائے بیتابی شب وعدہ ترے مہجور کی
اکثر اوٹھتے ہمنے دیکھا اُسکو اکثر دن بیٹھتے

بڑگئی محفل تری کیا بے ادب بیقاعدہ
جو کھڑے رہتے تھے وہ اب ہین برابر بیٹھتے

غیر کے ہمراہ پھرتے ہو خدائی خوار تم
عار آتی ہے ہمارے پاس دم بھر بیٹھتے

جب کیا شکوہ کہ محفل مین رہے ہم تمسے دور
اُسنے جھنجھلا کر کہا کیا میرے سر پر بیٹھتے

گھر سے باہر ہی نہین آتے وہ خلوت دوست ہو
بیٹھتے چھپکر تو میرے دل کے اندر بیٹھتے

جسکی قسمت مین ہو گردش کسطرح بیٹھے کہین
ہمسے آوارہ ترے کوچے مین کیونکر بیٹھتے

۳۶۶ داغ تنے کیون کیا ہے نام وحشت کا خراب ۱۸
اس سے تو بہتر یہی تھا چین سے گھر بیٹھتے

سب اُسکے مقابل مرے داغ جگر آئے
خورشید قیامت کو بھی تارے نظر آئے

کچھ رنج کا مذکور نہ اے نامہ بر آئے
ایسا نہو الزام اُدھر کا ادھر آئے

وہ اپنے تصور سے یہان بیشتر آئے
ارمان بھرے دلمین الٰہی اثر آئے

حور و نسے ملا لو نمین کسی شوخ کی صورت
دم بھر کو اگر چرخ سے جنت اوتر آئے

کوئی ہو ترا شیفتہ ہو یہ نہ ہو وہ ہو
دل جائے اگر دل کیطرح سے جگر آئے

عادت ہی ہوئی رنج کی گو مرگ عدو کو
رونے سے ہمین کام کسی کی خبر آئے

حُسن آئینۂ عشق ہو عشق آئینۂ حُسن
مین تجکو نظر آؤن مجھے تو نظر آئے

رہ رہ کے وہ پچتائین کہ کیون اُسکو ستایا
تھم تھم کے مری آہ مین یارب اثر آئے

وہ کہتے ہین فرصت نہین ہمکو شب وعدہ
تم صبر کو اپنے ہی بلا لو اگر آئے

اُس بت کی جو یاد آئی ہمین خلد بریں مین — اُف کر کے جگر تھام لیا اشک بھر آئے
میری شبِ غم اُنکی شبِ وصل عدد ہے — جب یاں سحر آئے تو وہان بھی سحر آئے
تجھسے تو ستمگر ترے ارمان ہی اچھے — تو جا کے نہ آیا کبھی یہ عمر بھر آئے
فرصت جو ملی دفن سے پھر رنج کسے تھا — سنتے ہوے ساتھ اُنکے مری نوحہ گر آئے
موت آئی ہوئی ٹل بھی گئی آج تو پھر کیا — کیا عمر روان ہے کہ نہ بارِ دگر آئے
کم حلقۂ گیسو سے نہین دامِ تصور — جانے بھی نہ دون اُسکو وہ ابکی اگر آئے
ہر دل کی طلب ہے غمِ یار پریشان — جب ایک ہی مہمان ہو کس کس کے گھر آئے
ترسین گی اسے بھی شبِ فرقت مری آنکھین — رونا بھی جبھی تک ہے کہ خونِ جگر آئے

۳۶۷ — ۷

اے داغ گلہ غیر سے کیا بزم مین تمکو
جب دوست کہے آپکے دشمن کدھر آئے

اول تو رہے دور وہ نالون سے ہمارے — پاس آئے تو گھبرائے سوالون سے ہمارے
یہ کہتے ہین بلبل سے وہ گل ہاتھ مین لیکر — تو دیکھ ملاکر اسے گالون سے ہمارے
کیا برہنہ پا دشت مین لاکھون بھی نہونگے — کانٹونسے مگر چھیڑ ہے چھالونسے ہمارے
اتنا تو رہے پاس کہ محشر مین کہو تم — بولے نہ کوئی چاہنے والونسے ہمارے
ہر وقت نئی دھن ہے ہمین تازہ تصور — جاؤگے کہان بچکے خیالونسے ہمارے
کہتی ہین وہ آنکھین صفِ مژگان کو بڑھاکر — ہے کون جو روکش ہو رسالونسے ہمارے

۳۶۸ — ۱۱

اے داغ فلک دشمن ارباب ہنر ہے
ظالم کو خبر ہو نہ کمالون سے ہمارے

کام دورِ چرخ مین بگڑے ہوے اکثر بنے — تجھسے بنکر جب بگڑ جائے تو پھر کیونکر بنے

وصل مین بھی اُس سراپا ناز سے کیونکر بنے
ہر نگہ تلوار جسکی ہر مژہ خنجر بنے

کیا خبر تجکو ستم کرتا ہے کیا تیرا بگاڑ
اُسکے دل سے پوچھ جس کمبخت کے جی پر بنے

آرزو ہے حشر کے دن کان رکھکر وہ سُنین
نامۂ اعمال میرا شوق کا دفتر بنے

خانہ ویرانی مری منظور ہے تو اے فلک
روز بگڑے روز اُسکے دل مین میرا گھر بنے

عارضِ روشن کی پرتو سے عجب کیا ایکدن
گر چمک کر آئینہ اقبال اسکندر بنے

دشمنون کی جان پر کیونکر گرے یہ برقِ آہ
کسطرح سے آسمان میرا دل مضطر بنے

روزِ فردا ہوگی تیری رہگذر سے فتنہ خیز
ہر زمین کو یہ لیاقت کب ہے جو محشر بنے

دُردِ مے سے منھ بگاڑا تو نے اے زاہد عبث
میکدہ جنت نہین جو بادۂ اطہر بنے

رشک تو دیکھو مصور کے قلم کرتا ہے ہاتھ
اُسکی صورت سے اگر تصویر بھی بہتر بنے

۳۶۶ | گو وہ منھ آیا کیے تا دیر میٹھے تور ہے
۹ | داغ اُنکی بزم مین دانستہ ہم اکثر بنے

کیا رات دن ہے فکر کسی تازہ جور کی
کہتے ہین اپنی آپ نہ سُنتے ہین اور کی

کیا ناگہان جفائین تری یاد آگئین
بھولے سے اپنے حالمین جب مینے غور کی

آزردگی جو دل سے نہو تو گلہ نہین
رنجش بھی اک ادا ہے مگر طور طور کی

اُس فتنہ گر کو رحم تو کیسا ضد آگئی
جب ہمنے آہ کی تو جفا اُسنے اور کی

کیفیت زمانۂ جمشید دیکھ لین
ساقی پلا شراب کہن اگلے دور کی

کہتے ہین دیکھکر وہ مہ مصر کی شبیہ
اچھی ہے ایک شکل حسین اپنے طور کی

دنیا مین ایک ایک کا معشوق ہے جُدا
مین اُسکا خونگار طلب اُسکو اور کی

بہرِ عیادت آئے تو وہ کوس کر گئے
اچھا مرا علاج کیا اچھی غور کی

۳۷۰

معشوق آسمان تو نہین جس سے لین عوض
تدبیر داغ خاک کرین اُس کے جور کی

۱۵

نہین رُکتا جو طفل اشک گھبرا کر نکلتا ہے
الٰہی خیر گرتا ہے وہی جو دوڑ چلتا ہے

مرے زخم جگر کا بوسہ لیکر جب نکلتا ہے
لب سوفار کو غصے سے وہ چٹکی سے ملتا ہے

وہ ظالم غیر کے ہمراہ بن ٹھنکر نکلتا ہے
بن آتی بھی نہین کچھ اور اپنا جی بھی جلتا ہے

ملے محشر مین گر مجکو یہ کافی ہے عذاب اُسکو
کہ یارب وہ بت کافر مرے سائے سے جلتا ہے

پڑا ہون سنگ راہ دوست بنکر کوی دشمن مین
سُنا ہے آدمی کچھ ٹھوکرین کھا کر سنبھلتا ہے

اِدھر ٹھہرے اُدھر ٹھہری اسے دیکھا اُسے دیکھا
تماشا گاہ محشر مین ہمارا دل بہلتا ہے

فقط وعدے پہ دو بوسونکے دل لیکر وہ کہتے ہین
ہمارا بھی کچھ آتا ہے تمہارا کیا نکلتا ہے

وہ خلوت دوست ہون گھبرا کے مین تعظیم دیتا ہون
اگر دشمن بھی اُسکی بزم مین زانو بدلتا ہے

نہین ہوتی کسیکو بھی گوارا اپنی ناکامی
جسے تو بخشش دیتا ہے جہنم اُس سے جلتا ہے

ترا کوچہ ہے محشر یا کہ جنت کیا کہین اسکو
وہ جی اُٹھتا ہے جو اس راہ سے مردہ نکلتا ہے

گرہ سے نقد دل کھوتے ہین نقد عیش کی خاطر
قمار عشق مین کیا کیا ہمارا مال گلتا ہے

جنون نے اپنے گھر کو بھی نہ چھوڑا یہ جنون دیکھو
تپش سے داغ سودا کی دماغ اپنا پگھلتا ہے

یہانتک تیز رو ہون اے خضر مین راہ الفت مین
جو مجکو ضعف ٹھہرائے تو جانے کوئی چلتا ہے

جو انداز جفا کل تھا نہ دیکھا آج وہ یارب
نیا روز اک فلک میرے ستانیکو بدلتا ہے

۳۷۱

وہ سُنکر نالہ گھبرائے تو غیرون نے تسلی دی
نہین یہ داغ کی فریاد کوئی راہ چلتا ہے

۹

تہک تہک کے نہ بیٹھین گے نہ مرکے اُٹھینگے
اب ظلم نہ ہمسے دل مضطر کے اُٹھینگے

افسانۂ غم اُنکو سناؤن نہ سناؤن
ڈرتا ہون کہ وہ خواب مین بڑبڑ کے اُٹھینگے

چھیڑ ہے اگر تذکرۂ عشق تو سُن لو
یہ قصہ تو پورا ہی بیان کر کے اُٹھینگے

دنیا ہی مین کر پُرسش مظلوم الٰہی
بُت حشر مین اُٹھینگے تو پتھر کے اُٹھینگے

میکش تو چلے جائینگے جنت سے نکلکر
جبتک نہ مزے بادہ ساغر کے اُٹھینگے

بیکار ہے تقلید رہ شوق مین بیحد ہے
معلوم نتھا پاؤن نہ رہبر کے اُٹھینگے

دیکھینگے وہ جب ناز سے ہین نالہ کرونگا
فتنے یہ برابر سے برابر کے اُٹھینگے

قاتل ترے کُشتونکا سنبھلنا نہین آسان
وہ روز جزا بعد پھر بھر کے اُٹھینگے

۳۷۲

ہم لطف کے بندے ہین خدا کی قسم اے داغ
ہمسے نہ کبھی ناز ستمگر کے اُٹھینگے

۹

نہ سمجھا عمر گذری اُس بت خود سر کو سمجھاتے
پگھلکر موم ہو جاتا اگر پتھر کو سمجھاتے

ہماری کون سُنتا ہے وگرنہ ہم دم رخصت
اِدھر کچھ دلکو سمجھاتے اودھر دلبر کو سمجھاتے

چکھا دیتے مزہ منھ پھیر کر رُک رُک کے چلنے کا
جو بس چلتا تو اپنے ہاتھ سے خنجر کو سمجھاتے

تری رفتار کا انداز جسمین ہو بے کیونکر
دیا کر کسطرح ہنگامۂ محشر کو سمجھاتے

ہوئے ملزم ہمین سمجھا کے تم اے حضرت ناصح
سمجھکر بندہ پرور ایسے دانشور کو سمجھاتے

یہ ظالم تو ہزارون کوس ہمسے دور رہتا ہے
اگر ملتا تو کچھ ہم چرخ بداختر کو سمجھاتے

خدا جانے کہان ہے راہ اُلفت مین کہان پہونچے
جو ہوتا ہوش کچھ ہمکو تو ہم رہبر کو سمجھاتے

اگر یہ جانتے دعوی کرینگے بُت خدائی کا
تو اول ہی سے ہم کیا جانے کیا بنگر کو سمجھاتے

۷

شب فرقت تڑپنا داغ کا دیکھا نہین جاتا
گذر جاتی ہے ساری رات سارے گھر کو سمجھاتے

لائے گی پیچ زلف پریشان نئے نئے
یہ سادگی دکھائے گی سامان نئے نئے

یہ چاہتا ہے شوق خلش دلمین دمبدم
رہجائین ٹوٹ ٹوٹکے پیکان نئے نئے

سودا ہے زاہدونکو بھی اُس بت کے عشق کا
ہونے لگے ہین چاک گریبان نئے نئے

بیداد کو وہ داد کہین ظلم کو کرم
کیا کیا جتائے جاتے ہین احسان نئے نئے

لاؤن کہانسے مین تجھے اے عالم شباب
آتے ہین یاد ہائے وہ ارمان نئے نئے

اُن بدگمانیونکا مزہ دل سے پوچھیے
مجکو گمان تھے شب ہجران نئے نئے

لطف خزان ہے اور نہ لطف بہار ہے
گلشن نئے نئے ہین بیابان نئے نئے

تھام خدا سنبھالے ہین قاتل نے ہاتھ پاؤن
آئین کے زیر خنجر بران نئے نئے

گو جھوٹ جانتا ہون مگر یہ بھی لطف ہے
ہوتے ہین روز وعدہ و پیمان نئے نئے

واعظ ہمین تو رنج نہین بلکہ ہے خوشی
دیکھینگے روز حشر ہم السنان نئے نئے

۳۷۴ ہے اُنکو وہم داغ سے یہ لوگ مل نہ جائین
۹ ہر روز بدلے جاتے ہین دربان نئے نئے

اوڑتی ہے خاک جبکہ ترے خاکسار کی
مشت غبار یہ بھی نہین سنتا سوار کی

یان تک تو عاشقی مین لٹے ہم کہ بعد مرگ
مٹی بھی اوڑ گئی ہے ہمارے مزار کی

بیچین ہو کے شوخ وہ معشوق ہو گیا
جس پر پڑے نگاہ ترے بیقرار کی

طرز جفا پسند ہے یا شیوۂ وفا
دونون مین تمنے کونسی بات اختیار کی

دشمن کی بات کا بھی تو ہونے لگا یقین
کچھ حد نہین رہی ہے مرے اعتبار کی

ہم کیا گئے جہان سے آزار ہی گیا
وہ بات ہے نہین ستم روزگار کی

شیخ حرم کو چاہیے کچھ تحفہ ہند کا
تصویر بیہدونگا بت میگسار کی

اُس بت پہ احتمال ہے تصویر کا مجھے | عادت گئی نہ وصل مین بھی انتظار کی

۳۷۵ | ۱۴

مجھ سے گناہ گار کو کیا کیا عطا کیا
اے داغ کیا ہی شان ہے پروردگار کی

آشفتگی کسی کی اثر کچھ تو کر گئی | بن بن کے رخنہ زلف تمھاری بکھر گئی
کیا کہیے کس طرح سے جوانی گذر گئی | بدنام کرنے آئی تھی بدنام کر گئی
نخل مراد پھونک دیا آہِ گرم نے | آیندہ آفرینش برگ و ثمر گئی
نیرنگ روزگار سے بدلا نہ رنگِ عشق | اپنی ہمیشہ ایک طرح پر گذر گئی
صحت خدا کے ہاتھ ہے بیمارِ عشق کی | اپنی طرف سے تو تو نہ کر چارہ گر گئی
سجدے کو برہمن نے نہ چھوڑی کہین جگہ | کیون تبکدے مین خلق خدا آکے بھر گئی
کیا کیا رہی سحر کو شب وصل کی تلاش | کہتا رہا ابھی تو یہین تھی کدھر گئی
وقت نظارہ کی کشش حسن نے کمی | آنکھون کو لیکے ساتھ نہ میری نظر گئی
زاہد شراب ناب کی تاثیر کچھ نہ پوچھ | اکسیر ہے جو حلق کے نیچے اوتر گئی
میری شب فراق یہ کعبے مین شور ہے | یارب غضب ہوا کہ نماز سحر گئی
دم بھر مین کچھ بھی یاد نہین اسکو کیا کرون | ناصح نے جو کہی مرے دل سے اوتر گئی
رہتی ہے کب بہار جوانی تمام عمر | مانند بوے گل ادھر آئی ادھر گئی
کیونکر پڑے گا صبر الٰہی رقیب پر | گر بعد مرگ میری طبیعت ٹھہر گئی

۳۷۶ | ۱۷

اے داغ کیا کہون شب فرقت کی واردات
جو میرے ہاتھ سے مرے دل پر گذر گئی

حجت ہے جرم دل کے گواہی مین رہگئی | آلودہ انکی مہر سیاہی مین رہگئی

تمکین جو اُسکی شوخ نگاہی مین رہگئی
کچھ دیر میرے دل کی تباہی مین رہگئی

سیر مقام عشق تباہی مین رہ گئی
منزل کی آرزو دل راہی مین رہگئی

دیکھا جو روز حشر کسی بُت کو مضطرب
چل کر زبان ہستم کی گواہی مین رہگئی

کیا کر سکے اثر دل بسمل کی نیم آہ
تیغ شکستہ دست سیاہی مین رہگئی

آتا ہے رحم تو بہ پر اپنی مجھے بہت
کمبخت یہ نہ حفظ الٰہی مین رہگئی

رہتا ہے نام صاحب سوز و گداز کا
تاثیر شعر اشکی و آہی مین رہگئی

ہر آبلے مین خار ہے ہر خار نیشتر
وحشت کی نوک خوب تباہی مین رہگئی

مُنھ پھیر دے گا دل صف مژگان یار کا
گر جان اس دلیر سپاہی مین رہگئی

زاہد کو بندگی کا نتیجہ تو مل گیا
گردن خمیدہ یاد الٰہی مین رہگئی

تیرے دہن سے چشمۂ حیوان ہے آب پر
پر اُسکی آبرو تو سیاہی مین رہگئی

پورا ہو کوئی کام مصیبت نہ دو لنسے کیا
جو رہگئی مراد تباہی مین رہ گئی

ہجر صنم مین کیون نہ خدا کو کیا گواہ
یہ چال ہمسے ایسی گواہی مین رہگئی

شیرین آدائی آپ کی میٹھی چھری سہی
چل کر ہمیشہ تلخ نگاہی مین رہگئی

کیا لکھ رہے تھے دیکھکے مجکو جو تھم گئے
کیون نوک خامہ غرق سیاہی مین رہگئی

رکتے ہین وہ تاب سے بھی تیز رو کہین
پانی مین کب گرہ پر ماہی مین رہگئی

۳۷۷

اے داغ اہل قلعہ کا لٹنا تو در کنار
تنخواہ بھی خزانۂ شاہی مین رہگئی

۹

وصل کی آرزو کیے نہ بنی
نہ بنی جستجو کیے نہ بنی

شوق نے ہم کلام کر ہی دیا
اُنسے بے گفتگو کیے نہ بنی

اُسنے جب شکوہ کر لیا تسلیم — ہم کو بے سر فرو کیے نہ بنی
جب رُکا خون بن گئی دم پر — چاک دل کو رفو کیے نہ بنی
ذلتِ عشق ہے دہانِ عرب — شکوۂ آبرو کیے نہ بنی
بدگمان کو گمانِ بدگذرا — وصف روے نکو کیے نہ بنی
پاک ہونا ہے رند کو لازم — میکشی بے وضو کیے نہ بنی
قتل ٹھہرا جو شیوۂ معشوق — اسمین دل کو لہو کیے نہ بنی

۳۷۸ — ۱۰

اُسکی تصویر سے بھی تھا یہ خوف
داغ کو گفتگو کیے نہ بنی

کیا طرزِ کلام ہو گئی ہے — ہر بات پیام ہو گئی ہے
کچھ زہر نہ تھی شراب انگور — کیا چیز حرام ہو گئی ہے
آگے تو نہین نہین سُنی تھی — اب تکیہ کلام ہو گئی ہے
جاتے جاتے پیام بر کو — ہر صبح سے شام ہو گئی ہے
اب دیکھیے مشق پائمالی — تعریف خرام ہو گئی ہے
پہونچے ہین جب اُسکی بزم مین ہم — مجلس ہی تمام ہو گئی ہے
عالم کو ہے دعوئ محبت — یہ خاص بھی عام ہو گئی ہے
اُس بت کے ہمین نہین ہین بندے — مخلوق غلام ہو گئی ہے
برباد نہو گی تیری الفت — تجویز مقام ہو گئی ہے

۳۷۹ — ۱۲

جاگیر جنون کو قیس کے بعد
اب داغ کے نام ہو گئی ہے

شمع روشن ہے ہماری آہ سے
لو لگائے بیٹھے ہین اللہ سے

چلتے ہین کیسا وہ رستہ کاٹ کر
جب گذرتے ہین ہماری راہ سے

کیون نہ رکھون مین تبرک کی طرح
غم ملا ہے عشق کی درگاہ سے

ایک بوسے پر ہمین ٹالین نہ آپ
کچھ علاوہ دیجیے تنخواہ سے

مانگ کر تجکو بہت نادم ہوا
مانگنا تھا اور کچھ اللہ سے

شادی و غم ہمکو یکسان ہوگئی
آہ سے غمگین نہ خوش ہین آہ سے

خوبصورت ہوکے تم لڑنے لگے
بحث ہے دن رات مہر و ماہ سے

چاہنے والون کی صورت دیکھ لی
موت بہتر ہے تمہاری چاہ سے

قبر پر میری پڑھے کیا فاتحہ
جو نہ ہو آگاہ بسم اللہ سے

آئی تھی جو بات تیرے ذہن مین
کوئی چھپتی ہے دل آگاہ سے

تو نے واعظ زندگی دشوار کی
کیون کیا واقف خدا کی راہ سے

۳۸۰ داغ اُس کافر کی نخوت دیکھنا ۱۱
غیر کیا کم ہے زمرد شاہ سے

طرز قدسی مین کبھی شیوۂ انسانمین کبھی
رنج مین رنج کار احت مین راحت کا شریک
دل مین بے لطف رہی خار تمنا کی خلش
دم مرا لیکے ستمگار کرے گا تو کیا
وار کرتے ہی بہا زخم مین قاتل نے نمک
دل کے لینے مین تو یہ شوخی و چالاکی ہے

ہم بھی اک چیز تھے اس عالم امکانمین کبھی
خاک ساحل مین کبھی موج ہون طوفانمین کبھی
نوک بنکر نہ رہا یہ کبھی مژگان مین کبھی
یہ رہے گا نہ ترے خنجر براں مین کبھی
تیغ پر ہاتھ کبھی ہے تو نمکدان مین کبھی
تم سے جیتی نہ ولی سستی پیمانمین کبھی

بات کیا خاک کرے وصل مین تیرے ڈر سے
جسنے نالہ نہ کیا ہو شبِ ہجران مین کبھی

دلِ آشفتہ کے انداز سے معلوم ہوا
رہ گیا ہے یہ تری زلفِ پریشان مین کبھی

خضر سے مینے جو کین جوشِ جنوں کی باتین
ایسے نکلے کہ نہ آئے تھے بیابان مین کبھی

مجکو اندازِ تمنا سے یقین ہوتا ہے
دم نکلجائے گا اس حسرتِ ارمان مین کبھی

۳۸۱ اللہ اللہ رے تری شوخ بیانی اے داغ
۱۳ سُست اک شعر نہ دیکھا ترے دیوان مین کبھی

ہوا جو اُنکی خموشی سے کچھ ملال مجھے
جواب دینے لگی طاقتِ سوال مجھے

وفا شعار یہ معشوق ہے خدا رکھے
کہ چھوڑتا نہین دم بھر ترا خیال مجھے

غمِ عدو مین نہ گھبراؤ ہے یہ دورِ فلک
کبھی ملال تمھین ہو کبھی ملال مجھے

فلک نے لوٹکے لٹوا دیا حسینون سے
سمجھ لیا کسی مردی کا اسنے مال مجھے

کسی کے دل سے کسی کی نظر سے گرتا ہون
سنبھالنا ہے تو اے آسمان سنبھال مجھے

امید بوسہ ہے پھر بھی اگرچہ ہے یہ یقین
بہت ذلیل کرے گا مرا سوال مجھے

صدائے نالۂ شبِ وصل بھی نہ دے سکی
پکارتی تھی یہ حسرت مری نکال مجھے

خبر نہین کفِ نازک کا رنگ کیا ہوگا
خرامِ ناز سے ہونا ہے پائمال مجھے

پلا دے بزم مین ساقی اسے شراب اتنی
وہ مست ناز کہے مجھسے تو سنبھال مجھے

نکالا تو نے محبت کی اور کیا حاصل
کچھ انفعال تمھین ہو کچھ انفعال مجھے

وہ کہتے ہین کہ یہ صورت نہ ہوگی محشر مین
کہا یہ مینے دکھانا ہے کل یہ حال مجھے

کیے ہین دشت مین پامال سیکڑون کانٹے
سکھا گئی تری رفتارِ خوب چال مجھے

۳۸۲ اسیرِ حلقۂ کاکل نہ ہو اے داغ
۲۱ مری خدا نے بچایا ہے بال بال مجھے

سبق ایسا پڑھا دیا تو نے — دل سے سب کچھ بھلا دیا تو نے
ہم نکمے ہوے زمانے کے — کام ایسا سکھا دیا تو نے
کچھ تعلق رہا نہ دنیا سے — شغل ایسا بتا دیا تو نے
کس خوشی کی خبر سنا کے مجھے — غم کا پتلا بنا دیا تو نے
لاکھ دینے کا ایک دینا ہے — دل بے مدعا دیا تو نے
کیا بتاؤں کہ کیا لیا مین نے — کیا کہو نہین کہ کیا دیا تو نے
بے طلب جو ملا ملا مجھکو — بے غرض جو دیا دیا تو نے
عمر جاوید خضر کو بخشی — آبِ حیوان پلا دیا تو نے
نارِ نمرود کو کیا گلزار — دوست کو یون بچا دیا تو نے
دستِ موسیٰ مین فیضِ بخشش سے — نور و لوح و عصا دیا تو نے
صبح سوجِ نسیمِ گلشن کو — نفسِ جانفزا دیا تو نے
شبِ تیرہ مین شمعِ روشن کو — نورِ خورشید کا دیا تو نے
نغمۂ بلبل کو رنگ و بوئے گل کو — دلکش و خوشنما دیا تو نے
کہین مشتاق سے حجاب ہوا — کہین پردہ اوٹھا دیا تو نے
تھا مرا منھ نہ قابلِ لبیک — کعبہ مجکو دکھا دیا تو نے
جسقدر مین نے تجھسے خواہش کی — اُس سے مجکو سوا دیا تو نے
رہبرِ خضر و ہادیِ الیاس — مجکو وہ رہنما دیا تو نے
مٹگئے دل سے نقشِ باطل سب — نقشہ اپنا جما دیا تو نے
ہے یہی راہ منزلِ مقصود — خوب رستے لگا دیا تو نے

مجھ گنہ گار کو جو بخش دیا | تو جہنم کو کیا دیا تو نے

۳۸۳ | دل داغ کو کون دینے والا تھا | ۱۳
جو دیا اے خدا دیا تو نے

جور کے بعد ہے کیوں لطف یہ عادت کیا ہے | تم تلافی جو کرو اس کی ضرورت کیا ہے
ایک دن مان ہی جاؤ گے ہمارا کہنا | تم کہے جاؤ یہی تیری حقیقت کیا ہے
وعدۂ وصل سے انکار ہے تو قتل کرو | تم سے ہم پوچھتے ہیں اسمیں قباحت کیا ہے
آدمی کہتے ہیں کس کو راحت کا نی | گھر کرے دل میں جو انسان تو جنت کیا ہے
جان تک دیتے ہیں عشاق تو دولت کیسی | گنج قارون کی محبت میں حقیقت کیا ہے
پوچھ لیتے ہیں یہ دستور ہے جلادوں کا | مجھسے قاتل نے نہ پوچھا تری حسرت کیا ہے
اے ستمگار اسے روز جزا کہتے ہیں | ابھی سمجھا ہی نہیں تو کہ قیامت کیا ہے
رحمت عام کا اظہار ہے اس پردے میں | ورنہ پھر بندہ نوازی کی ضرورت کیا ہے
بوسہ مانگا تو کہا اُسنے بدل کر حیتون | آپ کو یہ بھی خبر ہے مری عادت کیا ہے
اُسپہ آتی ہے کہ جو لاکھ میں ایک اچھا ہو | مجکو ہے ناز کہ میری بھی طبیعت کیا ہے
ہائے کیا تھا وہ زمانہ کہ تم آگاہ نہ تھے | شکر کس چیز کو کہتے ہیں شکایت کیا ہے
حشر تک وہ تو نہ آئینگے کبھی وعدے پر | نہیں آتی جو قیامت تو یہ آفت کیا ہے

۳۸۴ | کیا کہوں کس سے کہوں دل کی حقیقت اے داغ | ۱۳
سب ہی پوچھتے ہیں کہیے تو حضرت کیا ہے

تڑپنے سے دل بیتاب کوئی غم نکلتا ہے | ٹھہر جا صبر کر مضطر نہو کیوں دم نکلتا ہے
وہ گھبراتے نہیں کیا جب ہمارا دم نکلتا ہے | گمان یہ ہے کہ دم کے ساتھ کا غم نکلتا ہے

جو آئے نامہ بر رشک عدو کا ذکر کہدینا
یہ کینہ صاحب غیرت کے دل سے کم نکلتا ہے

ہزارون حسرتین سر پیٹتی ہین خانۂ دل مین
الٰہی دیکھیے اس گھر سے کب ماتم نکلتا ہے

نظر کر دیدۂ مشتاق پر یاد کھ آئینہ
تجھے بھی کچھ خبر ہے تجھ مین کیا عالم نکلتا ہے

نہین ہے رنگ خون غصہ ہی رنگت سرخ ہے اُسکی
مرے سینے سے پیکان بھی ترا برہم نکلتا ہے

کوئی کیا نبض دیکھے دستگیری کیا کرے قسمت
ترے بیمار غم کا ہاتھ پکڑے دم نکلتا ہے

امید فاتحہ کیا کشتۂ تیغ تغافل کو
کہ میری قبر سے منھ پھیر کر عالم نکلتا ہے

نہین لیتا خدا کا نام تیرے عہد مین کوئی
گلہ تیرا زبان خلق سے پیہم نکلتا ہے

نکلتا خلد سے روتا ہوا گر آدمی ہوتا
رقیب اُسکی گلی سے کیون خوش و خرم نکلتا ہے

کجی اُن گیسوؤن کی دست شانہ کیا نکالیگا
کہین یہ ٹیڑھ جاتی ہے کہین یہ خم نکلتا ہے

وہ میرا ذکر کیون کرتے ہین غیرونکے جلانے کو
اگر ڈھونڈھو تو ایسا آدمی بھی کم نکلتا ہے

۱۳ ۲۸۵

تلون اسقدر اے داغ پھر یہ صبر کے دعوے
گھڑی مین توبہ کرتے ہو گھڑی مین دم نکلتا ہے

فسردہ دل کبھی خلوت نہ انجمن مین رہے
بہار ہو کے رہے ہم تو جس چمن مین رہے

شریک آہ و فغان بھی سخن سخن مین رہے
جو مین رہون تو بڑی دھوم انجمن مین رہے

مقابلہ ہے رقیبون سے روز محشر بھی
چھپا ہوا کوئی خنجر مرے کفن مین رہے

مجھے یہ ڈر ہے کہ ایمان لے نہ آئین لوگ
خدا کرے غلطی کچھ مرے سخن مین رہے

ملی جو بیوطنی مین ذرا بھی آسایش
عقیق جا کے عدن مین گھر یمن مین رہے

ترا وہ حسن ہے اے شعلہ رو جو تو چاہے
بغیر شمع کے پروانہ انجمن مین رہے

ہر ایک فتنہ بنے فتنۂ قیامت کیا
مگر وہی جو تری چشم سحر فن مین رہے

جنوں سے کیا ہمیں عقبیٰ میں شرمساری ہے
کہ پیرہن سے جو نکلے تو ہم کفن میں رہے

رہا نہ دامنِ یوسف میں داغ عصیاں کا
اگرچہ خون کے دھبے تو پیرہن میں رہے

زبان دے نہ عدو کو کہ یہ تو وہ شئے ہے
ترے دہن میں رہے یا مرے دہن میں رہے

رہی علیحدہ شیریں تو اے فلک افسوس
نفاق خسرو پرویز و کوہکن میں رہے

ملا دے آسمیں لعابِ دہن کچھ اے ساقی
کہ تازگی بھی ذرا سی مئے کہن میں رہے

۳۸۶ مسافری میں جب آرام پاؤ گے اے داغ
۱۴ کہ تم سفر میں رہو آسمان وطن میں رہے

زمانہ ہے خفا مجھسے کہ تم سے
گلے پر ہے گلا مجھسے کہ تم سے

ستم سے باز آؤ ورنہ اکدن
یہ پوچھیگا خدا مجھسے کہ تم سے

مجھے معلوم تھا یا تمکو معلوم
وہ راز افشا ہوا مجھسے کہ تم سے

نہ کہنا پھر کہ ہم قاتل نہیں ہیں
ہوا خونِ حنا مجھسے کہ تم سے

رقیبوں سے یہ کہتا ہوں سرِ بزم
وہ بیٹھے ہیں خفا مجھسے کہ تم سے

چھپا کیوں چاند بدلی میں شبِ وصل
اسے آئی حیا مجھسے کہ تم سے

خدا جانے محبت کو سرِ حشر
پڑے گا واسطہ مجھسے کہ تم سے

۳۸۷ مرا کہنا نہ مانا داغ تم نے
۹ اُنھوں نے کی دغا مجھسے کہ تم سے

ذکر میرا اگر آجاتا ہے
سُن کے وہ صاف اوڑا جاتا ہے

غم ترا حصّہ ہے میرا لیکن
دل چُرا کر اسے کھا جاتا ہے

تھک گیا درد بھی اُٹھتے اُٹھتے
اب کلیجے میں رہا جاتا ہے

کیا نزاکت ہے کہ آئینے مین عکس کے ساتھ کھنچا جاتا ہے
ناز سے کھینچ نہ مجھ پر تلوار غیر مشتاق ہوا جاتا ہے
ایک ہے تیری نگہ میری آہ کہین ایسون لنسے رہا جاتا ہے
حسرتین دل کی مٹی جاتی ہین قافلہ ہے کہ لٹا جاتا ہے
راہ مین گر نہ پڑے خط یارب نامہ بر مثل ہوا جاتا ہے

۳۸۸ داغ گو دیکھ کے بولے یہ مخلص ۱۳
آپ ہی آپ جلا جاتا ہے

تلوار تری روان بہت ہے تھوڑا ابھی لو امتحان بہت ہے
اے داورِ حشر کل کہون گا دن کم ہے یہ داستان بہت ہے
کچھ آہ کے حوصلے نکلتے نیچا مگر آسمان بہت ہے
بگڑا ہے مرے مزاج کا رنگ بیتاب مزاجدان بہت ہے
اے نامہ بر آنہ جائے آفت چالاک تری زبان بہت ہے
دامن پہ ترے لگی رہے خاک اتنا ہی مرا نشان بہت ہے
دل تنگ سہی پر اے تمنا مر رہنے کو یہ مکان بہت ہے
جنت مین کہین گے تیرے عاشق تکلیف ہمین یہان بہت ہے
کونین کے لطف کس سے اٹھین محجوبِ غمِ دو جہان بہت ہے
انکار رقیب سے بھی ہو گا یہ فقرا تمھین روان بہت ہے
اک کوہِ گران ہے عشق لیکن اسکو دلِ ناتوان بہت ہے
الفت مین نہین ہے صبر نایاب یہ چیز مگر گران بہت ہے

۳۸۹ باطن کی خبر خدا کو ہے داغ ۱۶
ظاہر مین وہ مہربان بہت ہے

کعبے کی ہے ہوس کبھی کوئے بتان کی ہے — مجکو خبر نہین مری مٹی کہان کی ہے
سُنکر مرا فسانہ اُنھین لطف آگیا — سُنتا ہون اب کہ روز طلب قصہ خوان کی ہے
بیغامبر کی بات پر آپس مین رنج کیا — میری زبان کی ہے نہ تمھاری زبان کی ہے
کچھ تازگی ہو لذتِ آزار کے لیے — ہر دم مجھے تلاش نئے آسمان کی ہے
جان بر بھی ہو گئے ہین بہت مجھسے نیم جان — کیا غم ہے اے طبیب جو پوری دُکان کی ہے
حسرت برس رہی ہے ہمارے مزار پر — کہتے ہین سب یہ قبر کسی نوجوان کی ہے
وقت خرام ناز دکھا دو جُدا جُدا — یہ چال حشر کی یہ روش آسمان کی ہے
فرصت کہان کہ ہمسے کسی وقت تو ملے — دن غیر کا ہے رات تری پاسبان کی ہے
قاصد کی گفتگو سے تسلی ہو کس طرح — چھپتی نہین وہ بات جو تیری زبان کی ہے
جور رقیب و ظلم فلک کا نہین خیال — تشویش ایک خاطر نامہربان کی ہے
سُنکر مرا فسانۂ غم اوسنے یہ کہا — ہو جائے جھوٹ سچ یہی خوبی بیان کی ہے
دامن سنبھال باندھ کمر آستین چڑھا — خنجر نکال دل مین اگر امتحان کی ہے
ہر ہر نفس مین دل سے نکلنے لگا غبار — کیا جانے گرد راہ یہ کس کارروان کی ہے
کیونکر نہ آتے خلد سے آدم زمین پر — موزون وہین وہ خوب ہے جو سرزمین کی ہے
تقدیر سے یہ پوچھ رہا ہون کہ عشق مین — تدبیر کوئی بھی ستم ناگہان کی ہے

۳۹۰ اُردو ہے جسکا نام ہمین جانتے ہین داغ ۹
ہندوستان مین دھوم ہماری زبان کی ہے

غم اُٹھانے کے واسطے دم ہے — زندگی ہے اگر تو کیا غم ہے
آئے ہین وہ رقیب کے گھر سے — اک خوشی ہے تو ایک ماتم ہے
کہتے ہو کچھ کہو کہون کیا خاک — جانتا ہون مزاج برہم ہے
گریۂ بے اثر کی کچھ حد بھی — ہم ہین اور آج چشم پرنم ہے
کیا نئے دوستون سے بگڑے آج — دشمنون کا کچھ اور عالم ہے
مجکو دیکھا تو غیر سے یہ کہا — عمر اس نوجوان کی کم ہے
گر خوشی ہے تو وصل کی ہی خوشی — غم اگر ہے تو ہجر کا غم ہے
اک جہان مہربان ہوا تو کیا — مہربانی تری مقدم ہے
سُنتے ہین داغ کل وہ آئے تھے — بارے اب تو سلوک باہم ہے

رباعیات

لبریز ہے حسرتون سے میرا سینا — ہر روز مجھے ہے خون جگر کا پینا
کرتا ہون دعا کہ یا الٰہی اب تو — منظور نہین ہے اس طرح کا جینا

ولہ

بیگانہ یہان ہر اک یگانہ دیکھا — اپنے مطلب کا سب زمانہ دیکھا
جسکو دیکھا غرض غرض کا اپنے — دنیا کا عجیب کارخانہ دیکھا

ولہ

دنیا مین کب انسان کی حاجت نکلی — حسرت ہی رہی کوئی نہ حسرت نکلی
جتنے تھے قیامت کی توقع پر ہم — خود وقت کی محتاج قیامت نکلی

ولہ

میں رطب کو دیکھوں تو وہ یابس ہو جائے
ہاتھوں میں مرے آکے درم داغ بنے

پر کھوں زر خالص کو اگر مس ہو جائے
قارون بھی مرے سائے سے مفلس ہو جائے

ولہ

کہتے تھے نہ عشق بت خود کام کرو
بیتابیٔ دل کی ہے شکایت ناحق

پہلے ہی سے اندیشۂ انجام کرو
اے داغ بس اب قبر میں آرام کرو

ولہ

کیا جانے کوئی زاہدوں کی گھاتوں کو
دن کیوں نہ بڑھے رات نہ کیونکر کم ہو

تسخیر ذرا چاہیے ان بالوں کو
روزوں کے عوض کھاتے ہیں راتوں کو

ولہ

نواب نے کی جو قدردانی میری
لیکن یہ خبر نہ تھی کہ وقت پیری

اے داغ گذر گئی جوانی میری
مر مر کے کٹے گی زندگانی میری

تمت

واضح رہے کہ حق تصنیف دیوان گلزار داغ کا باضابطہ رجسٹری ہو گیا
کوئی صاحب قصد طبع و انتخاب فرمائیں

العبد
نور احمد مالک مطبع محمدی تیغ بہادر لکھنؤ محلہ نواب گنج

خمسہ بر غزل نواب والا خطاب جناب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر فردوس مکان

کہتے تھے وہ بشر کو جو دل دے بشر غلط
دیوانہ ہو کسی کا کوئی سر بسر غلط
شامت جو آئے اُنکا بیان جان کر غلط
مین نے کہا کہ دعوی الفت مگر غلط

کہنے لگے کہ ہان غلط اور کسقدر غلط

ہوتے ہین ایک بات کی تہ مین ہزار جھوٹھ
تصدیق کیجیے تو بس انجام کار جھوٹھ
اور پھر ڈرائین بول کے بے اعتبار جھوٹھ
تاثیر آہ و زاری شبہائے تار جھوٹھ

آوازۂ قبول دعائے سحر غلط

یا لب پہ کوئی قطرۂ مے جم کے رہگیا
یا کچھ عیان ہوا اثر گرمیٔ غذا
یا جھوٹھ بولنے کی خدا نے یہ دی سزا
سوز جگر سے ہونٹ پہ تبخالہ افزا

شور فغان ہے مجنبش دیوار و در غلط

ہان سچ نہین حکایت حال زبون دروغ
ہان شکوہ و شکایت صبر و سکون دروغ
ہان سر بسر دماغ مین جوش جنون دروغ
ہان سینے سے نمایش داغ درون دروغ

ہان آنکھ سے تراوش خون جگر غلط

ہان بے بسی مین جرم و خطا کچھ نہ کیجیے
تسلیم و عاجزی کے سوا کچھ نہ کیجیے
ظاہر سوائے مہر و وفا کچھ نہ کیجیے
آجائے کوئی دم مین تو کیا کچھ نہ کیجیے

عشق مجاز و چشم حقیقت نگر غلط

آگے نہ تھے زمانہ مین حجاب فریب ہین
ایمان و دین و ملت و مذہب فریب ہین

چلتے ہوے بہانے ہین بیڈھب فریب ہین | بوس و کنار کے لیے یہ سب فریب ہین

اظہار پاک بازی و ذوق نظر غلط

یہ کذب یہ دروغ یہ بہتان الامان | کیا جھوٹ بولنے کو ملی ہے انھین زبان
شاعر طرار ہے ہین زمین اور آسمان | لو صاحب آفتاب کہان اور ہم کہان

احمق نہین نہ سمجھین ہم اسکو اگر غلط

معدوم تو وہ شئے ہے جسے لاکھ نکتہ چین | ثابت کرین ہزار وہ ثابت نہو کھین
یہ بات کیا کہ دل تو نہو اور ہو حزین | سینے مین اپنے جانتے ہو تم کہ دل نھین

ہمکو سمجھتے ہو کہ ہے اسکی کمر غلط

کیا ہو یقین جو کوئی کہے دلکو رات ہے | ہم جانتے ہین سچ ہے بے شبہ گھات ہے
ایسے مبالغے سے غرض التفات ہے | کہنا ادا کو تیغ خوشامد کی بات ہے

سینے کو اپنے اُس کے سمجھنا سپر غلط

اک آہ سرد بھر کے کیا طور بے خودی | اُسکو دیا یہ دم کہ تجھے جان نذر کی
لو دینے والے ہوتے ہین ایسی ہی تو سخی | مٹھی مین کیا دھری تھی کہ چپکے سے سونپ دی

جان عزیز پیش کش نامہ بر غلط

اعجاز تو نھین کہ جو قائل ہون خاص و عام | گر کہیے شعبدہ ہے محبت تو بس سلام
اب امتحان سہی چلو قصہ ہو اتمام | پوچھو تو کوئی مر کے بھی کرتا ہے کچھ کلام

کہتے ہو جان دی ہے سرہ گذر غلط

احرت پہ رونے والے مقرر ہین جا بجا | میت کو ڈھونڈھیے تو عدم تک نھین پتا
یاران اس خیال سے کھین ٹھوکرین نہ بیوفا | ہم پوچھتے پھرین کہ جنازہ کدھر گیا

مرنے کی اپنی روز اوڑانی جب غلط

کیونکر برابر آنکھ کے نرگس کو مانیے
کس طرح بر ہو کے خلد سے مجلس کو مانیے
سارے بیانمین ہے غلطی کس کو ملنیے
آیت نہین حدیث نہین جس کو مانیے

ہے نظم نثر اہل سخن سر بسر غلط

جو عرض کی تھی داغ نے آخر وہی ہوا
کوئی خفا ہو آپ کو ہے چھیڑ کا مزا
دیکھا نہ آخر آج وہ بد خو برس پڑا
یہ کچھ سنا جواب مین ناحق ستم کیا

یہ کیون کہا کہ دعوے الفت مگر غلط

خمسہ دیگر

مدعی کون وہان دخل کسی کا کیسا
اپنے سایے سے بھی بچتا تھا وہ کیسا کیسا
دیکھتے دیکھتے پلٹا ہے زمانا کیسا
جلد جم جاتا ہے ہر شخص کا نقشا کیسا

سادہ دل ہے وہ بت آئینہ سیما کیسا

طعن کرتے ہین زلیخا پہ نہ تھی اُسکو نظر
اور فرہاد تھا مزدور کہ ڈھوئے پتھر
میری شامت ہے دکھادون جو اُنھین داغ جگر
مین تو کس گنتی مین ہون قیس کا قصہ سُنکر

کہتے ہین یہ بھی اک انداز ہے سودا کیسا

لوگ ہمسائے کے سب جمع پریشان خاطر
لاش پر روتے ہین ہوتا نہین قاتل ظاہر
اُنکی سُنیے تو حقیقت ہے نہایت نادر
کرکے خون ایک کا جا بیٹھے ہین گھر مین اوروں کے

پوچھتے ہین کہ مرے در پہ ہے غوغا کیسا

یون تو چیزین ہین جہان مین بہت ایسی ویسی
دیکھیے چشم حقیقت سے یہ شئے ہے جیسی
کس نے دیکھی ہے بجز اسکے تجلی ایسی
جلوۂ حسن بتان کی ہے نمایش کیسی

اے دل اس باغ کا ہوگا چمن آرا کیسا

جو دکھانا ہی دکھا کل کی عوض آج شتاب
مین نہین وہ کہ جو موسی کیطرح لاؤن تاب
مجھسے دیدار طلب ہونگے جہانمین کمیاب
ذوق دیدار مین بیخود ہون مگر مجھسے حجاب

اوٹھ گیا بیچ سے جب مین ہی تو پردا کیسا

قیس صحرائی و فرہاد تھا کوہستانی
پاس ننگون کے دھر کیا تھا بجز عریانی
ایسے سامان ہون تو کس چیز کی ہو حیرانی
تپش و زاری و تنہائی و سرگردانی

گھر مین سب کچھ ہمین موجود ہے صحرا کیسا

جوشش عشق نہانی ابھی دیکھی کیا ہے
شدت اشک فشانی ابھی دیکھی کیا ہے
ہے تمھین سیر دکھانی ابھی دیکھی کیا ہے
میرے اشکونکی روانی ابھی دیکھی کیا ہے

گفتگو نوح کے طوفان مین ہے دریا کیسا

تھا مین اک بندہ آسائش و صد عیش طلب
مجکو کیا غم سے غرض اور الم سے مطلب
آسمان ٹوٹ پڑا ہائے ستم وائے غضب
اور دکھ درد اگر ہون تو بھگت لون یارب

مجکو بخشا ہے غم حوصلہ فرسا کیسا

جسمین انصاف ہو ضد ہو نہ طبیعت مین ذرا
لوگ دکھ درد بیان کرتے ہین اوس سے اپنا
لطف کیا اے دل نادان اُسے سمجھانی کا
جو ستمگار نہ ہو معتقد مہر و وفا

کیا وہ سمجھے کہ غم عشق ہے ہوتا کیسا

جھونٹھی جانتے ہین قیس کے مرجانے کو
جان دیتے نہین دیکھا کسی دیوانے کو
خیر سے کھیل سمجھتے ہین وہ مرجانے کو
شمع پر دیکھکے گرتے ہوئے پروانے کو

پوچھتے ہین کہ یہ ہوتا ہے تماشا کیسا

داغ کیا عرض کرین گے یونہین ساری خدام ہے تعجب نہ رہی آپ کو فکر انجام
نقد دل بخشدیا جبکہ بطور انعام طلب بوسہ مین کیا چاہیے ناظم ابرام

دیچکے دل ہی تو پھر اُس سے تقاضا کیسا

مخمس بر غزل جناب مستطاب ہلال رکاب انجم خدم نواب کلب علی خانصاحب بہادر دام ملکہم واقبالہم

رہی ہے برق عالم سوز آہ آتشین برسون اُٹھا طوفان جوش چشم تر سے ہر کہین برسون
مری فریاد سے گھبرائے ہین گردون نشین برسون ہلے کیونکر نہ تیری رہگذر کی سرزمین برسون

کہ نالون سے مرے کانپا کیا عرش برین برسون

بسر کی عمر جسنے رات دن عیش مخلد مین گذرتی تھی پریزادون کی بھی جسکی خوشامد مین
وہ عاشق اسطرح سے مبتلا ہو رنج بیحد مین بھلا کیا خاک سوئے چین سے وہ گنج مرقد مین

رہا ہو جسکے سر کا تکیہ دوش نازنین برسون

سراپا نور ہے تو رنگ ہے تجھ مین تجلی کا یہ ہے تصویر کی خوبی کہ سایہ ہو بہت اچھا
مصور خود ہے محو حسن کیونکر کھینچ سکے سایا تری صورت کا نقشہ جب کبھی کھینچ جائیگا پورا

تو صنعت پر کرے گا ناز صورت آفرین برسون

وفور ضعف سے ہے عرض مطلب مین زبان قاصر اشارون سے مجھے کرنا پڑا احوال دل ظاہر
مزہ اس تیر آخر کا اوٹھائے گا وہی کافر عجب حسرت سے دیکھا ہے سو جانان دم آخر

رہے گی یاد اُسکو بھی نگاہ واپسین برسون

کسی مہجور کو معشوق کی فرقت کا رونا ہے کسی کو آبرو کا رنج ہے عزت کا مغا ہے

مجھے تقدیر کا رونا مجھے قسمت کا رونا ہے
نہ ہنسیے میرے رونے پر یہ وہ آفت کا رونا ہے

کہ جسکو دیکھ کر رویا کیے روح الامین برسون

چھپایا راز دل کس کس طرح ہمنے محبت مین
مگر کیا کیجیے بدنامیان تھین اپنی قسمت مین
یہی تھا ایک رسوائی کا پردہ اس مصیبت مین
اوڑائین دھجیان ہاتھون نے اُسکی جوش وحشت مین

رہی تھی دیدۂ خونبار پر جو آستین برسون

پتا میرا کھین بھی صورت عنقا نہ پائین گے
کرینگے لاکھ میری جستجو اصلا نہ پائین گے
نہ پائینگے نہ پائینگے مجھے حاشا نہ پائین گے
کیا عشق کمنے بے نشان ایسا نہ پائین گے

عدم مین بھی الرڈ ڈھونڈھین گے مجکو ہمنشین برسون

جراحت وہ جراحت ہے کہ جو ہو تازہ وگلگون
لہو جاری رہے اُس سے برنگ دیدۂ پُرخون
بھرون تلوار کا دم اور قاتل کو دعائین دون
رفاقت لذت زخم جگر تیری مین حب جانون

کہ مرقد مین بھی میرے منھ سے نکلے آفرین برسون

حیا نے اُسکو دی ہے رخصت گفتار بھی شاید
کبھی خوش ہوگئے ہون اُس سے کچھ اغیار بھی شاید
کیے ہون جھوٹے سچے وعدۂ دیدار بھی شاید
ہوے ہونگے کسی سے وصل کے اقرار بھی شاید

رہی ہم سے تو اوروں سے جسے کافر کہی تھین برسون

وہ شان مغفرت جبتک نہ رنگ اپنا دکھائی گی
عبادت کام آئے گی نہ طاعت کام آئے گی
کوئی یہ جبہہ سائی میرے لکھے کو مٹائے گی
نصیبون مین جو لکھی ہے برائی وہ نہ جائے گی

اگر رگڑون گا در پر کعبے کی نقش جبین برسون

ڈرایا لون انھین دیوانہ بنکر عین حکمت سے
نہین ہے کھیل پھندے مین پھنسا لینا شرارت سے
تلافی مین کرونگا تم ہو واقف میری عادت سے
اسیر دام گیسو دل ہوا تو لون بھی وحشت سے

نہ چھوڑوں گا کبھی ہاتھوں سے زلف عنبر بن برسوں

بٹھایا ہے ہمیں تقدیر نے بیٹھے ہیں ہم تھک کے
قیامت تک نہ اوٹھیں گے اگر پر پاؤں سو محشر

یہی چوکھٹ یہی سر ہے یہی کوچہ یہی بستر
اسی امید پر شاید کسی دن آؤ تم باہر

نہ جائیں گے تمہارے در سے دم بھر کو کہیں برسوں

قضا سر پر ہمارے وقت کی ہے منتظر ہر دم
نکلتا ہی نہیں تیری تمنا میں ہمارا دم

نہ مرتے ہیں نہ جیتے ہیں پڑے ہیں کس بلا میں ہم
تری کوچے میں ہے مدت سے ہم پر نزع کا عالم

گھڑی ساعت کا نقشہ ہم نے دیکھا ہے یہیں برسوں

کرے گا داغ کی مانند ادب آداب کوئی بھی
وہی عاجز ہوا تو لا سکے گا تاب کوئی بھی

گلا رکھے گا زیر خنجر پر آب کوئی بھی
جفا سے اسکی ٹھہری گا نہ اے نواب کوئی بھی

رہیں گے دیکھ لینا کوئے جاناں میں ہمیں برسوں

خمسہ بر غزل خاقانی ہند سلطان الشعرا شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلوی استاد مصنف

آزاد مثل سرو تھے بستانیوں میں ہم
افتادہ شکل خاک بیابانیوں میں ہم

وارستہ ہو کے پھنس گئے نادانیوں میں ہم
پابند جوں دخان ہیں پریشانیوں میں ہم

یارب ہیں کسکی زلف کے زندانیوں میں ہم

اوجھاؤ ہیں تصور خاطر شکستہ میں
سو پیچ ایک تار رگ جان خستہ میں

بندش شکست کی ہے دل فکر بستہ میں
ہوتی نہ یاد زلف تو خط شکستہ میں

لکھتے الف خطوں کی نہ پیشانیوں میں ہم

ہے وہ نظر فریب ترا حسن مہ لقا
صل علیٰ پکارا وہیں شیخ و پارسا

ایمان کی یہ ہے نہوا ایمان ہی بجا ہو وہ عزیز سورۂ یوسف سے بھی سوا

رکھدین تری شبیہ جو کنعانیون مین ہم

ہے امتحانِ سوزِ محبت تمھین فضول چودہ طبق جو ہون کرۂ نار کیا حصول
خورشید اس چراغ کا ادنی ہی ایک پھول دوزخ بھی جائے نعرۂ ہل من مزید بھول

لائین جو آہ کو ستر رافشانیون مین ہم

بھاگے دوائے عشق سے تاثیر کی طرح تدبیر سے خلاف ہین تقدیر کی طرح
حلقے مین کب کسی کے رہے تیر کی طرح زنجیر مین بھی نالۂ زنجیر کی طرح

جوشِ جنون سے رہتے ہین جولانیون مین ہم

بیتاب و خوفناک و سراسیمہ و تباہ کیا کیا پھرے کہا لیے کہا تک گئے ہم آہ
دارالامان ہمارے لیے ہوگی دادخواہ پائی نہ تیغ عشق سے ہمنے کہین پناہ

قربِ حرم مین بھی تو ہین قربانیون مین ہم

تیغ جفا کے دلیہ نہین ہین نشان کہ ہین کیا جانین چارہ گر نہین اُنکو گمان کہ ہین
اور مین جو چاک سینہ کے ظاہر ہین ہان کہ ہین سینے کی چاک سینے کی وضعت کہان کہ ہین

مصروفِ زخم دل کی مگس رانیون مین ہم

آنکھین اگر ہون خشک کلیجا تو تر رہے اس آبُس ہی سے پیاس بجھے یہ اگر رہے
اب کیا رہے کہ مثلِ چراغِ سحر رہے غم بھی نہین جگر مین رہا اسقدر رہے

سرگرمِ روزِ عشق کی مہمانیون مین ہم

شارع کا قول کچھ ہے تو کہتا ہر کچھ حکیم صحیح یہ کہ ایک کی بھی نہین رائے مستقیم
ہمسے جو پوچھیے تو خدا سکا ہے علیم کیا جانین ہم زمانہ کو حادث ہے یا قدیم

کچھ ہو بلا سے اپنی کہ ہین فانیون مین ہم

ملتی جو موت چاہتے پروردگار سے
ہے ہے نہ مر گئے قلق انتظار سے

افسوس ہے کہ وقت گیا اختیار سے
کیون جی کے ہجر مین ہوے شرمندہ یار سے

اب مر رہے ہین اُسکی پشیمانیون مین ہم

پھر دوڑے ہاتھ جیب و گریبان کو ہو نوید
کہسار کو خوشی ہو بیابان کو ہو نوید

پھر نکلے پاؤن خار مغیلان کو ہو نوید
پاکوبیون کو مژدہ ہو زندان کو ہو نوید

پھر ہین جنون کے سلسلہ جنبانیون مین ہم

زاہد کا خوف ہے نہ خطر خوش ہین رات دن
ساغر کش خیال نظر خوش ہین رات دن

پیتے ہین چھپکے شام و سحر خوش ہین رات دن
پوشیدہ اُن نگاہ مین سر خوش ہین رات دن

شرب الیہود کرتے ہین لفرانیون مین ہم

سر خفی جو خاک کے پتلے مین بھر دیا
یان اہل معرفت کو بھی ملتا نہین پتا

کیا جانین اسکو جن و ملک ہی یہ بھید کیا
مطلب سے اپنے کون ہے آگاہ جز خدا

جو خط سر نوشت ہین پیشانیون مین ہم

ہمکو ملی ہے حسرت تصویر آئینہ
کچھ بولے کب ہے طاقت تصویر آئینہ

حیرت ہے اپنی حیرت تصویر آئینہ
ہین آئینہ مین صورت تصویر آئینہ

آئینہ رو کے سامنے حیرانیون مین ہم

کیا مشت پر کی باد صبا راہ بر نہ ہو
یہ حکم ہے جدا کوئی بازو سے پر نہ ہو

کیا یون وصال گلشن و گلہاے تر نہو
ہیہم کدورت دل صیاد گر نہ ہو

کیا کیا اوڑائین خاک پر افشانیون مین ہم

گو فرق صبح شام ہے ظلمت کو نور سے
دونون کا ہے ظہور ہمارے ظہور سے

ہو جائے رات دو دلِ ناصبور سے
دکھلائین روز حشر کو ہین اسطور سے

اپنے سیاہ نامہ کی طولانیون مین ہم

کیا خاک ملے ہو داغ کے مانند راہِ شوق
سارے جہان کے تیز رووں پر اُسکو دق

زنجیر پاؤن مین ہے نہ گردن مین اپنے طوق
جا سکتے ضعف سے نہین کو چمین اُسکے دو قدم

بے جائین کاش گریہ کے طغیانیون مین ہم

خمسہ مصنفہ بر غزل خود

تھی پریشان انتظار سے آنکھ
نہین ملتی تھی ایک یار سے آنکھ

شکر ہے ہو گئی قرار سے آنکھ
لڑ گئی یار گلعذار سے آنکھ

اب نہین جھپتی اشکبار سے آنکھ

توبہ کیا اور التقا کیسا
تاکنا جھانکنا ہمیشہ رہا

یہ نظر بازیان ہین سخت بلا
دیدکا بھی مزے کیا پڑا پکا

نہین رہتی ذرا قرار سے آنکھ

پتلی پڑتی ہے اک محبت سے
خود بخود چھا رہی ہے دہشت سے

صاف ہے آئینہ کی صورت سے
کچھ وہ حیرت سے کچھ وہ حسرت سے

خوب بنتی ہے انتظار سے آنکھ

جب مری قبر پر گذر کیجے
پھر تغافل نہ اسقدر کیجے

کام جو کیجے دیکھ کر کیجے
تو وہ ناوک نظر کیجے

کیون چرائی مرے مزار سے آنکھ

یار ہے زود خشم و تیز مزاج | جس کے غصّے سے ہو جہان تاراج
نظر آتا نہین کچھ اس کا علاج | اُسکو دیکھا ہے جو مکدر آج
بھر گئی سرمۂ غبار سے آنکھ

چار آنسو بھی جب بہائے ہین | دل کے ٹکڑے مژہ پر آئے ہین
عشق نے رنگ کیا دکھائے ہین | اشکِ خونین نے گل کھلائے ہین
آج آئی ہے کس بہار سے آنکھ

نگہِ یار ہے غضب قاتل | اس بلا سے نجات ہے مشکل
جس کو دیکھا وہ ہو گیا بسمل | کیا بچے ناوک نظر سے دل
چوکتی ہے نہین شکار سے آنکھ

بزم مین کوئی انجمن آرا | مہربان ہو اگر تو کیا کہنا
دے وہ بھر بھر کے ساغر صہبا | دو بدو یون ہے میکشی کا مزا
جام سے لب ملے تو یار سے آنکھ

اللہ اللہ رے ناز کیے دماغ | گل ہی گل سوجھتے ہین باغ ہی باغ
ہو گیا عیش جاودان سے فراغ | نشہ تیرا اتر گیا اے داغ
کھل گئی غفلت خمار سے آنکھ

خمسہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مغفور لکھنوی

پہلے تھا دخل یہ دشوار ترے کوچے مین | کہ صبا کو بھی نہ تھا بار ترے کوچے مین
اب تو ہے مجمع اغیار ترے کوچے مین | روز ہے گرمیِ بازار ترے کوچے مین
جمع ہین تیرے خریدار ترے کوچے مین

تو نے غرفے سے جو کچھ ہمکو دکھایا جھلکا
ہو گئے بیخود و بیہوش ہم اے ہوشربا
اب کہان جائین کدھر جائین ترے در کے سوا
دیکھکر تجکو قدم اوٹھ نہین سکتا میرا

بنگئے صورت دیوار ترے کوچے مین

ہے محبت بھی تری قہر خدا سخت عذاب
کر دیا ایک زمانے کو اسی نے بیتاب
کفر و اسلام ہوا دونون گھر و نمین نایاب
دیر و یران ہے ترے عہد مین کعبہ ہے خراب

جمع ہین کافر و دیندار ترے کوچے مین

کیا خبر ہے مجھے کس حال مین مین کیسا ہون
جادہ راہ کہ مین نقش قدم ہون کیا ہون
آسمان ٹوٹ پڑے مجھ پہ جو اٹھ بیٹھا ہون
پاؤن پھیلائے زمین پر مین پڑا رہتا ہون

صورت سایۂ دیوار ترے کوچے مین

خاک سے کتنے ہم آغوش پڑے رہتے ہین
بیخود و غافل و بیہوش پڑے رہتے ہین
صورت میکش و مینوش پڑے رہتے ہین
روزیان سیکڑون بیہوش پڑے رہتے ہین

ہے مگر خانہ خمار ترے کوچے مین

آرزو ہے دل بیتاب کی فریاد سنے
کہ ترے کان تک آواز ہماری پہونچے
پر جو اندیشہ ہے یہ بھی کوئی پہچان نہ لے
پاسبانون کی طرح رات کو بیتابی سے

نالے ہم کرتے ہین اے یار ترے کوچے مین

تھی نہ امید ہمین ایسی فسون سازی کی
اسنے تو مجھ ہی سے دغا باری کی
ہائے کمبخت نے کیسی خلل اندازی کی
روز ہی عشق نے یہ تفرقہ پردازی کی

ہم ہین زندان مین دل زار ترے کوچے مین

شکل فرہاد جنون پیشہ و مثل مجنون
خاک بر باد کرے میری نہ چرخ وارثون

دے اجازت تو رہون تا بقیامت ممنون
آرزو ہے جو مرون بھی تو یہین دفن بھی ہون

ہے جگہ تھوڑی سی درکار ترے کوچے مین

دوست دشمن مین سبھی تیری ادا پر مائل
خنجرِ رشک سے ہر ایک ہوا ہے بسمل
تجھکو پروا نہین غمگین ہو کوئی خوش دل
گر یہی ہین ترے ابرو کے اشارے قاتل

آج کل چلتی ہے تلوار ترے کوچے مین

بے تکے اور سُنے کیا ہو وفا کا اظہار
عار سُننے سے تجھے ہے اُسے کہنا دشوار
داغ نے آج یہ دیکھا ہے کہ ہو کر ناچار
حال دل کہنے کی ناسخ جو نہین یاتا بار

پھینک آتا ہے وہ استعار ترے کوچے مین

شہر آشوب

فلک جناب و ملائک جناب تھی دِلّی
بہشت و خُلد سے بھی انتخاب تھی دِلّی
جواب کاہے کو تھا لاجواب تھی دِلّی
مگر خیال سے دیکھا تو خواب تھی دِلّی

پڑی ہین آنکھین وہان جو جگہ تھی نرگس کی
خبر نہین کہ اسے کھا گئی نظر کس کی

یہ شہرہ ہے کہ انسان و جان کا دل تھا
یہ شہرہ ہے کہ ہر قدردان کا دل تھا
یہ شہرہ ہے کہ ہندوستان کا دل تھا
یہ شہرہ ہے کہ سارے جہان کا دل تھا

رہی نہ آدھی یہان سنگ و خشت کی صورت
بنی ہوئی تھی جو ساری بہشت کی صورت

یہان کی شام تھی مانند صبح نورانی
یہان کے ذرے مین تھی مہر کی درخشانی
یہان کے سنگ سے تھا تیرِ لعل رُتبانی
یہان کی خاک سے ہوتا تھا آئینہ پانی

یہ شہر وہ ہے کہ سایا بھی نور تھا جس کا
چراغ رشک تجلی طور تھا اس کا

فلک تھا خوبی حسن و جمال کا دشمن
صباح عشرت و شام وصال کا دشمن
عدوے اہل کمال اور کمال کا دشمن
غضب ہے اب تو ہوا جان و مال کا دشمن

یہ مفت برجو تلاستی ہے لعل جان کے لیے
خضر بھی روئین گے اب عمر جاودان کے لیے

خدا پرستوں کا شیوہ جفا پرستی ہے
جو مال مستوں کے اب انکو فاقہ مستی ہے
بجاے ابر کرم مفلسی برستی ہے
بتنگ جینے سے ہین ایسی تنگدستی ہے

غضب مین آئی رعیت بلا مین شہر آیا
یہ پڑ رہے ہیں خدا کا قہر آیا

زبان سے کہتے ہو کہ آئے دین دین لعین
جو ما تا دین تھا کوئی تو کوئی گنگا دین
وہ جانتے ہی نہ تھے چیز کیا ہے دین مبین
کیے ہین قتل زن اور بچے کیسے کیسے حسین

روا نہ تھا کسی مذہب مین جو وہ کام کیا
غرض وہ کام کیا کام ہی تمام کیا

عجیب شکل گل و گلستان نظر آئی
پڑین جدھر کو نگاہین خزان نظر آئی
جب اوٹھ کے تا حد خونچکان نظر آئی
تو کوئی عیش کی صورت نہ یان نظر آئی

وہ گل رخان سمن بر کے قہقہے نہ رہے
وہ بلبلان خوش الحان کے چہچہے نہ رہے

فلک نے قہر و غضب تاک تاک کر ڈالا
تمام پردۂ ناموس چاک کر ڈالا

یکایک ایک جہان کو ہلاک کر ڈالا
غرض کہ لاکھ کا گھر اُسنے خاک کر ڈالا

جلیں ہیں دھوپ میں تسکیں جو ماہتاب کی تھیں
کھنچیں ہیں کانٹوں میں جو پتیاں گلاب کی تھیں

کھلایا زہر ستمگر نے پان کے بدلے
پلایا خون جگر پیچوان کے بدلے
نصیب دار ہوئی ہے نشان کے بدلے
ملا نہ گور گڑھا بھی مکان کے بدلے

یہ دعوت فلک کینہ ساز تو دیکھو
پھر اُسپر اس ستم آرا کے ناز تو دیکھو

زمین کے حال پہ اب آسمان روتا ہے
ہر اک فراق مکین میں مکان روتا ہے
گدا و شاہ ضعیف و جوان روتا ہے
غرض یہاں کے لیے اک جہان روتا ہے

جو کیجیے جوشش طوفان کہیں کہی جاتی
یہاں تو نوح کی کشتی بھی ڈوب ہی جاتی

لہو کے جسمے ہیں چشم پر آب کی صورت
شکستہ کاسۂ سر ہیں حباب کی صورت
لیے ہیں گھر دل خانہ خراب کی صورت
کہاں یہ حشر میں توبہ عذاب کی صورت

زبان تیغ سے پرسش ہے دادخواہوں کی
رسن ہے طوق ہے گردن ہے بیگناہوں کی

یہ وہ جگہ ہے کہ عبرت پہ عبرت آتی ہے
یہ وہ جگہ ہے کہ حسرت پہ حسرت آتی ہے
یہ وہ جگہ ہے کہ آفت پہ آفت آتی ہے
یہ وہ جگہ ہے کہ شامت پہ شامت آتی ہے

یہ وہ جگہ ہے جہاں بیکسی بھی ڈر ڈر جائے
یہ وہ جگہ ہے اجل خوف کھا کے مر جائے

برنگ بوے گل اہل چمن چمن سے چلے
غریب چھوڑ کے اپنا وطن وطن سے چلے

نہ پوچھو زندوں کو پیچھے جس طرح سے چلے
قیامت آئی کہ مردے نکل کفن سے چلے

مقام امن بھی ڈھونڈھا تو راہ بھی نہ ملی
یہ تھا کہ خدا سے پناہ بھی نہ ملی

جو کھٹی تو افعی کاکل کے زہر کی گرمی
جو کھٹی تو شعلہ عذاران شہر کی گرمی

نہ دیکھیں جو نگہ خشم و قہر کی گرمی
اوٹھائیں ہائے وہ جلتی دوپہر کی گرمی

طپش سے ریگ بیابان بھی آفتاب ہوئی
زمین مگر کہ نار کا جواب ہوئی

جگہ جگہ تھے زمیندار کی صورت
چڑھے ہی آتے تھے سر پر بخار کی صورت

بلا سے کم نہ تھی ہر اک گنوار کی صورت
چھپی نہ اُس سے پر اہل دیار کی صورت

کسی جگہ جو کوئی ہو کے بیقرار آیا
تو اہل قریہ بولے کہ لو شکار آیا

زبان جو بدلیں تو صورت بدل نہیں آتی
ملیں جو خاک بھی مُنہ پر تو مل نہیں آتی

کسی طرح کسی پہلو سے کل نہیں آتی
پکارتے ہیں اجل کو اجل نہیں آتی

جو سر کو پھوڑیں تو پتھر پڑے سر کتے ہیں
جو لوٹیں کانٹوں پہ کانٹے الگ کھٹکتے ہیں

پیادہ پا ہوں روان شہسوار صد افسوس
لہو کے گھونٹ پیئں بادہ خوار صد افسوس

ذلیل و خوار ہوں اہل وقار صد افسوس
ہزار حیف دل بیقرار صد افسوس

جھکے ہیں یار الم سے تنے ہوے کیسے

بگڑ گئے ہین یکایک بنے ہوے کیسے

بنا ہے خال سیہ رنگ مہ جمالون کا
روتا ہوا ہے قدر است نونہالون کا

جو زور آہون کا لب پر تو شور نالون کا
عجیب حال دگرگون ہے دلی والون کا

کوئی مراد جو چاہی حصول ہی نہ ہوئی
دعاے مرگ جو مانگی قبول ہی نہ ہوئی

غضب ہے بخت بد ایسے ہمارے ہو جائین
کہ لین جو تل و گھر سنگ پارے ہو جائین

جو دانہ چاہین تو خرمن شرارے ہو جائین
بو مانگین پانی تو دریا کنارے ہو جائین

ہمین جو آب بقا بھی تو زہر ہو جاوے
جو چاہین رحمت باری تو قہر ہو جاوے

جہاز ایسا تباہی مین آگیا اپنا
ملا نہ تخت ثریٰ تک کہین پتا اپنا

رہا نہ آہ زمانے مین آشنا اپنا
بجز خدا کے نہین کوئی ناخدا اپنا

کسی سے دوبے ہوے ایسے کب نکلتے ہین
یہان سے حضرت الیاس بچ کے چلتے ہین

پے محاسبہ پرسش ہے نکتہ دانون کی
تلاش بہر سیاست ہے خوش زبانون کی

جو نوکری ہے تو اب یہ ہے نوجوانون کی
کہ حکم عام ہے بھرتی ہے قید خانون کی

یہ اہل سیف و قلم کا ہو جبکہ حال تباہ
کمال کیون نہ پھرے دربدر کمال تباہ

کہانتک آہ لکھون اسکا حال بربادی
کہانتک آہ کہون آسمان کی جلادی

کسی کو قید محن سے نہین ہے آزادی
کہ داغ داغ ہے دل ہر کوئی ہے فریادی

الٰہی پھر اسے آباد شاد دیکھیں ہم
آ الٰہی پھر اسے حسب مراد دیکھیں ہم

قصائد در مدح حضرت ظل سبحانی خلیفہ رحمانی خادم حضرت ختمی پناہی حاجی حرمین الفین مشیر قیصر ہند جناب ہلال رکاب نواب کلب علی خان بہادر فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ رئیس اعظم طبقۂ اعلائے ستارۂ ہند دام ملکہم و اقبالہم

کہان وہ عقدہ لاینحل کہان وہ سخت دشواری
ہوئی پابند آزادی سے اب میری گرفتاری

ترقی پر مرا طالع بلندی پر مرا اختر
ہوئی معدوم میرے بخت واژونکی نگونساری

خلافی ہوگئی حسرت کی عشرت آج ہے قسمت
مبدل ہوگئی آسانیوں سے میری دشواری

نہ آشفتہ دماغی ہے نہ وہ برہم مزاجی ہے
گئی میری پریشانی مٹی آشفتگی ساری

نہ وہ سر میں مرا سودا نہ وہ دل میں مری وحشت
نہ وہ ٹکڑے کلیجے کے نہ وہ مژگانکی خونباری

شگفتہ دل مرا اوتنا کہ جتنا تنگ دل غنچہ
مجھے وہ خواب راحت جسقدر نرگس کو بیداری

طبیعت میں مری ایسی نزاکت ہے لطافت ہے
کہ مضمون میان یار بھی زنجیر ہے بھاری

زمانے نے یکایک چھوڑدی سب ظلم کی عادت
فلک نے یک قلم موقوف کردی ہے ستمگاری

تہی دست ستم ہوکر فلک کا حال ایسا ہی
کہ جیسے خسر درمحتاج کو ہو سخت ناچاری

ہنرمندونکو ہے اپنے ہنر سے بہرۂ دانی
طبیعت اہل ہمت کی کسی فن میں نہیں عاری

سیہ کاروں کا دل بھی ہے مثال مہر نورانی
کہ داغ تیرگی دھوتا ہے آب رحمت باری

دلِ عشاق کو معشوق ارمانوں سے لیتے ہیں
وہ ہے الفت کے سودے کی جہان میں گرمبازاری

سرورِ بادۂ عشرت سے میکش مست بیخود ہیں
اوٹھا کر طاق پر رندوں نے اپنی رکھدی ہشیاری

کرے گر میکشی کو منع وہ اس دورِ عشرت میں
کرم سے شیخ کو دینی پڑے اولٹی گنہگاری

جراحت کے عوض راحت ہوئی اس دورِ دین میں پیدا
بنا مرہم دلِ افگاران غم کا چرخ زنگاری

زمانے کا جو بدلا رنگ تو اسکا یہ باعث ہے
ہوا ہے مسند آرا آج وہ فخرِ جہاندار ی

امیر المسلمین کلب علیخان خسرو دوران
وہ فیاض زمان عکس ہے چشمۂ فیض کا جاری

مہ اقبال و دولت آفتاب شوکت و شوکت
جہان جود و ہمت آفتاب عدل و دینداری

فریدون فر و رستم رزم و جم بزم و فلاطون عقل
سکندر جاہ و حاتم بذل و لقمان سپہداری

لکھوں اک مطلع لمعہ الیسا مدح حاضر میں
کہیں جسنت سنکر جسکو سب اشخاص لیں یاری

مطلع

ترے ابرِ کرم نے کی جو عالم میں گھر باری
تو آبِ گوہر خوش آب سے دریا ہوا جاری

بنا لبیک سکہ سیم و زر پر آج وہ دن ہے
حریم دامن مفلس کے نہ بیٹھا داغ ناداری

زلالِ لطف کی تاثیر سے مٹجائے شور ایسا
یقین ہے اب نہ نکلے حشر تک کوئی کنواں کھاری

ترا دل بادۂ پر زہر سے خالی نظر آیا
جو ہے تو نشۂ عرفان ہے چشمِ شوق میں طاری

ہوا ہے خواب و بیداری کا عالم ایک صورت پر
تری شب کو سحر کہیے تری غفلت کو ہشیاری

جو وہ تھے ماہ کنعان تو ہے مہر عالم امکان
ہوا ہے تجھمیں اور یوسف میں فرق خواب و بیداری

وہ تیرا عہد ہے علم و عمل سے شاد رہتے ہیں
فقیہ و مفتی و صوفی و شیخ و حافظ و قاری

جہان میں امن کیا ہے کیا تری ظل حمایت سے
کہ اک عالم ہے امن اللہ تری نگہداری

کسی کا دل تو کیسا آنکھ بھی دکھنے نہیں آتی
مٹائی عدل نے تیرے بہا تک مردم آزاری

زرغنچہ اوڑائے تو صبا اوڑ کر کہان جائے
تری تحقیق سے ہو شمع کا بھی چور فراری

نہ کیون ہو تیرے دستور العمل سے شاہ دین عالم
کرم کرنا تری عادت جفا سے تجھکو بیزاری

بگولا بھی ہوا پر شکل گنبد بن کے قائم ہو
یہانتک کم ہوئی خانہ خرابی خانہ مسماری

ملی دزد حنا کو اندلون خدمت امینی کی
دل عشاق کی کرنی پڑی کسکو خبرداری

مقابل مین ترے خوبان زینت ہو اگر دشمن
کرے زخمون سے تیری تیغ اسکے تن پہ گلکاری

ترے ڈر سے عدو روسیہ کے یون بے اسنو
کہ جیسے ٹوٹے جسطرح سے خون سودا ولی پچکاری

سمندر مین سمندر ہون صدف مین ہون شہر پیدا
جو چمکے آتش قہر و غضب کی تیرے چنگاری

تری محفل کا جو ساماں ہے ثانی نہین رکھتا
کھلین جمشید کی آنکھین اگر دیکھے یہ تیاری

تری بزم طرب انگیز و عشرت خیز ایسی ہے
تمنا جسکی کرتے ہین پریرویان پر خاری

یہ وہ سرکار عالی ہے کہ جس سے فیض پاتے ہین
بدخشانی و طہرانی و شیرازی و بلخاری

یہ وہ درگاہ والا جاہ ہے جسکی سلامی ہین
حجازی و عراقی رومی و چینی و تاتاری

سخن فہم و سخن گستر سخندان و سخن پرور
تجھی سے حسن کو رونق تجھی سے حسن نشاری

زبان کھولے نہ مثل شمع جلکر خاک ہو جائے
سنے سحبان وائل بھی اگر یہ نغز گفتاری

ترے پیل فلک رفعت کی شوکت پر یہ لازم ہے
مشابہ کیجیے کہسار سے اسکی گرانباری

گرانباری ہے ایسی وہ سبک رفتار ہے ایسا
نفس کو جسطرح سینے مین حاصل ہے سبکباری

ترے اسپ پری پیکر کی چالاکی کا کیا کہنا
نہین آتی تصور مین بھی جسکی تیز رفتاری

وہ پہونچے اسطرح اک جست مین مشرق سے مغرب تک
کہ جیسے آہ عاشق ہو رساتا چرخ زنگاری

مرا کیا منہ جو تیری مدح پوری ہو سکے مجھسے
کہ تیرا وصف بیحد اور میری طبع ہے عاری

ہنر آیا نہ مجھکو کوئی اور آیا تو یہ آیا
مرا ہے کام ناکامی مرا ہے کار مکاری

ترے الطاف بے پایان ہوں مین منفعل دل مین
نہین ہوتا ادا مجھسے ترا حق نمک خواری
مگر یہان اس سہارے پر گذر جائے گذر جائے
ترا شیوہ کرم کرنا مری خصلت وفاداری
سراپا وصف ہے تو وصف تیرا داغ کیا لکھے
دعا پر ختم کرتا ہے قصیدے کو بنا چاری
رہین جبتک الٰہی مہر و ماہ و کوکب و اختر
رہے جبتک الٰہی اس زمین پر چرخ زنگاری
میسر خیر خواہون کو تو عیش جاودانی ہو
ترے بدخواہ کو حاصل ہمیشہ ذلت و خواری
پیے تلوار تیری ہر گھڑی خون دل اعدا
ترا خنجر کرے دائم ترے دشمن کی خونخواری
دعا آٹھون پہر ہے ہفت اقلیم آئے قبضے مین
ترے قلعے کی ٹھہرے ربع مسکون چار دیواری

ایضاً

زیبا ہے حسن کیون نہ کرے روزگار عیش
ایک ایک غم کے بدلے ہین سو سو ہزار عیش
رنگین نشاط سے ہے سپید و سیاہ دہر
ہے ابلق زمانہ پہ گویا سوار عیش
اس عمکدہ کو چرخ نے عشرت کدہ کیا
اب دیکھیے دکھائے گا کیا کیا بہار عیش
سارے اسیر درد و الم غم سے چھٹ گئے
طوق گلو کے بدلے گلے کا ہے ہار عیش
اہل زمین کو زیر فلک جوشش نشاط
آسودگان خاک کو زیر مزار عیش
اللہ رے ابکی گرمی ہنگامہ سرور
کیا کیا نکالتا ہے دلون کا بخار عیش
رحمت سے حق کے دور نہین جنتی کی طرح
گر آج دوزخی کو ملین بیشمار عیش
لکھا کسی نے بھول کے گر کوئی حرف غم
نکلا زبان خامہ سے بے اختیار عیش
لائے لگا نہال محبت گل مراد
بنتا ہے نخل غم کے لیے برگ و بار عیش
ہر مردہ دل کے واسطے آب حیات ہے
دھوتا ہے دل سے تیرہ دلونکے غبار عیش
دائم خوشی مین سب کو گرفتار کر لیا
کرتا ہے غمزدون کے دلون کا شکار عیش

جوش نشاط و فرط خوشی سے عجب نہین — آخر کو غمزدون کے دلون پر ہو بار عیش
دیکھا جو مین نے حال زمانے کا اس طرح — یعنے کہ اک جہان کا ہے کاروبار عیش
حیران ہوا کہ بار خدایا ماجرا ہے کیا — دیتا ہے کس کو یہ فلک کینہ کار عیش
مجھسے کہا یہ دل نے کہ حیران ہے کس لیے — دنیا مین ہین ہزار طرح کے ہزار عیش
یہ بھی کوئی گھڑی تھی خوشی کی جو آگئی — غم اوڑ گیا جہان سے ہوا غمگسار عیش
تو غمزدہ ہے آپ سے نادان کس لیے — کر تو بھی خوب عیش جو ہو سازگار عیش
گذرے جو دم خوشی سے تو غافل گذارئے — ہوتا ہے کس کے واسطے یان بار بار عیش
گر عیش ہو نصیب تو بندہ ہو عیش کا — خصلت تری نشاط ہو تیرا شعار عیش
گر بس چلے تو ہاتھ سے مینائے مے نہ رکھ — جی بھر کے خوب پی لے کہ ہو خوشگوار عیش
ٹھہرے جو کوئی دم تو نصیحت اسے سمجھ — عاشق ہے دل کی طرح سے ہے بیقرار عیش
ڈر انقلاب دہر سے کر غم سے اجتناب — غم دل سے دور پھینک کے کر استوار عیش
یہ دوستی کرے تو اسی کی ہے دوستی — گر دوستدار ہے تو ترا دوستدار عیش
لیکن بشر کو چاہیے انجام کا خیال — اس پر رہے نظر کہ ہے ناپائدار عیش
غم بھی خوشی کے ساتھ ہے انسان کے واسطے — اس پر نہ بھول تو کہ ہوا خوب یار عیش
معشوق و بادہ سیر چمن بزم دوستان — دنیا مین چار رنگ لیے ہین یہ چار عیش
تکیہ نکر تو اس پہ کہ دائم رہون گا شاد — یہ عیش چار دن کا ہے بے اعتبار عیش
تدبیر کوئی چاہیے عیش دوام کی — تقدیر سے نصیب ہون تجھکو ہزار عیش
کر مدح اُس رئیس ذوی الاقتدار کی — جسکی ثنا سے ہو تجھے اب سازگار عیش
ہمشید عصر کلب علیخان فلک جناب — ہوتا ہے جسکی ذات سے صاحب وقار عیش

مطلع وہ لکھدو کہ جسمین بندھے سر بسر سرور — پٹکے ہر ایک لفظ سے بے اختیار عیش

مطلع

ہین دست بستہ واسطے تیرے ہزار عیش — تیری خوشی مطیع تو خدمت گذار عیش
اللہ ری تیری نشہ کی سرشاری سرور — جسکا اوتار عیش ہے جسکا خمار عیش
ٹھہرا ازل سے تا بہ ابد تیرے واسطے — کرتا ہے ورنہ چار گھڑی کب قرار عیش
مرہم پذیر عہد مین تیرے ہوا تمام — جمشید کے زمانہ مین تھا دلفگار عیش
دیکھا جو آنکھ کھول کے آئی نظر خوشی — ہے تیرے روئے صاف کا آئینہ دار عیش
ہے روشنی جہان مین نشاط و سرور کی — چمکا ہے تیرے عہد مین خورشید وار عیش
آکر ترے زمانہ مین اسکے کھلے نصیب — مدت سے کھینچتا تھا پڑا انتظار عیش
کیا خانقاہ و میکدہ عشرت کدی ہین سب — صوفی کرین خوشی تو کرین بادہ خوار عیش
ہے رنگ رنگ عیش مگر تیرے عہد مین — ہے رند گر کھین کھین پرہیزگار عیش
تیری زبان ہلی کہ جہان ہو گیا نہال — رہتا ہے تیرے حکم کا امیدوار عیش
اسکا کہین نشان تو کیا نام ہی نہ تھا — تو نے کیا ظہور ہوا آشکار عیش
پوری پڑے نہ محفل جمشید مین کبھی — جبتک نہ تیرے بزم سے لی مستعار عیش
رہنا بہشتیون کو ہو جنت مین اک عذاب — گر خلد سے ہو بزم کا تیری دوچار عیش
مست شراب عیش ہین سب تیری بزم مین — اک ہوشیار ہے تو بہت ہوشیار عیش
جز عیش کسکو بار تری بارگہ مین ہے — ہے عیش ہی کے واسطے لوٹی بہار عیش
شمع جمال پر ترے پروانہ ہے خوشی — جام نشاط ہی سے لپس بادہ خوار عیش
آہو ہے شیر عہد مین تیرے پلنگ پر — صحرائے وحشیون کو ہے تا کوہسار عیش

جمشید کی جبین پہ یہ خط ہو کے مٹ گیا
یان قصر خوش نگار کا نقش و نگار عیش

تو تلخ بھی سنائے تو یون جی کو لطف آئے
جیسے شراب تلخ سے ہو خوشگوار عیش

کیا تیرے بزم عیش کی تعریفین لکھون
جس جا ہو بیحساب خوشی بیشمار عیش

گر ہے خوشی رفیق تو ہمدم ترا نشاط
گر دوست خرمی ہے تو یار و نکایار عیش

دن عیش رات عیش سحر عیش شام عیش
گے دوستدار عیش گے غمگسار عیش

ہے لاکھ لاکھ جان سے تجھپر نثار عیش
ہے لاکھ لاکھ جان سے تجھپر نثار عیش

آرام کیون رہے نہ رعیت کو بیشمار
سرکار مین حضور کے ہے اہلکار عیش

کرتا ہون اب دعا پہ قصیدے کو ختم مین
شاید کہ اس دعا سے ہو میرا بھی بار عیش

پھولین پھلین نہ عیش مین بھی تیرے مدعی
ہو تیرے دشمنون کے کلیجے مین خار عیش

جلتے ہین تیرے عیش سے از بسکہ بت حسود
بنتا ہے اُنکی جان پہ برق و شرار عیش

پھٹکے نہ پاس جیسے ترے دشمنون کے رنج
یون تیرے دشمنون سے کرے زینہار عیش

جبتک ہے جہانمین یارب خوشی کی دھوم
جبتک خوشی کے ساتھ رہے نامدار عیش

جبتک ہے زمانہ الٰہی پئے نشاط
جبتک ہو روزگار پئے روزگار عیش

جبتک ہے آسمان کے لیے گردش سعید
جبتک اس آسمان کا کہون بختیار عیش

جبتک رہے یہ باغ جہان اک بہار پر
جبتک کرے ہزار چمن مین ہزار عیش

یارب رہے ہمیشہ ہم آغوش عیش سے
تو ہمکنار عیش ترا ہمکنار عیش

یہ داغ مدح خوان ہے تمکو ارو جان شاہ
ہون اسکو اک نگاہ سے تیری ہزار عیش

قطعۂ تاریخ تشریف آوری جناب مستطاب نواب محمد یوسف علیخان صاحب

بہادر فردوس مکان تا بہادر شاہ از کلکتہ

کیا ولیعہد اور نواب آئے آج — برج سعد حشمت کے دو کوکب یہ آئے
دو مسیحا آئے بھر درد ہجر — لحاظ طالب کے دو مطلب یہ آئے
دو ثمرہ اکبار آئے ہین نظر — تھا زبانون پر یہی جس شب یہ آئے
مردہ اس آمکا ہے سامان زیست — جان مین جان آئی گویا جب یہ آئے
بھرا استقبال مین پہونچا مگر — کون جانے کون آئے کب یہ آئے
گوش بر آواز لب پر یہ دعا — جلد سنوا دے کہین یارب یہ آئے
دیکھکر گرد سواری یک بہ یک — منتظرون بول اُٹھے سب یہ آئے
ایک کی تھی ایک سے تکرار یہ — میرا جذب شوق لایا جب یہ آئے
داغ نے بھی پیشکش تاریخ کی — شان شوکت جاہ و اقبال اب یہ آئے

تعریف جشن زیبا جاہ دام ملکہ
تہنیت جشن نایاب

بھر کر شراب صاف پلا آج جام مین — ساقی ہے انجمن کی زبان پر ترانہ آج
رنگین بدل زمانہ بتعجب نہین گر آب — شادی کا زہرہ رنگ سے دے شادیانہ آج
پریون کا جمگھٹ اور حسینون کا جلسہ ہے — کیا ایک رنگ پر ہے یہ جشن شہانہ آج
فانوس جھاڑ آئینے تصویر لیمپ بھی — چمکا ہے بزم جشن سے دیوان خانہ آج
سارا ہے جلوہ کلب علیخان کے دم سے آج — عہد سرور آج ہے جشن شہانہ آج
آفاق کیا سخا و کرم سے ہے کیا بحال — حاتم کا کیا مٹایا جہان سے فسانہ آج

یہ سرخوری کہ داد و دہش اسقدر کہ بس — کیا کیا دیا ہے دولت مال و خزانہ آج ۱۲۹۲ھ
پیدا کہان ہے لعل خوش آب آج کوہ مین — یکبار ہا صدف مین نہ گوہر کا دانہ آج ۱۲۹۲ھ
بیہم ہے سجدہ ریز نہان فرق فرقدان — کیا کیا ہوا بلند ترا آستانہ آج ۱۲۹۲ھ
بکر سہم کے نہیب سے تہرائے شکل بید — لچکے جو مدعی پہ ترا تازیانہ آج ۱۲۹۲ھ
موج عطا سے پاس ہوا خواہ شادمان — حاسد کا دم بھی تن سے ہو بیشک روانہ آج ۱۲۹۲ھ

قطعۂ تاریخ چکیدۂ کلک گہر سلک تدبیر الدولہ دبیر الملک منشی مظفر علی خان بہادر بہادر جنگ متخلص بہ اسیر لکھنوی

باغ ابراہیم ہے دیوان داغ — خار اعدا کو ہے اس باغ سے
مصرعۂ تاریخ یہ لکھا اسیر — کیا جلایا حاسدون کو داغ نے

قطعہ تاریخ ریختہ فکر آسمان پیمائے نظیری نظیر منشی سید اسمعیل حسین صاحب متخلص بہ منیر سلمہ القدیر

ہست مانند قمر نور فشان این دیوان — کہ نذیرست نظیرش بجہان چشم نجوم
جلوہ گر گشت چو این شمع شبستان جمال — کرد نظارہ چو پروانہ زہر سمت ہجوم
وصف دیوان بدو تاریخ رقم کرد منیر — اوج عرش سخن و گوہر پاک منظوم ۱۲۹۶ھ

ایضاً

ہے یہ دیوان کہ گلدستہ الہام منیر — باغ فردوس سے ہمرنگ ہے سرتاپا نظم
گلفشان ہو گئے یون عیسوی دہجری سال — خلد روح افزا مضمون دچمن پیرا نظم ۱۹۰۹ء ۱۲۹۶ھ

ایضاً

ہوا مطبع دیوان جناب داغ ان روزوں
ستارہ کیوں نہ چمکے پایہ والا ہے مطبع کا
منیر آج اسکے لکھنے کی کہی تاریخ نورانی
یہ بیضا ہے الجا اصل یہی موسا ہے مطبع کا

ایضاً

مبارک کو اہل سخن یہ عید
چھپا ہے خوش اسلوب دیوان داغ
دل وجان سے ارباب انصاف کو
زیادہ ہے محبوب دیوان داغ
یہی ہے منیر اسکی تاریخ طبع
کہ مطبوع و مطلوب دیوان داغ

تاریخ ریختہ طبع شاعر نازک خیال سید ضامن علی صاحب جلال

باغ دیوان داغ کا پھولا پھلا
تازہ مژدہ صبا یہ لائی آج
طبع کے سن جلال نے لکھے
بوئے گلزار داغ آئی آج

قطعۂ تاریخ از سخنور سراپا کمال سید کاظم علی صاحب مثال

ترسے چکے مرتب
جب حضرت داغ عالم افروز
کیا خوب لکھی مثال تاریخ
ہے جملہ کلام داغ دل سوز

قطعۂ تاریخ نتیجہ طبع سراپا لطافت محمد عظمت علیخا صاحب مخلص بہ عظمت

دیوان ہے یا ہے نسخۂ اعجاز عیسوی
معنی ہین تازہ تازہ مضامین عجب عجب
عظمت جو یہ کلام ہوا زیب گوش خلق
تاریخ اسکی مین نے کہی دُرِ منتخب

قطعۂ تاریخ نتیجۂ فکر سلیم منشی شیخ امیر اللہ صاحب تسلیم دام فیضہ

حضرت داغ کا چھپا دیوان
سو تکلف کا ہے بیان سلیس
فکر تاریخ ہے تو اے تسلیم
جلد کہدے کلام داغ نفیس

قطعۂ تاریخ نتیجۂ طبع رسای سخنور یکتا منشی صابر حسین صاحب صبا

خوشا نظم داغ سخن سنج یکست — که فردست در عالم بے مثالی
بتاریخ طبعش صبا خوش رقم زد — کہ گنج معانی مضامین عالی
۱۲۹۶ھ

الضاً

شد از جلوہ طبع مطبوع عالم — کلام دل افروز داغ سخن گو
صبا گفت تاریخ در سال طبعش — کہ گنج معانی مضامین نیکو
۱۲۹۶ھ

الضاً

کلام نواب میرزا خان تا کیون ہو مطبوع دہر جھیکے بر — مزا معانی مین سحر کا ہے مذاق جادو بھرا ہوا ہے
مجال کسکی صبا جو ایسی بنائے تاریخ بے تکلف — بیان ہے سوز اور رسا نہ عاشق زبان معشوق ادا ہے
۱۲۹۶ھ

قطعۂ تاریخ نتیجۂ طبع رسای سخنور بے ہمتا منشی گوبند لعل صاحب صبا

ریخت از باد نفس گنج سخن در گوش خلق — کرد دیوانے مرتب طبع گردون کرد داغ
از پے ترتیب طبعش چون نمودم فکر سال — از سروش آمد بگوشم گنج یاد آورد داغ
۱۲۹۶ھ

قطعۂ تاریخ ریختہ جواہر رقم در فن شعر مشاق منشی بہاری لعل صاحب مشتاق

زہے شاعر نغز گفتار داغ — کہ در شاعری ہے کند ساحری
پے طبع دیوانش جستیم سال — چکید از قلم نسخۂ شاعری
۱۲۹۶ھ

قطعۂ تاریخ نتیجۂ طبع وقاد صاحبزادہ محمد عطاء اللہ خاں صاحب عاشق ساکن مصطفیٰ آباد

الله ری دھوم داغ کا دیوان ہو جو طبع
اک شور تہنیت ہے زمانے مین جا بجا

عاشق بگوش ہوش ذرا تو بھی سن اسے
ہاتف یہ کہہ رہا ہے مضامین دلکشا

قطعۂ تاریخ ریختہ طبع باستعداد احسان علیخان احسان ساکن مصطفےٰ آباد

چھپا میرے اوستاد کا جبکہ دیوان
ہوا اک زمانے مین یہ شہرت افزا

جو پوچھے کوئی اسکی تاریخ احسان
تو کہدو مین گلدستہ فرحت افزا

قطعۂ تاریخ طبع نکتہ سنج حافظ غلام رسول صاحب دہلوی متخلص بہ ویران شاگرد شیخ ابراہیم ذوق

داغ چون ساختہ دلچسپ مرتب دیوان
دل احباب شد از دیدن او خرم و شاد

ہر یک از بسکہ بسا گرم مضامینش یافت
سال او گفت کہ چسپاد درا داغ بداد

قطعۂ تاریخ ریختہ قلم گوہر رقم شیخ الٰہی بخش صاحب خوش رقمی نصیب متخلص بہ غریب

گشت بصد فرخی طبع چو دیوان داغ
آنکہ بود در سخن ماہر و شاگرد ذوق

از پے تاریخ او کرد تجسس غریب
داد ندا ہاتفش دفتر ارباب شوق

قطعۂ تاریخ خامہ عنبرین شمامہ از سید جلیل احمد صاحب سہسوانی متوسل ریاست بھوپال

شگفت گلہاے او کار داغ
از و تازگی یافت جان سخن

جلیل ار سپے سال تاریخ طبع
بگفتم ببین بوستان سخن

ایضاً

چو آراست دیوان داغ سخن
نسیم بلاغت بہار فصاحت

زدرج دلم سال تاریخ طبعش | برآمد دُرِ شاہوارِ فصاحت

قطعۂ تاریخ ریختہ قلم بلاغت رقم سید جمیل احمد صاحب جواہر زادۂ سید جلیل احمد جمسوانی

چھپا جب داغ کا دیوان رنگین | کہ لعل بے بہا دُرِ عدن ہے
پے تاریخ شاخِ کلکِ تر سے | کھلا غنچہ گلستانِ سخن ہے

قطعۂ تاریخ تراوشِ فکر رسای محمد شاہ خان صاحب کاوش

غزل ہائے رنگین و دیوان داغ | فرح بخش دلہاست چون باغ
دمِ فکر کاوش چہ تاریخ طبع | نمودہ رقم مرہم داغ

قطعۂ تاریخ نتیجہ طبع وقاد جامع محاسن صوری و معنوی منشی امیر احمد صاحب امیر لکھنوی

کیا شگفتہ ہے طبع حضرتِ داغ | داغ کہلائے ہین باغ نے کیسے
تو بھی تاریخ امیر لکھ رنگین | گل کھلائے یہ داغ نے

قطعۂ تاریخ نتیجہ طبع پاکیزہ گہر منشی محمد احمد صاحب قمر سلمہ اللہ الاکبر

ماشاءاللہ طرفہ دیوان چھپا | سب شعر ہین ارباب سخن کو مقبول
تاریخ کہی طبع کی مین نے یہ قمر | دیوان ہین داغ کا کھلے ہین

قطعۂ تاریخ نتیجہ طبع جوہر قابل فضا علی خان صاحب عا

حضرت نواب مرزا خان داغ | سیر ستودا سے بھی جو غالب
واہ کیا دیوان چھپا صل علے | ہین بلا کی بندشین مضمون
اُسکی عاقل نے لکھی تاریخ یون | روزمرہ خاص دہلی کا ہے سب

حق تصنیف وطبع وانتخاب اسکا ممنوع ہی - نور احمد مالک مطبع محمدی تیغ بہادر لکھنو محلہ الہیج

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائیگا۔

18.2.56
8 SEP 1965
1968

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس کی تعداد مجلس تعلیمی کے تجویز کردہ ہوگی۔

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

۴۔ [illegible]

۵۔ [illegible]

۶۔ [illegible]

۷۔ [illegible]

۸۔ [illegible]

۹۔ [illegible]

۱۰۔ [illegible]

۱۱۔ [illegible]

۱۲۔ [illegible]

۱۳۔ [illegible]

۱۴۔ [illegible]

۱۵۔ [illegible]

۱۶۔ [illegible]

۱۷۔ [illegible]

۱۸۔ [illegible]

۱۹۔ [illegible]

۲۰۔ [illegible]

۲۱۔ [illegible]

۲۲۔ [illegible]

۲۳۔ [illegible]

۲۴۔ [illegible]

۲۵۔ [illegible]

۲۶۔ [illegible]

۲۷۔ [illegible]

۲۸۔ [illegible]

۲۹۔ [illegible]

۳۰۔ [illegible]

۳۱۔ [illegible]

۳۲۔ [illegible]

۳۳۔ [illegible]

۳۴۔ [illegible]

۳۵۔ [illegible]

۳۶۔ [illegible]

۳۷۔ [illegible]

۳۸۔ [illegible]

۳۹۔ [illegible]

۴۰۔ [illegible]

۴۱۔ [illegible]

۴۲۔ [illegible]

۴۳۔ [illegible]

۴۴۔ [illegible]

۴۵۔ [illegible]

۴۶۔ [illegible]

۴۷۔ [illegible]

۴۸۔ [illegible]

۴۹۔ [illegible]

۵۰۔ [illegible]

۵۱۔ [illegible]

۵۲۔ [illegible]

۵۳۔ [illegible]

۵۴۔ [illegible]

۵۵۔ [illegible]

۵۶۔ [illegible]

۵۷۔ [illegible]

۵۸۔ [illegible]

۵۹۔ [illegible]

۶۰۔ [illegible]

۶۱۔ [illegible]

۶۲۔ [illegible]

۶۳۔ [illegible]

۶۴۔ [illegible]

۶۵۔ [illegible]

۶۶۔ [illegible]

۶۷۔ [illegible]

۶۸۔ [illegible]

۶۹۔ [illegible]

۷۰۔ [illegible]

۷۱۔ [illegible]

۷۲۔ [illegible]

۷۳۔ [illegible]

۷۴۔ [illegible]

۷۵۔ [illegible]

۷۶۔ [illegible]

۷۷۔ [illegible]

۷۸۔ [illegible]

۷۹۔ [illegible]

۸۰۔ [illegible]

۸۱۔ [illegible]

۸۲۔ [illegible]

۸۳۔ [illegible]

۸۴۔ [illegible]

۸۵۔ [illegible]

۸۶۔ [illegible]

۸۷۔ [illegible]

۸۸۔ [illegible]

۸۹۔ [illegible]

۹۰۔ [illegible]

۹۱۔ [illegible]

۹۲۔ [illegible]

۹۳۔ [illegible]

۹۴۔ [illegible]

۹۵۔ [illegible]

۹۶۔ [illegible]

۹۷۔ [illegible]

۹۸۔ [illegible]

۹۹۔ [illegible]

۱۰۰۔ [illegible]

۱۰۱۔ [illegible]

۱۰۲۔ [illegible]

۱۰۳۔ [illegible]

۱۰۴۔ [illegible]

۱۰۵۔ [illegible]

۱۰۶۔ [illegible]

۱۰۷۔ [illegible]

۱۰۸۔ [illegible]

۱۰۹۔ [illegible]

۱۱۰۔ [illegible]

۱۱۱۔ [illegible]

۱۱۲۔ [illegible]

۱۱۳۔ [illegible]

۱۱۴۔ [illegible]

۱۱۵۔ [illegible]

۱۱۶۔ [illegible]

۱۱۷۔ [illegible]

۱۱۸۔ [illegible]

۱۱۹۔ [illegible]

۱۲۰۔ [illegible]

۱۲۱۔ [illegible]

۱۲۲۔ [illegible]

۱۲۳۔ [illegible]

۱۲۴۔ [illegible]

۱۲۵۔ [illegible]

۱۲۶۔ [illegible]

۱۲۷۔ [illegible]

۱۲۸۔ [illegible]

۱۲۹۔ [illegible]

۱۳۰۔ [illegible]

۱۳۱۔ [illegible]

۱۳۲۔ [illegible]

۱۳۳۔ [illegible]

۱۳۴۔ [illegible]

۱۳۵۔ [illegible]

۱۳۶۔ [illegible]

۱۳۷۔ [illegible]

۱۳۸۔ [illegible]

۱۳۹۔ [illegible]

۱۴۰۔ [illegible]

۱۴۱۔ [illegible]

۱۴۲۔ [illegible]

۱۴۳۔ [illegible]

۱۴۴۔ [illegible]

۱۴۵۔ [illegible]

۱۴۶۔ [illegible]

۱۴۷۔ [illegible]

۱۴۸۔ [illegible]

۱۴۹۔ [illegible]

۱۵۰۔ [illegible]

۱۵۱۔ [illegible]

۱۵۲۔ [illegible]

۱۵۳۔ [illegible]

۱۵۴۔ [illegible]

۱۵۵۔ [illegible]

۱۵۶۔ [illegible]

۱۵۷۔ [illegible]

۱۵۸۔ [illegible]

۱۵۹۔ [illegible]

۱۶۰۔ [illegible]

۱۶۱۔ [illegible]

۱۶۲۔ [illegible]

۱۶۳۔ [illegible]

۱۶۴۔ [illegible]

۱۶۵۔ [illegible]

۱۶۶۔ [illegible]

۱۶۷۔ [illegible]

۱۶۸۔ [illegible]

۱۶۹۔ [illegible]

۱۷۰۔ [illegible]

۱۷۱۔ [illegible]

۱۷۲۔ [illegible]

۱۷۳۔ [illegible]

۱۷۴۔ [illegible]

۱۷۵۔ [illegible]

۱۷۶۔ [illegible]

۱۷۷۔ [illegible]

۱۷۸۔ [illegible]

۱۷۹۔ [illegible]

۱۸۰۔ [illegible]

۱۸۱۔ [illegible]

۱۸۲۔ [illegible]

۱۸۳۔ [illegible]

۱۸۴۔ [illegible]

۱۸۵۔ [illegible]

۱۸۶۔ [illegible]

۱۸۷۔ [illegible]

۱۸۸۔ [illegible]

۱۸۹۔ [illegible]

۱۹۰۔ [illegible]

۱۹۱۔ [illegible]

۱۹۲۔ [illegible]

۱۹۳۔ [illegible]

۱۹۴۔ [illegible]

۱۹۵۔ [illegible]

۱۹۶۔ [illegible]

۱۹۷۔ [illegible]

۱۹۸۔ [illegible]

۱۹۹۔ [illegible]

۲۰۰۔ [illegible]

۲۰۱۔ [illegible]

۲۰۲۔ [illegible]

۲۰۳۔ [illegible]

۲۰۴۔ [illegible]

۲۰۵۔ [illegible]

۲۰۶۔ [illegible]

۲۰۷۔ [illegible]

۲۰۸۔ [illegible]

۲۰۹۔ [illegible]

۲۱۰۔ [illegible]

۲۱۱۔ [illegible]

۲۱۲۔ [illegible]

۲۱۳۔ [illegible]

۲۱۴۔ [illegible]

۲۱۵۔ [illegible]

۲۱۶۔ [illegible]

۲۱۷۔ [illegible]

۲۱۸۔ [illegible]

۲۱۹۔ [illegible]

۲۲۰۔ [illegible]

۲۲۱۔ [illegible]

۲۲۲۔ [illegible]

۲۲۳۔ [illegible]

۲۲۴۔ [illegible]

۲۲۵۔ [illegible]

۲۲۶۔ [illegible]

۲۲۷۔ [illegible]

۲۲۸۔ [illegible]

۲۲۹۔ [illegible]

۲۳۰۔ [illegible]

۲۳۱۔ [illegible]

۲۳۲۔ [illegible]

۲۳۳۔ [illegible]

۲۳۴۔ [illegible]

۲۳۵۔ [illegible]

۲۳۶۔ [illegible]

۲۳۷۔ [illegible]

۲۳۸۔ [illegible]

۲۳۹۔ [illegible]

۲۴۰۔ [illegible]

۲۴۱۔ [illegible]

۲۴۲۔ [illegible]

۲۴۳۔ [illegible]

۲۴۴۔ [illegible]

۲۴۵۔ [illegible]

۲۴۶۔ [illegible]

۲۴۷۔ [illegible]

۲۴۸۔ [illegible]

۲۴۹۔ [illegible]

۲۵۰۔ [illegible]

۲۵۱۔ [illegible]

۲۵۲۔ [illegible]

۲۵۳۔ [illegible]

۲۵۴۔ [illegible]

۲۵۵۔ [illegible]

۲۵۶۔ [illegible]

۲۵۷۔ [illegible]

۲۵۸۔ [illegible]

۲۵۹۔ [illegible]

۲۶۰۔ [illegible]

۲۶۱۔ [illegible]

۲۶۲۔ [illegible]

۲۶۳۔ [illegible]

۲۶۴۔ [illegible]

۲۶۵۔ [illegible]

۲۶۶۔ [illegible]

۲۶۷۔ [illegible]

۲۶۸۔ [illegible]

۲۶۹۔ [illegible]

۲۷۰۔ [illegible]

۲۷۱۔ [illegible]

۲۷۲۔ [illegible]

۲۷۳۔ [illegible]

۲۷۴۔ [illegible]

۲۷۵۔ [illegible]

۲۷۶۔ [illegible]

۲۷۷۔ [illegible]

۲۷۸۔ [illegible]

۲۷۹۔ [illegible]

۲۸۰۔ [illegible]

۲۸۱۔ [illegible]

۲۸۲۔ [illegible]

۲۸۳۔ [illegible]

۲۸۴۔ [illegible]

۲۸۵۔ [illegible]

۲۸۶۔ [illegible]

۲۸۷۔ [illegible]

۲۸۸۔ [illegible]

۲۸۹۔ [illegible]

۲۹۰۔ [illegible]

۲۹۱۔ [illegible]

۲۹۲۔ [illegible]

۲۹۳۔ [illegible]

۲۹۴۔ [illegible]

۲۹۵۔ [illegible]

۲۹۶۔ [illegible]

۲۹۷۔ [illegible]

۲۹۸۔ [illegible]

۲۹۹۔ [illegible]

۳۰۰۔ [illegible]

۳۰۱۔ [illegible]

۳۰۲۔ [illegible]

۳۰۳۔ [illegible]

۳۰۴۔ [illegible]

۳۰۵۔ [illegible]

۳۰۶۔ [illegible]

۳۰۷۔ [illegible]

۳۰۸۔ [illegible]

۳۰۹۔ [illegible]

۳۱۰۔ [illegible]

۳۱۱۔ [illegible]

۳۱۲۔ [illegible]

۳۱۳۔ [illegible]

۳۱۴۔ [illegible]

۳۱۵۔ [illegible]

۳۱۶۔ [illegible]

۳۱۷۔ [illegible]

۳۱۸۔ [illegible]

۳۱۹۔ [illegible]

۳۲۰۔ [illegible]

۳۲۱۔ [illegible]

۳۲۲۔ [illegible]

۳۲۳۔ [illegible]

۳۲۴۔ [illegible]

۳۲۵۔ [illegible]

۳۲۶۔ [illegible]

۳۲۷۔ [illegible]

۳۲۸۔ [illegible]

۳۲۹۔ [illegible]

۳۳۰۔ [illegible]

۳۳۱۔ [illegible]

۳۳۲۔ [illegible]

۳۳۳۔ [illegible]

۳۳۴۔ [illegible]

۳۳۵۔ [illegible]

۳۳۶۔ [illegible]

۳۳۷۔ [illegible]

۳۳۸۔ [illegible]

۳۳۹۔ [illegible]

۳۴۰۔ [illegible]

۳۴۱۔ [illegible]

۳۴۲۔ [illegible]

۳۴۳۔ [illegible]

۳۴۴۔ [illegible]

۳۴۵۔ [illegible]

۳۴۶۔ [illegible]

۳۴۷۔ [illegible]

۳۴۸۔ [illegible]

۳۴۹۔ [illegible]

۳۵۰۔ [illegible]

۳۵۱۔ [illegible]

۳۵۲۔ [illegible]

۳۵۳۔ [illegible]

۳۵۴۔ [illegible]

۳۵۵۔ [illegible]

۳۵۶۔ [illegible]

۳۵۷۔ [illegible]

۳۵۸۔ [illegible]

۳۵۹۔ [illegible]

۳۶۰۔ [illegible]

۳۶۱۔ [illegible]

۳۶۲۔ [illegible]

۳۶۳۔ [illegible]

۳۶۴۔ [illegible]

۳۶۵۔ [illegible]

۳۶۶۔ [illegible]

۳۶۷۔ [illegible]

۳۶۸۔ [illegible]

۳۶۹۔ [illegible]

۳۷۰۔ [illegible]

۳۷۱۔ [illegible]

۳۷۲۔ [illegible]

۳۷۳۔ [illegible]

۳۷۴۔ [illegible]

۳۷۵۔ [illegible]

۳۷۶۔ [illegible]

۳۷۷۔ [illegible]

۳۷۸۔ [illegible]

۳۷۹۔ [illegible]

۳۸۰۔ [illegible]

۳۸۱۔ [illegible]

۳۸۲۔ [illegible]

۳۸۳۔ [illegible]

۳۸۴۔ [illegible]

۳۸۵۔ [illegible]

۳۸۶۔ [illegible]

۳۸۷۔ [illegible]

۳۸۸۔ [illegible]

۳۸۹۔ [illegible]

۳۹۰۔ [illegible]

۳۹۱۔ [illegible]

۳۹۲۔ [illegible]

۳۹۳۔ [illegible]

۳۹۴۔ [illegible]

۳۹۵۔ [illegible]

۳۹۶۔ [illegible]

۳۹۷۔ [illegible]

۳۹۸۔ [illegible]

۳۹۹۔ [illegible]

۴۰۰۔ [illegible]

۴۰۱۔ [illegible]

۴۰۲۔ [illegible]

۴۰۳۔ [illegible]

۴۰۴۔ [illegible]

۴۰۵۔ [illegible]

۴۰۶۔ [illegible]

۴۰۷۔ [illegible]

۴۰۸۔ [illegible]

۴۰۹۔ [illegible]

۴۱۰۔ [illegible]

۴۱۱۔ [illegible]

۴۱۲۔ [illegible]

۴۱۳۔ [illegible]

۴۱۴۔ [illegible]

۴۱۵۔ [illegible]

۴۱۶۔ [illegible]

۴۱۷۔ [illegible]

۴۱۸۔ [illegible]

۴۱۹۔ [illegible]

۴۲۰۔ [illegible]

۴۲۱۔ [illegible]

۴۲۲۔ [illegible]

۴۲۳۔ [illegible]

۴۲۴۔ [illegible]

۴۲۵۔ [illegible]

۴۲۶۔ [illegible]

۴۲۷۔ [illegible]

۴۲۸۔ [illegible]

۴۲۹۔ [illegible]

۴۳۰۔ [illegible]

۴۳۱۔ [illegible]

۴۳۲۔ [illegible]

۴۳۳۔ [illegible]

۴۳۴۔ [illegible]

۴۳۵۔ [illegible]

۴۳۶۔ [illegible]

۴۳۷۔ [illegible]

۴۳۸۔ [illegible]

۴۳۹۔ [illegible]

۴۴۰۔ [illegible]

۴۴۱۔ [illegible]

۴۴۲۔ [illegible]

۴۴۳۔ [illegible]

۴۴۴۔ [illegible]

۴۴۵۔ [illegible]

۴۴۶۔ [illegible]

۴۴۷۔ [illegible]

۴۴۸۔ [illegible]

۴۴۹۔ [illegible]

۴۵۰۔ [illegible]

۴۵۱۔ [illegible]

۴۵۲۔ [illegible]

۴۵۳۔ [illegible]

۴۵۴۔ [illegible]

۴۵۵۔ [illegible]

۴۵۶۔ [illegible]

۴۵۷۔ [illegible]

۴۵۸۔ [illegible]

۴۵۹۔ [illegible]

۴۶۰۔ [illegible]

۴۶۱۔ [illegible]

۴۶۲۔ [illegible]

۴۶۳۔ [illegible]

۴۶۴۔ [illegible]

۴۶۵۔ [illegible]

۴۶۶۔ [illegible]

۴۶۷۔ [illegible]

۴۶۸۔ [illegible]

۴۶۹۔ [illegible]

۴۷۰۔ [illegible]

۴۷۱۔ [illegible]

۴۷۲۔ [illegible]

۴۷۳۔ [illegible]

۴۷۴۔ [illegible]

۴۷۵۔ [illegible]

۴۷۶۔ [illegible]

۴۷۷۔ [illegible]

۴۷۸۔ [illegible]

۴۷۹۔ [illegible]

۴۸۰۔ [illegible]

۴۸۱۔ [illegible]

۴۸۲۔ [illegible]

۴۸۳۔ [illegible]

۴۸۴۔ [illegible]

۴۸۵۔ [illegible]

۴۸۶۔ [illegible]

۴۸۷۔ [illegible]

۴۸۸۔ [illegible]

۴۸۹۔ [illegible]

۴۹۰۔ [illegible]

۴۹۱۔ [illegible]

۴۹۲۔ [illegible]

۴۹۳۔ [illegible]

۴۹۴۔ [illegible]

۴۹۵۔ [illegible]

۴۹۶۔ [illegible]

۴۹۷۔ [illegible]

۴۹۸۔ [illegible]

۴۹۹۔ [illegible]

۵۰۰۔ [illegible]

۵۰۱۔ [illegible]

۵۰۲۔ [illegible]

۵۰۳۔ [illegible]

۵۰۴۔ [illegible]

۵۰۵۔ [illegible]

۵۰۶۔ [illegible]

۵۰۷۔ [illegible]

۵۰۸۔ [illegible]

۵۰۹۔ [illegible]

۵۱۰۔ [illegible]

۵۱۱۔ [illegible]

۵۱۲۔ [illegible]

۵۱۳۔ [illegible]

۵۱۴۔ [illegible]

۵۱۵۔ [illegible]

۵۱۶۔ [illegible]

۵۱۷۔ [illegible]

۵۱۸۔ [illegible]

۵۱۹۔ [illegible]

۵۲۰۔ [illegible]

۵۲۱۔ [illegible]

۵۲۲۔ [illegible]

۵۲۳۔ [illegible]

۵۲۴۔ [illegible]

۵۲۵۔ [illegible]

۵۲۶۔ [illegible]

۵۲۷۔ [illegible]

۵۲۸۔ [illegible]

۵۲۹۔ [illegible]

۵۳۰۔ [illegible]

۵۳۱۔ [illegible]

۵۳۲۔ [illegible]

۵۳۳۔ [illegible]

۵۳۴۔ [illegible]

۵۳۵۔ [illegible]

۵۳۶۔ [illegible]

۵۳۷۔ [illegible]

۵۳۸۔ [illegible]

۵۳۹۔ [illegible]

۵۴۰۔ [illegible]

۵۴۱۔ [illegible]

۵۴۲۔ [illegible]

۵۴۳۔ [illegible]

۵۴۴۔ [illegible]

۵۴۵۔ [illegible]

۵۴۶۔ [illegible]

۵۴۷۔ [illegible]

۵۴۸۔ [illegible]

۵۴۹۔ [illegible]

۵۵۰۔ [illegible]

۵۵۱۔ [illegible]

۵۵۲۔ [illegible]

۵۵۳۔ [illegible]

۵۵۴۔ [illegible]

۵۵۵۔ [illegible]

۵۵۶۔ [illegible]

۵۵۷۔ [illegible]

۵۵۸۔ [illegible]

۵۵۹۔ [illegible]

۵۶۰۔ [illegible]

۵۶۱۔ [illegible]

۵۶۲۔ [illegible]

۵۶۳۔ [illegible]

۵۶۴۔ [illegible]

۵۶۵۔ [illegible]

۵۶۶۔ [illegible]

۵۶۷۔ [illegible]

۵۶۸۔ [illegible]

۵۶۹۔ [illegible]

۵۷۰۔ [illegible]

۵۷۱۔ [illegible]

۵۷۲۔ [illegible]

۵۷۳۔ [illegible]

۵۷۴۔ [illegible]

۵۷۵۔ [illegible]

۵۷۶۔ [illegible]

۵۷۷۔ [illegible]

۵۷۸۔ [illegible]

۵۷۹۔ [illegible]

۵۸۰۔ [illegible]

۵۸۱۔ [illegible]

۵۸۲۔ [illegible]

۵۸۳۔ [illegible]

۵۸۴۔ [illegible]

۵۸۵۔ [illegible]

۵۸۶۔ [illegible]

۵۸۷۔ [illegible]

۵۸۸۔ [illegible]

۵۸۹۔ [illegible]

۵۹۰۔ [illegible]

۵۹۱۔ [illegible]

۵۹۲۔ [illegible]

۵۹۳۔ [illegible]

۵۹۴۔ [illegible]

۵۹۵۔ [illegible]

۵۹۶۔ [illegible]

۵۹۷۔ [illegible]

۵۹۸۔ [illegible]

۵۹۹۔ [illegible]

۶۰۰۔ [illegible]

۶۰۱۔ [illegible]

۶۰۲۔ [illegible]

۶۰۳۔ [illegible]

۶۰۴۔ [illegible]

۶۰۵۔ [illegible]

۶۰۶۔ [illegible]

۶۰۷۔ [illegible]

۶۰۸۔ [illegible]

۶۰۹۔ [illegible]

۶۱۰۔ [illegible]

۶۱۱۔ [illegible]

۶۱۲۔ [illegible]

۶۱۳۔ [illegible]

۶۱۴۔ [illegible]

۶۱۵۔ [illegible]

۶۱۶۔ [illegible]

۶۱۷۔ [illegible]

۶۱۸۔ [illegible]

۶۱۹۔ [illegible]

۶۲۰۔ [illegible]

۶۲۱۔ [illegible]

۶۲۲۔ [illegible]

۶۲۳۔ [illegible]

۶۲۴۔ [illegible]

۶۲۵۔ [illegible]

۶۲۶۔ [illegible]

۶۲۷۔ [illegible]

۶۲۸۔ [illegible]

۶۲۹۔ [illegible]

۶۳۰۔ [illegible]

۶۳۱۔ [illegible]

۶۳۲۔ [illegible]

۶۳۳۔ [illegible]

۶۳۴۔ [illegible]

۶۳۵۔ [illegible]

۶۳۶۔ [illegible]

۶۳۷۔ [illegible]

۶۳۸۔ [illegible]

۶۳۹۔ [illegible]

۶۴۰۔ [illegible]

۶۴۱۔ [illegible]

۶۴۲۔ [illegible]

۶۴۳۔ [illegible]

۶۴۴۔ [illegible]

۶۴۵۔ [illegible]

۶۴۶۔ [illegible]

۶۴۷۔ [illegible]

۶۴۸۔ [illegible]

۶۴۹۔ [illegible]

۶۵۰۔ [illegible]

۶۵۱۔ [illegible]

۶۵۲۔ [illegible]

۶۵۳۔ [illegible]

۶۵۴۔ [illegible]

۶۵۵۔ [illegible]

۶۵۶۔ [illegible]

۶۵۷۔ [illegible]

۶۵۸۔ [illegible]

۶۵۹۔ [illegible]

۶۶۰۔ [illegible]

۶۶۱۔ [illegible]

۶۶۲۔ [illegible]

۶۶۳۔ [illegible]

۶۶۴۔ [illegible]

۶۶۵۔ [illegible]

۶۶۶۔ [illegible]

۶۶۷۔ [illegible]

۶۶۸۔ [illegible]

۶۶۹۔ [illegible]

۶۷۰۔ [illegible]

۶۷۱۔ [illegible]

۶۷۲۔ [illegible]

۶۷۳۔ [illegible]

۶۷۴۔ [illegible]

۶۷۵۔ [illegible]

۶۷۶۔ [illegible]

۶۷۷۔ [illegible]

۶۷۸۔ [illegible]

۶۷۹۔ [illegible]

۶۸۰۔ [illegible]

۶۸۱۔ [illegible]

۶۸۲۔ [illegible]

۶۸۳۔ [illegible]

۶۸۴۔ [illegible]

۶۸۵۔ [illegible]

۶۸۶۔ [illegible]

۶۸۷۔ [illegible]

۶۸۸۔ [illegible]

۶۸۹۔ [illegible]

۶۹۰۔ [illegible]

۶۹۱۔ [illegible]

۶۹۲۔ [illegible]

۶۹۳۔ [illegible]

۶۹۴۔ [illegible]

۶۹۵۔ [illegible]

۶۹۶۔ [illegible]

۶۹۷۔ [illegible]

۶۹۸۔ [illegible]

۶۹۹۔ [illegible]

۷۰۰۔ [illegible]

۷۰۱۔ [illegible]

۷۰۲۔ [illegible]

۷۰۳۔ [illegible]

۷۰۴۔ [illegible]

۷۰۵۔ [illegible]

۷۰۶۔ [illegible]

۷۰۷۔ [illegible]

۷۰۸۔ [illegible]

۷۰۹۔ [illegible]

۷۱۰۔ [illegible]

۷۱۱۔ [illegible]

۷۱۲۔ [illegible]

۷۱۳۔ [illegible]

۷۱۴۔ [illegible]

۷۱۵۔ [illegible]

۷۱۶۔ [illegible]

۷۱۷۔ [illegible]

۷۱۸۔ [illegible]

۷۱۹۔ [illegible]

۷۲۰۔ [illegible]

۷۲۱۔ [illegible]

۷۲۲۔ [illegible]

۷۲۳۔ [illegible]

۷۲۴۔ [illegible]

۷۲۵۔ [illegible]

۷۲۶۔ [illegible]

۷۲۷۔ [illegible]

۷۲۸۔ [illegible]

۷۲۹۔ [illegible]

۷۳۰۔ [illegible]

۷۳۱۔ [illegible]

۷۳۲۔ [illegible]

۷۳۳۔ [illegible]

۷۳۴۔ [illegible]

۷۳۵۔ [illegible]

۷۳۶۔ [illegible]

۷۳۷۔ [illegible]

۷۳۸۔ [illegible]

۷۳۹۔ [illegible]

۷۴۰۔ [illegible]

۷۴۱۔ [illegible]

۷۴۲۔ [illegible]

۷۴۳۔ [illegible]

۷۴۴۔ [illegible]

۷۴۵۔ [illegible]

۷۴۶۔ [illegible]

۷۴۷۔ [illegible]

۷۴۸۔ [illegible]

۷۴۹۔ [illegible]

۷۵۰۔ [illegible]

۷۵۱۔ [illegible]

۷۵۲۔ [illegible]

۷۵۳۔ [illegible]

۷۵۴۔ [illegible]

۷۵۵۔ [illegible]

۷۵۶۔ [illegible]

۷۵۷۔ [illegible]

۷۵۸۔ [illegible]

۷۵۹۔ [illegible]

۷۶۰۔ [illegible]

۷۶۱۔ [illegible]

۷۶۲۔ [illegible]

۷۶۳۔ [illegible]

۷۶۴۔ [illegible]

۷۶۵۔ [illegible]

۷۶۶۔ [illegible]

۷۶۷۔ [illegible]

۷۶۸۔ [illegible]

۷۶۹۔ [illegible]

۷۷۰۔ [illegible]

۷۷۱۔ [illegible]

۷۷۲۔ [illegible]

۷۷۳۔ [illegible]

۷۷۴۔ [illegible]

۷۷۵۔ [illegible]

۷۷۶۔ [illegible]

۷۷۷۔ [illegible]

۷۷۸۔ [illegible]

۷۷۹۔ [illegible]

۷۸۰۔ [illegible]

۷۸۱۔ [illegible]

۷۸۲۔ [illegible]

۷۸۳۔ [illegible]

۷۸۴۔ [illegible]

۷۸۵۔ [illegible]

۷۸۶۔ [illegible]

۷۸۷۔ [illegible]

۷۸۸۔ [illegible]

۷۸۹۔ [illegible]

۷۹۰۔ [illegible]

۷۹۱۔ [illegible]

۷۹۲۔ [illegible]

۷۹۳۔ [illegible]

۷۹۴۔ [illegible]

۷۹۵۔ [illegible]

۷۹۶۔ [illegible]

۷۹۷۔ [illegible]

۷۹۸۔ [illegible]

۷۹۹۔ [illegible]

۸۰۰۔ [illegible]

۸۰۱۔ [illegible]

۸۰۲۔ [illegible]

۸۰۳۔ [illegible]

۸۰۴۔ [illegible]

۸۰۵۔ [illegible]

۸۰۶۔ [illegible]

۸۰۷۔ [illegible]

۸۰۸۔ [illegible]

۸۰۹۔ [illegible]

۸۱۰۔ [illegible]

۸۱۱۔ [illegible]

۸۱۲۔ [illegible]

۸۱۳۔ [illegible]

۸۱۴۔ [illegible]

۸۱۵۔ [illegible]

۸۱۶۔ [illegible]

۸۱۷۔ [illegible]

۸۱۸۔ [illegible]

۸۱۹۔ [illegible]

۸۲۰۔ [illegible]

۸۲۱۔ [illegible]

۸۲۲۔ [illegible]

۸۲۳۔ [illegible]

۸۲۴۔ [illegible]

۸۲۵۔ [illegible]

۸۲۶۔ [illegible]

۸۲۷۔ [illegible]

۸۲۸۔ [illegible]

۸۲۹۔ [illegible]

۸۳۰۔ [illegible]

۸۳۱۔ [illegible]

۸۳۲۔ [illegible]

۸۳۳۔ [illegible]

۸۳۴۔ [illegible]

۸۳۵۔ [illegible]

۸۳۶۔ [illegible]

۸۳۷۔ [illegible]

۸۳۸۔ [illegible]

۸۳۹۔ [illegible]

۸۴۰۔ [illegible]

۸۴۱۔ [illegible]

۸۴۲۔ [illegible]

۸۴۳۔ [illegible]

۸۴۴۔ [illegible]

۸۴۵۔ [illegible]

۸۴۶۔ [illegible]

۸۴۷۔ [illegible]

۸۴۸۔ [illegible]

۸۴۹۔ [illegible]

۸۵۰۔ [illegible]

۸۵۱۔ [illegible]

۸۵۲۔ [illegible]

۸۵۳۔ [illegible]

۸۵۴۔ [illegible]

۸۵۵۔ [illegible]

۸۵۶۔ [illegible]

۸۵۷۔ [illegible]

۸۵۸۔ [illegible]

۸۵۹۔ [illegible]

۸۶۰۔ [illegible]

۸۶۱۔ [illegible]

۸۶۲۔ [illegible]

۸۶۳۔ [illegible]

۸۶۴۔ [illegible]

۸۶۵۔ [illegible]

۸۶۶۔ [illegible]

۸۶۷۔ [illegible]

۸۶۸۔ [illegible]

۸۶۹۔ [illegible]

۸۷۰۔ [illegible]

۸۷۱۔ [illegible]

۸۷۲۔ [illegible]

۸۷۳۔ [illegible]

۸۷۴۔ [illegible]

۸۷۵۔ [illegible]

۸۷۶۔ [illegible]

۸۷۷۔ [illegible]

۸۷۸۔ [illegible]

۸۷۹۔ [illegible]

۸۸۰۔ [illegible]

۸۸۱۔ [illegible]

۸۸۲۔ [illegible]

۸۸۳۔ [illegible]

۸۸۴۔ [illegible]

۸۸۵۔ [illegible]

۸۸۶۔ [illegible]

۸۸۷۔ [illegible]

۸۸۸۔ [illegible]

۸۸۹۔ [illegible]

۸۹۰۔ [illegible]

۸۹۱۔ [illegible]

۸۹۲۔ [illegible]

۸۹۳۔ [illegible]

۸۹۴۔ [illegible]

۸۹۵۔ [illegible]

۸۹۶۔ [illegible]

۸۹۷۔ [illegible]

۸۹۸۔ [illegible]

۸۹۹۔ [illegible]

۹۰۰۔ [illegible]

۹۰۱۔ [illegible]

۹۰۲۔ [illegible]

۹۰۳۔ [illegible]

۹۰۴۔ [illegible]

۹۰۵۔ [illegible]

۹۰۶۔ [illegible]

۹۰۷۔ [illegible]

۹۰۸۔ [illegible]

۹۰۹۔ [illegible]

۹۱۰۔ [illegible]

۹۱۱۔ [illegible]

۹۱۲۔ [illegible]

۹۱۳۔ [illegible]

۹۱۴۔ [illegible]

۹۱۵۔ [illegible]

۹۱۶۔ [illegible]

۹۱۷۔ [illegible]

۹۱۸۔ [illegible]

۹۱۹۔ [illegible]

۹۲۰۔ [illegible]

۹۲۱۔ [illegible]

۹۲۲۔ [illegible]

۹۲۳۔ [illegible]

۹۲۴۔ [illegible]

۹۲۵۔ [illegible]

۹۲۶۔ [illegible]

۹۲۷۔ [illegible]

۹۲۸۔ [illegible]

۹۲۹۔ [illegible]

۹۳۰۔ [illegible]

۹۳۱۔ [illegible]

۹۳۲۔ [illegible]

۹۳۳۔ [illegible]

۹۳۴۔ [illegible]

۹۳۵۔ [illegible]

۹۳۶۔ [illegible]

۹۳۷۔ [illegible]

۹۳۸۔ [illegible]

۹۳۹۔ [illegible]

۹۴۰۔ [illegible]

۹۴۱۔ [illegible]

۹۴۲۔ [illegible]

۹۴۳۔ [illegible]

۹۴۴۔ [illegible]

۹۴۵۔ [illegible]

۹۴۶۔ [illegible]

۹۴۷۔ [illegible]

۹۴۸۔ [illegible]

۹۴۹۔ [illegible]

۹۵۰۔ [illegible]

۹۵۱۔ [illegible]

۹۵۲۔ [illegible]

۹۵۳۔ [illegible]

۹۵۴۔ [illegible]

۹۵۵۔ [illegible]

۹۵۶۔ [illegible]

۹۵۷۔ [illegible]

۹۵۸۔ [illegible]

۹۵۹۔ [illegible]

۹۶۰۔ [illegible]

۹۶۱۔ [illegible]

۹۶۲۔ [illegible]

۹۶۳۔ [illegible]

۹۶۴۔ [illegible]

۹۶۵۔ [illegible]

۹۶۶۔ [illegible]

۹۶۷۔ [illegible]

۹۶۸۔ [illegible]

۹۶۹۔ [illegible]

۹۷۰۔ [illegible]

۹۷۱۔ [illegible]

۹۷۲۔ [illegible]

۹۷۳۔ [illegible]

۹۷۴۔ [illegible]

۹۷۵۔ [illegible]

۹۷۶۔ [illegible]

۹۷۷۔ [illegible]

۹۷۸۔ [illegible]

۹۷۹۔ [illegible]

۹۸۰۔ [illegible]

۹۸۱۔ [illegible]

۹۸۲۔ [illegible]

۹۸۳۔ [illegible]

۹۸۴۔ [illegible]

۹۸۵۔ [illegible]

۹۸۶۔ [illegible]

۹۸۷۔ [illegible]

۹۸۸۔ [illegible]

۹۸۹۔ [illegible]

۹۹۰۔ [illegible]

۹۹۱۔ [illegible]

۹۹۲۔ [illegible]

۹۹۳۔ [illegible]

۹۹۴۔ [illegible]

۹۹۵۔ [illegible]

۹۹۶۔ [illegible]

۹۹۷۔ [illegible]

۹۹۸۔ [illegible]

۹۹۹۔ [illegible]

۱۰۰۰۔ [illegible]